سُوْرَةُ هُوْدٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ
ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿١﴾
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ
مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ﴿٢﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ
مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ
كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿٣﴾ اِلَى
اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤﴾
اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ
لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ
يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ
مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٥﴾
وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي
اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَــقَرَّهَا
وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦﴾
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَي الْمَاۗءِ
لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ
اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ ﴿٧﴾ وَلَىِٕنْ قُلْتَ
اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ
لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٨﴾ وَلَىِٕنْ اَخَّرْنَا

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان
الر۔ یہ کتاب ہے کہ مستحکم کی گئی ہیں اس کی آیتیں پھر
مفصل کی گئی ہیں حکمت والے خبر رکھنے والے کے پاس سے (۱)
کہ عبادت مت کرو کسی کی سوائے خدا کے بیشک میں ہوں
تمہارے لئے اس سے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا (۲)
اور بخشش چاہو اپنے پروردگار سے پھر رجوع کرو اس کی طرف
فائدہ مند کریگا تم کو اچھے فائدے سے وقت مقرر تک اور دیگا
ہر بزرگی رکھنے والے کو بدلہ اس کی بزرگی کا اور اگر تم پھر جاؤ
تو بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے (۳) اللہ کی
طرف ہی تم کو پھر جانا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۴) خبردار رہو
بیشک وہ پھیر لیتے ہیں اپنے سینوں کو (یعنی جب پیغمبر صاحب
کو آتا دیکھتے ہیں) تاکہ چھپ جاویں اس سے (یعنی پیغمبر سے)
خبردار رہو جس وقت (۵) کہ وہ اوڑھ لیتے ہیں اپنے کپڑوں کو
(خدا) جانتا ہے جو کچھ کہ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ کہ وہ
ظاہر کرتے ہیں (۶) بیشک وہ جاننے والا ہے دل کی چھپی
باتوں کا (۷) اور نہیں کوئی چلنے والا زمین میں مگر اللہ
پر ہے اس کی روزی وہ جانتا ہے اس کے ٹھہرنے کی جگہ
اور اس کی ودیعت ہونے کی جگہ سب کچھ ہے بیان
کرنے والی کتاب میں (۸) (یعنی موجود ہے اللہ کے علم میں
اور یہ قول ہے زجاج کا) اور وہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں
کو اور زمین کو چھ دن میں اور تھا اس کا عرش پانی پر تاکہ
آزمائے تم کو کہ کون تم میں سے اچھے عمل کرتا (۹) اور
اگر تو کہے کہ بیشک تم اٹھائے جاؤ گے مرنے کے بعد تو
کہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں کہ یہ کچھ نہیں ہے مگر کھلا ہوا
جادو (۱۰) اور اگر ہم تاخیر کریں

عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ
لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ
لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ
مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۱۱) وَلَئِنْ اَذَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ
اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ (۱۲) وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ
نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ
ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ
فَخُوْرٌ (۱۳) اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ (۱۴) فَلَعَلَّكَ
تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ
صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ
كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (۱۵) اَمْ
يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ
سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ
اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ (۱۶) فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۱۷) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ
فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ (۱۸) اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ
وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۹)
اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ
شَاهِدٌ مِّنْهُ

اُن سے عذاب کو ایک گنی ہوئی مدت تک تو کہینگے کہ کس
چیز نے اُس کو روک رکھا ہے خبردار ہو جس دن آویگا اُن پر
نہ پھیرا جاویگا اُن سے اور گھیر لیویگی اُن کو وہ چیز کہ جس کے
ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے (۱۱) اور اگر ہم چکھاویں انسان کو
اپنی طرف سے رحمت پھر ہم اُس کو اُس سے لے لیں بیشک وہ
ناامید اور ناشکر ہے (۱۲) اور اگر ہم چکھاویں اُس کو
خوشحالی بعد سختی کے جو اُس کو پہنچی ہے تو کہیگا گئیں مجھ
سے بُرائیاں بیشک وہ ہے خوشی کرنے والا اور شیخی کرنے
والا (۱۳) مگر جنہوں نے صبر کیا اور اچھے کام کئے وہی
لوگ ہیں کہ اُن کے لئے بخشش اور اجر بڑا (۱۴) پھر شاید تو
چھوڑ دینے والا ہے بعض کو جو وحی بھیجی جاتی ہے تیری طرف
اور تنگ ہو جاتا ہے تیرا سینہ اس سے کہ وہ کہتے ہیں کیوں
نہیں اُتارا گیا اُس پر خزانہ یا آیا اُس کے ساتھ فرشتہ
اُس کے سوا کچھ نہیں کہ تو ڈرانیوالا ہے اور اللہ ہر چیز پر
نگہبان ہے (۱۵) کیا وہ کہتے ہیں (یعنی قرآن کو) کہ
وہ افترا کر لیا ہے تو کہہ کہ لاؤ اس کی مانند دس سورتیں افترا
کی ہوئی اور بلاؤ جس کو تم بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے
ہو (۱۶) پھر اگر نہ قبول کریں تمہاری بات کو تو جان لو کہ بات
یوں ہی ہے کہ وہ اُتارا گیا ہے اللہ کے علم سے اور یہ کہ
نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ پھر کیا تم مانتے ہو (۱۷) جو چاہے
دنیا کی زندگی اور اُس کی زیبائش پورا کر دینگے ہم اُن کے
پاس اُن کے عملوں کو اُس میں اور وہ اُس میں نقصان نہ دیئے
جاوینگے (۱۸) یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے کچھ نہیں ہے آخرت
میں مگر آگ اور اکارت گیا اُس میں (یعنی آخرت میں) جو کچھ
اُنہوں نے کیا تھا اور غلط ہو گیا جو کچھ وہ کرتے تھے (۱۹)
پھر وہ شخص جو اپنے پروردگار کے پاس سے دلیل رکھتا ہے اور
اُس کے ساتھ ہی ساتھ اُس کے پاس ایک گواہ بھی ہے ۔

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰي رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾	اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب (جو) پیشوا اور رحمت ہے یہی لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر (یعنی قرآن پر) ۔ اور جو کوئی کافر فرقوں (گروہ) میں سے اس کا منکر ہو تو آگ اس کا ٹھکانا ہے ۔ پھر (اے مخاطب) تو مت ہو کسی شبہ میں اس سے بیشک وہ برحق ہے تیرے پروردگار کی طرف سے لیکن بہت لوگ یقین نہیں کرتے (۱۷) اور کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے جو افترا باندھے اللہ پر جھوٹ ۔ یہ لوگ سامنے لائے جاویں گے اپنے پروردگار کے اور گواہ کہیں گے یہی لوگ ہیں جنہوں نے جھوٹ بولا اپنے پروردگار پر ۔ سن لو لعنت خدا کی ظالموں پر (۱۸) جو لوگ کہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور چاہتے ہیں اس کو ٹیڑھا اور وہ آخرت کے منکر ہیں (۱۹) وہ لوگ نہیں ہونے کے عاجز کرنے والے (یعنی روکنے والے اللہ کو عذاب دینے سے یعنی بچ کر بھاگ جانے والے اللہ کے عذاب سے) زمین میں اور نہ ہوگا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست دوگنا کیا جاویگا ان کے لئے عذاب اور وہ نہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھتے تھے (۲۰) یہی لوگ وہ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو اور کھویا گیا ان سے جو کچھ کہ وہ افترا کرتے تھے (۲۱) اس لئے بیشک وہ آخرت میں وہی نقصان اٹھانے والے (۲۲) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اور نیاز مندی بجا لائے اپنے پروردگار کی وہ لوگ ہیں بہشت میں جانے والے وہ اس میں رہینگے ہمیشہ (۲۳) دو فرقوں کی مثال اندھے اور بہرے اور دیکھنے والے اور سننے والے کی سی ہے کیا وہ دونوں مثال میں برابر ہیں پھر کیوں نہیں تم نصیحت پکڑتے (۲۴)

ف فلا تک ... مرية منه من ربك کا خطاب گویا منکر قرآن کی نسبت ہو جیسے کہ سورہ یونس کی آیت ۹۴ میں منکرین کی کتاب کی نسبت ہے اور اس کی بحث سورہ یونس میں ہو چکی ہے ۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي
لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٧﴾ أَن
لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٢٨﴾
فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ
مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ
اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا
بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ
بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ يَا قَوْمِ
أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ
مِّن رَّبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِّنْ عِندِهِ
فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا
وَأَنتُمْ لَهَا كَارِهُونَ ﴿٣٠﴾
وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا
إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا
بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُم مُّلَاقُو
رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا
تَجْهَلُونَ ﴿٣١﴾ وَيَا قَوْمِ مَن
يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِن طَرَدتُّهُمْ
أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَا
أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ
اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ
إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ
تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَن يُؤْتِيَهُمُ
اللَّهُ خَيْرًا اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا
فِي أَنفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا لَّمِنَ
الظَّالِمِينَ ﴿٣٣﴾

بیشک ہم نے بھیجا نوح کو اُس کی قوم کے پاس (نوح نے)
کہا کہ بیشک میں تم کو علانیہ ڈرانے والا ہوں (۲۷) کہ مت
عبادت کرو (کسی کی) اللہ کے سوا بیشک مجھ کو تم پر ڈر
ہے ایک دکھ دینے والے دن کے عذاب کا (۲۸) پھر کہا اُن
لوگوں نے جو اس کی قوم میں سے کافر تھے کہ ہم نہیں دیکھتے تجھ کو
مگر ایک انسان ہم سا اور نہیں دیکھتے ہم تجھ کو کہ تیری پیروی
کی ہو کسی نے (بجز) ان لوگوں کے کہ وہ ہم میں کمینے لوگ
سپاٹ سمجھ کے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے تم کو اپنے پر کچھ فضیلت
بلکہ گمان کرتے ہیں ہم تم کو جھوٹے (۲۹) (نوح نے) کہا
کہ اے میری قوم کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ اگر میرے پاس
کوئی دلیل ہے میرے پروردگار سے اور اس نے مجھ کو دی ہو رحمت
اپنے پاس سے اور پھر وہ پوشیدہ رکھی گئی ہو تم سے کیا ہم اُسکو
تمہارے گلے میں چپکا سکتے ہیں اور تم اُس سے کراہیت
کرنے والے ہو (۳۰) اے میری قوم میں نہیں مانگتا تم سے
اس پر کچھ مال نہیں ہے میرا اجر (دینا کسی پر) مگر اللہ پر اور
نہیں ان کو جو ایمان لائے ہیں کھدیڑ دینے والا نہیں
ہوں بیشک وہ ملنے والے ہیں اپنے پروردگار سے لیکن
میں دیکھتا ہوں تم کو ایک قوم کہ جہالت کرتی ہے (۳۱)
اور اے میری قوم کون مجھ کو مدد دیگا اللہ کے (عذاب)
سے اگر میں اُن کو کھدیڑ دوں پھر کیا تم نصیحت نہیں
پکڑتے (۳۲) اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ
کا خزانہ ہے اور کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہ میں کوئی فرشتہ
ہوں اور نہ کہتا ہوں ان لوگوں کے لئے جن کو تمہاری آنکھیں
حقارت سے دیکھتی ہیں کہ اللہ اُن کو کوئی بھلائی نہیں
دیگا خدا جانتا ہے جو کچھ کہ اُن کے دلوں میں ہے
بیشک میں اس وقت (یعنی جب میں اُن کو اپنے پاس سے
کھدیڑ دوں) البتہ میں ظالموں میں سے ہوں گا (۳۳)

قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ
جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ
مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۳۴﴾ قَالَ إِنَّمَا
يَأْتِيكُم بِهِ اللَّهُ إِن شَاءَ وَمَا
أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يَنفَعُكُمْ
نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ
إِن كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ
هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۳۶﴾
أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ إِنِ
افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا
بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ﴿۳۷﴾ وَ
أُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ
مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ
فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿۳۸﴾
وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا
وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا
إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿۳۹﴾

اُن لوگوں نے کہا کہ اے نوح تو نے ہمارے ساتھ جھگڑا کیا
پھر بہت جھگڑا تو ہم سے پھر ہمارے پاس لا اُس کو جس کا
تو وعدہ کرتا ہے اگر تو سچوں میں سے ہے (۳۴) (نوح نے)
کہا بات یہ ہے کہ اللہ اُس کو تمہارے پاس لاویگا اگر چاہے
اور تم اُس کو مجبور کرنے والے نہیں ہو (۳۵) اور نہیں فائدہ
دیگی تم کو میری نصیحت کتنا ہی میں ارادہ کروں کہ میں
تم کو نصیحت کروں اگر اللہ کا ارادہ ہو کہ گمراہ کرے تم کو
وہ پروردگار تمہارا ہے اور اُسی کے پاس پلٹ کر
جاؤ گے (۳۶) (اے پیغمبر) کیا وہ کہتے ہیں کہ افترا
کرلیا ہے اُس کو (یعنی قرآن کو) کہہ کہ اگر میں نے اُس کو
افترا کرلیا ہے تو مجھ پر میرا گناہ ہے اور میں بری ہوں
اُن گناہوں سے جو تم گناہ کرتے ہو (۳۷) اور وحی بھیجی گئی نوح
کے پاس کہ بیشک نہیں ایمان لاوینگے تیری قوم میں سے مگر جو ایمان
لے آئے پھر غم مت کھا اُس سے جو وہ کرتے ہیں (۳۸) اور
بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے اور
نہ کر مجھ سے اُن لوگوں کے حق میں جنہوں نے ظلم کیا
بیشک وہ ڈبوئے جاوینگے (۳۹)

(۳۹ لغایت ۵۱) (واصنع الفلک) اس مقام سے طوفان آنے کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ مگر قبل اس کے کہ طوفان کی نسبت ذکر کیا جاوے یہ امر بتانا ضرور ہے کہ حضرت نوح اور اُن کی قوم کہاں رہتی تھی ۔

اس بات کے دریافت کرنے کے لئے بجز توریت کے اور قدیم جغرافیہ کی تحقیقات کے اور کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم یا یوں کہو کہ حضرت نوح کے اجداد اُس قطعہ زمین میں رہتے تھے جہاں چار دریا پیشون۔ جیحون۔ حدقل۔ فرات بہتے تھے۔ ان دریاؤں کے ناموں اور مخرجوں پر اس مقام پر بحث کی چنداں ضرورت نہیں ہے صرف یہ بیان کرنا کافی ہے کہ جو ٹکڑا زمین کا بلیک سی یعنی بحر اسود اور بحر کاسپین اور پرشین گلف اور مڈی ٹرینین سی یعنی بحیرۂ روم میں واقع ہے اور آرمینیا کہلاتا ہے وہی قطعہ زمین کا حضرت نوح کے اجداد کا مسکن تھا ۔

۱؎ نیبع نمرس۔ (احمد و) ۔

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٤٠﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٤١﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

اور نوح کشتی بناتا تھا اور جب اُس کی قوم کے لوگ اُس کے پاس ہو کر جاتے تو اس سے ٹھٹھا کرتے تھے نوح نے کہا کہ اگر تم ہم سے ٹھٹھا کرتے ہو تو بیشک ہم بھی تم سے ٹھٹھا کرینگے جس طرح کہ تم ٹھٹھا کرتے ہو پھر تم جان جاؤگے ﴿٤٠﴾ کہ وہ کون ہے جس کے پاس ایسا عذاب آویگا جو اُس کو برباد کرے اور لازم کرے اُس پر ہمیشہ کا عذاب ﴿٤١﴾ یہاں تک کہ جب آیا ہمارا حکم اور زمین کے چشمے پھوٹ نکلے ہم نے کہا کہ چڑھالے کشتی میں ہر ایک جوڑے کے دو

کوئی ثبوت اس بات کا نہیں ہے کہ نوح نے یا اجداد نوح نے اس ملک کو چھوڑ کر دوسری جگہ سکونت اختیار کی ہو اور اس لئے اس بات کے باور کرنے کو کوئی امر مانع نہیں ہے کہ حضرت نوح کا بھی یہ ملک مسکن تھا ✦

اسی قطع زمین میں وہ ملک بھی واقع ہے جو ارارات کے نام سے مشہور تھا اور اسی ملک کے پہاڑ ارارات کے پہاڑ مشہور ہیں جن کو کالڈی زبان میں قردو اور عربی میں جُودی کہتے ہیں ✦

یہ ملک دریاؤں سے اور دریاؤں کی بہت سی شاخوں سے اور چھوٹی ندیوں سے ایسا پُر تھا کہ انسان کو اس بات کا خیال آنا قرین قیاس ہے کہ اُن کے عبور کرنے اور اُن کی طغیانی کی حالت میں بچاؤ کی کوئی تدبیر ہونی چاہئے خدا تعالٰے نے حضرت نوح کے دل میں وحی ڈالی کہ وہ اِن مصیبتوں سے محفوظ رہنے کے لئے کشتی بنائیں۔ کچھ شبہ نہیں ہے کہ یہ کشتی سب سے پہلی کشتی ہوگی جو دنیا میں بنی اس وقت ایسی چیز جس سے پانی پر رہیں کچھ عجیب نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن اول اول جب اس کے بنانے کا خیال حضرت نوح کو ہوا ہوگا اور اُس کے ذریعے سے پانی پر چلنے اور دریاؤں کے وار پار جانے اور چلے آنے کا ارادہ معلوم ہوا ہوگا تو لوگوں نے اس کو اس قدر عجیب اور ناممکن سمجھا ہوگا کہ اُن پر ٹھٹھا پن کرتے ہونگے اُن کو دیوانہ سمجھتے ہونگے جیسے کہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے ✦

حضرت نوح لوگوں کو بت پرستی چھوڑنے اور خداے واحد کی پرستش کرنے کی ہدایت کرتے تھے اور لوگ نہیں مانتے تھے حضرت نوح اُن پر خدا کا عذاب نازل ہونے کی پیشین گوئی کرتے تھے۔ تمام قوموں پر جو عذاب نازل ہوئے ہیں وہ عذاب اُنہی اسباب سے واقع ہوئے ہیں جن کا واقع ہونا امور طبعی سے متعلق ہے۔ پس ملکی حالات کے خیال سے ضرور حضرت نوح کے دل میں خدا نے ڈالا ہوگا کہ ان لوگوں کی نافرمانی بدکاری و گنہگاری سے ایک دن خدا اُن کو ڈبو دیگا ✦

وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَا اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۲﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۳﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۴﴾	اور اپنے لوگوں کو بجز اُس کے جس پر پہلے سے حکم لگ گیا ہے اور اُن کو جو ایمان لے آئے ہیں اور نہیں ایمان لائے تھے نوح پر مگر تھوڑے لوگ ﴿۴۲﴾ نوح نے کہا کہ کشتی میں سوار ہو خدا کے نام سے ہے اُس کا چلنا اور تھمنا بیشک میرا پروردگار بخشنے والا ہے مہربان ﴿۴۳﴾ اور وہ اُن کو لئے بہتی تھی پہاڑ کی مانند موجوں میں اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ دوسرے کو (یعنی کشتی کے پاس) تھا کہ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ چڑھ آ اور کافروں کے ساتھ مت ہو ﴿۴۴﴾

لوگوں نے حضرت نوح سے کہا کہ اے نوح تم ہم سے بہت کچھ جھگڑ چکے پھر اگر تم سچے ہو تو اُس کو لاؤ جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو یعنی عذاب کا۔ حضرت نوح نے کہا کہ اگر خدا چاہیگا تو عذاب لاویگا تم اُس کو مجبور کرنے والے نہیں ہو +

کشتی کا بنانا اور خصوصاً پہلے پہل اور بالتخصیص اتنی بڑی کا جتنی کہ نوح کی کشتی تھی اور ایسی مضبوط کا جو طوفان کی موجوں کو سہار سکے کچھ آسان کام نہ تھا اور خدا ہی کی القاے وحی سے وہ بن سکتی تھی مگر لوگوں کی امداد اور سعی کی بھی ضرورت تھی جو لوگ حضرت نوح پر ایمان نہیں لائے تھے بلکہ اُن کے اس کام پر تمسخر کرتے تھے یقیناً وہ لوگ اُس میں شریک تھے اُنہی کی نسبت خدا نے فرمایا کہ تو ہماری ہدایت سے کشتی بنائے جا ظالموں کا ہم سے ذکر مت کر وہ سب ڈوبنے والے ہیں +

غرضکہ حضرت نوح نے اُن لوگوں کی امداد سے جو اُن کو مانتے تھے اور اُن پر ایمان لائے تھے وہ کشتی طیار کر لی طوفان کا آنا بذریعہ اُن اسباب کے جو طوفان آنے سے متعلق ہیں خدا نے مقدر کیا تھا۔ چنانچہ بے انتہا مینہ کے برسنے اور زمین سے پانی کے چشمے کھل جانے اور دریاؤں وندیوں کے اُبل پڑنے سے اُس ملک میں طوفان آیا حضرت نوح اور اُن کے ساتھی کشتی پر بیٹھکر بچ گئے اور تمام ملک کے لوگ جس میں طوفان آیا تھا ڈوب کر مر گئے اس قسم کے طبعی واقعوں کو خدا تعالےٰ ہمیشہ بندوں کے گناہوں اور اُن کی نافرمانی سے منسوب کرتا ہے جس کی نسبت ہم پہلے بحث کر چکے ہیں۔ حضرت نوح کے زمانہ کا بہت بڑا طوفان ہوگا مگر اس زمانہ میں بھی جن ملکوں میں طوفان آتا ہے وہاں بھی اسی طرح لوگ ڈوب کر مر جاتے ہیں۔ البتہ حضرت نوح کے طوفان میں چند اُمور ایسے ہیں جن پر بالتخصیص بحث کرنی ضرور ہے +

اول یہ کہ طوفان خاص اُس ملک میں آیا تھا جہاں حضرت نوح کی قوم رہتی تھی یا تمام دنیا

قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ وَحَالَ بَیْنَہُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ﴿۴۵﴾

نوح کے بیٹے نے کہا کہ میں پہاڑ کی طرف چلا جاؤنگا بچا لیگا مجھ کو پانی سے ۔ نوح نے کہا کہ آج کے دن کوئی بچانے والا خدا کے حکم سے نہیں ہے مگر وہ جس پر اللہ رحم کرے اور اُن دونوں کے بیچ میں موج آگئی پھر ہوا ڈوبنے والوں میں ﴿۴۵﴾

میں طوفان آیا تھا اور کل کرہ زمین کا پانی کے اندر ڈوب گیا تھا اور تمام دنیا میں کوئی انسان چرند پرند بجز اُن کے جو کشتی میں تھے زندہ باقی نہیں رہے تھے +

یہودی اور عیسائی اس بات کے قائل ہیں کہ طوفان تمام دنیا میں عام تھا۔ ہمارے علمائے مفسرین کی عادت ہے کہ بغیر اس بات کے کہ قرآن مجید کے الفاظ پر غور کریں ایسے امور میں یہودیوں کی روایتوں کی تقلید کرتے ہیں اور اس لئے وُہ بھی اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ طوفان تمام دنیا میں عام تھا۔ مگر طوفان کا عام ہونا محض غلط ہے اور قرآن مجید سے اُس کا تمام دنیا میں عام ہونا ہرگز ثابت نہیں ہے +

ایک زمانہ تھا کہ پہاڑوں پر دریائی جانوروں کی ہڈیاں ملنے سے اور سرد ملکوں میں گرم ملکوں کے جانوروں کی ہڈیاں زمین میں دبی ہوئی نکلنے سے طوفان کے عام ہونے کا اور تمام دنیا کے پہاڑوں کا طوفان نوح میں ڈوب جانے کا یقین ہوتا تھا مگر علم جیالوجی کی ترقی سے ثابت ہوگیا کہ وہ خیال غلط تھا اس کو مفصل طور پر میں نے اپنی کتاب تبیین الکلام فی تفسیر التوراۃ علے ملۃ الاسلام میں بیان کیا ہے اس مقام پر اُس کی بحث کچھ ضرور نہیں ہے کیونکہ اس وقت ہم قرآن مجید کی تفسیر لکھتے ہیں اور ہم کو صرف یہ بتلانا چاہئے کہ قرآن مجید سے طوفان کا تمام دنیا میں عام ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے +

گو ہم بالتخصیص یہ نہ بتا سکیں کہ آدم یا انسان کے پیدا ہونے کی کس قدر مدت کے بعد طوفان آیا تھا مگر توریت کے مطابق جو قلیل زمانہ تسلیم کیا گیا ہے ہم اُسی کو تسلیم کر کے کہتے ہیں کہ بموجب حساب توریت عبری کے طوفان آیا (۱۶۵۶) برس بعد پیدا ہونے حضرت آدم کے اور بموجب سپٹوایجنٹ توریت کے جس پر ایشیا کے تمام مورخ اور یورپ کے اکثر قدیم مورخ اعتماد رکھتے ہیں طوفان آیا (۲۲۶۲) برس بعد پیدا ہونے حضرت آدم کے اور بلاشبہ اس عرصہ میں انسان کی نسل پھیل گئی ہوگی اور کل پرانی دنیا یا اس کا بہت بڑا حصہ آباد ہوگیا ہوگا۔ یہ بات ناممکن ہے اور قرآن مجید کے بھی برخلاف ہے کہ حضرت نوح تمام دنیا کے لوگوں کو وعظ سنانے اور ہدایت کرنے کو بھیجے گئے ہوں اور امکان سے باہر ہے کہ تمام دنیا میں جو اُس وقت تک آباد ہو چکی تھی حضرت

ئه کوہستانات ارارٹ (آرمینیا) +

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ
اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ
وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ
رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ
الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ
الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ
لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ
فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ
الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۸﴾

اور حکم دیا گیا کہ اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا
اور گھٹا یا گیا پانی اور پورا ہو گیا حکم اور ٹھیر گئی جودی پر
اور حکم دیا گیا کہ دوری ہو (خدا کی رحمت سے) ظالموں
کی قوم کو ﴿۴۶﴾ اور پکارا نوح نے اپنے پروردگار کو پھر
کہا اے میرے پروردگار بیشک میرا بیٹا میرے لوگوں
میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو حاکموں
میں سے بڑا حاکم ہے ﴿۴۷﴾ خدا نے کہا اے نوح
بیشک وہ نہیں ہے تیرے لوگوں میں سے ہاں اُس کے
عمل اچھے نہیں ہیں پھر مت پوچھ ہم سے اُس چیز کی
کہ نہیں ہے تجھ کو اُس کا علم اور بیشک میں تجھ کو نصیحت
کرتا ہوں کہ نہ ہو تو جاہلوں میں ہونے سے ﴿۴۸﴾

نوح نے وعظ کیا ہو اور تمام دنیا کے لوگوں نے اُن کا وعظ سن کر اُن کے ماننے سے انکار کیا ہو بلکہ بہت سے وسیع ملک ایسے ہونگے جہاں کے باشندوں نے حضرت نوح کے نبی ہونے کی اور اُن کے وعظ کرنے کی اور خدا کی راہ کی ہدایت کرنے کی خبر بھی نہ سُنی ہو گی +

قرآن مجید سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے نوح کو تمام دنیا کے لوگوں کے پاس بھیجا ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اُس کی قوم کے پاس بھیجا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت دنیا میں اور قومیں بھی موجود تھیں پس جس قوم کے پاس نوح بھیجے گئے تھے اُسی قوم پر طوفان کا عذاب بھی آیا تھا۔ اور یہی امر قرآن مجید کی اِن آیتوں سے ثابت ہوتا ہے جن کو ہم ابھی بیان کرتے ہیں +

قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہم نے نوح کو بھیجا اُس کی قوم کی طرف نوح نے کہا اے

ولقد ارسلنا نوحًا الی قومه فقال یا قوم اعبدوا الله ما لکم من اله غیرہٗ افلا تتقون۔
(سورۂ مومنین آیت ۲۳)

میری قوم بندگی کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود سوائے خدا کے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح ایک خاص قوم کے پاس بھیجے گئے تھے پس وہ عذاب بھی اُسی قوم کے لئے آیا تھا جس کے لئے حضرت نوح بھیجے گئے تھے +

ونوحا اذ نادیٰ من قبل فاستجبنا له فنجینٰه واهله من الکرب العظیم ونصرنٰه من القوم الذین کذبوا بایٰتنا انهم کانوا قوم سوء فاغرقنٰهم اجمعین۔ (سورۂ انبیاء آیت ۷۶، ۷۷)

پھر خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے مدد کی نوح کی اُس قوم پر جس نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو بیشک وہ قوم تھی بری پس ڈبو دیا ہم نے اُن سب کو اکٹھا اس سے صاف پایا جاتا

قَالَ رَبِّ إِنِّیٓ أَعُوذُ بِکَ أَنْ أَسْـَٔلَکَ مَا لَیْسَ لِی بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِی وَتَرْحَمْنِیٓ أَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ (۴۹) قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَکٰتٍ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی أُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَکَ ۭ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ أَلِیْمٌ (۵۰)

نوح نے کہا اے میرے پروردگار بیشک میں پناہ مانگتا ہوں تیری اس سے کہ پوچھوں میں تجھ سے اس کو کہ نہیں ہے مجھ کو اس کا علم اور اگر تو نہ بخشیگا مجھ کو اور تو نہ رحم کریگا مجھ پر تو میں ہوں گا نقصان اٹھانے والوں میں سے (۴۹) حکم دیا گیا کہ اے نوح اتر ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اور ساتھ ہماری برکتوں کے اوپر تیرے اور ان لوگوں پر جو تیرے ساتھ ہیں ۔ اور لوگ ہونگے کہ فائدہ مند کرینگے ہم ان کو پھر ان کو چھوئیگا ہمارا عذاب دکھ دینے والا (۵۰)

ہے کہ وہ قوم ڈوبی گئی تھی جس نے حضرت نوح کا انکار کیا تھا +

اور پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح سے فرمایا کہ تو مت کہہ مجھ سے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے نافرمانی کی کیونکہ وہ ڈوبنے والے ہیں پس اس آیت سے بھی صرف انہیں لوگوں کا ڈوبنا معلوم ہوتا ہے جنہوں نے حضرت نوح کی ہدایت کو نہیں مانا +

ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔
(سورۂ ہود آیت ۳۹) +
(سورۂ مؤمنین آیت ۲۷) +

پھر خدا نے فرمایا کہ ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو پہلے اس سے کہ آوے ان پر عذاب دکھ دینا ۔ اور جب حضرت نوح کی نصیحت انہوں نے نہ مانی تو حضرت نوح نے دعا مانگی کہ ان پر طوفان کا عذاب آوے اس سے بھی اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ صرف قوم نوح پر عذاب آیا تھا نہ تمام دنیا پر +

انا ارسلنا نوحا الی قومه ان انذر قومك من قبل ان یاتیھم عذاب الیم۔
(سورۂ نوح آیت ۱) +

جو لوگ کہ قرآن مجید سے طوفان کا تمام دنیا میں آنا بیان کرتے ہیں وہ صرف دو آیتوں پر استدلال کرتے ہیں اول وہ آیت ہے کہ جب حضرت نوح نے خدا تعالےٰ سے دعا مانگی کہ اے پروردگار مت چھوڑ زمین پر کافروں کا ایک گھر بھی بسا ہوا ۔ حالانکہ اس آیت سے کسی طرح عام ہونا طوفان کا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس آیت میں جو ارض کا لفظ ہے اس پر بھی الف لام ہے اور کافرون کا جو لفظ ہے اس پر بھی الف لام ہے پس اس سے صاف ثابت ہے کہ زمین سے وہی زمین مراد ہے جہاں نوح کی قوم رہتی تھی اور کافروں سے وہی کافر مراد ہیں جنہوں نے حضرت نوح کا انکار کیا چنانچہ اسی امر کی تائید ان تمام آیتوں سے پائی جاتی ہے جو اوپر مذکور ہوئیں +

وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا (سورۂ نوح آیت ۲۷) +

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۵۱﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿۵۲﴾	یہ ہے غیب کی خبروں میں سے وحی بھیجتے ہیں ہم اُن کی تجھ پر اور تو نہیں جانتا تھا اُن کو تو اور نہ تیری قوم اس سے پہلے پھر صبر کر بات یہ ہے کہ آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے ﴿۵۱﴾ اور (ہم نے بھیجی) عاد کی طرف اُن کے بھائی[1] ہود کو ہود نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود بجز اُس کے نہیں ہو تم مگر افترا کرنے والے ﴿۵۲﴾

دوسری آیت وہ ہے جہاں خدا نے فرمایا اور کیا ہم نے نوح ہی کی ذریت کو بچی ہوئی

وجعلنا ذریته هم الباقین - (سورۂ صافات آیت ۷۵) ✦

اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ کیا ہم نے اُن کو جانشین - مگر میں نہیں سمجھتا کہ ان آیتوں سے کس طرح تمام دنیا میں طوفان آنے کا استدلال کیا جاتا ہے کیونکہ اس آیت کا مطلب

وجعلنٰهم خلائف - (سورۂ یونس آیت ۷۴) ✦

صرف اسی قدر ہے کہ جن لوگوں پر طوفان آیا تھا اُن میں سے بجز نوح کی ذریت کے اور کوئی نہیں بچا پھر اس سے تمام دنیا پر طوفان کا آنا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہاں کے علما نے صرف یہودیوں کی پیروی کر کے طوفان کا عام ہونا قرآن مجید سے نکالنا چاہا تھا ورنہ ہمارے قرآن مجید سے عام ہونا طوفان کا نہیں پایا جاتا - فتدبر ✦

قرآن مجید میں یہ بیان نہیں ہے کہ طوفان کا پانی اس قدر اونچا ہو گیا تھا کہ اونچے پہاڑ بھی چھپ گئے تھے بلکہ سورہ قمر میں صرف یہ آیا ہے کہ ہم نے موسلادھار مینہ پڑنے

ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر - (سورۂ قمر آیت ۱۱ و ۱۲) ✦

سے آسمان کے دروازے کھول دئیے اور ہم نے زمین کے چشموں کو پھاڑ دیا پھر ایک پانی دوسرے پانی سے مل گیا مقرر کئے ہوئے کام پر - سورہ مومنین میں - فجرنا الارض - کی جگہ - فار التنور - کا لفظ آیا ہے اُس کے معنی روٹی پکانے

واذ جاء امرنا وفار التنور - (سورۂ مومنین آیت ۲۷) ✦

کے تنور کے لینے صریح غلطی ہے کیونکہ خود قرآن مجید کی دوسری آیت سے اُس کی تفسیر ہوتی ہے یعنی جو معنی فجرنا الارض کے ہیں وہی معنی فار التنور کے ہیں - قاموس میں لکھا ہے التنور کل مفجر ماء - یعنی جہاں سے زمین میں پانی پھوٹ نکلے اور چشمہ جاری ہو جاوے اُس کو تنور کہتے ہیں - اور یہ معنی بالکل قرآن مجید کی پہلی آیت کے مطابق ہیں جس سے دوسری آیت کی تفسیر ہوتی ہے پس قرآن مجید سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ مینہ نہایت زور سے برسا زمین میں سے چشمے جاری ہو گئے اور ایک پانی دوسرے پانی سے مل گیا اور

[1] حضرت ہود کا قصہ سورۂ اعراف میں مفصل مذکور ہو چکا ہے ✦

يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا
اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ
السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿۵۴﴾ وَّيَزِدْكُمْ
قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا
مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا
بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا
عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ
بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

اے میری قوم میں نہیں چاہتا تم سے اُس پر کچھ اجر
نہیں ہے میرا اجر مگر اُس پر جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیا
تم نہیں سمجھتے ﴿۵۳﴾ اور اے میری قوم تم بخشش چاہو
اپنے پروردگار سے توبہ کرو اُس کی طرف بھیجیگا بادلوں
کو تم پر زور سے برستے ہوئے ﴿۵۴﴾ اور زیادہ کریگا
تم کو قوت میں تمہاری قوت پر اور مت پھر جاؤ گنہگار
ہوکر ﴿۵۵﴾ اُن لوگوں نے کہا کہ اے ہود تو نہیں لایا
ہمارے پاس کوئی دلیل اور ہم نہیں چھوڑنے والے ہیں
اپنے معبودوں کو تیرے کہنے سے اور ہم نہیں ہیں
تجھ پر ایمان لانیوالے ﴿۵۶﴾

تمام ملک سطح آب ہو گیا اور اس قدر پانی چڑھا کہ کشتی تیرنے لگی اور جو لوگ کشتی میں نہ تھے وہ ڈوب گئے ✦

اس پر یہ شبہ وارد ہو سکتا ہے کہ اگر پانی اس قدر نہیں چڑھا تھا کہ پہاڑ بھی ڈوب گئے تھے تو لوگوں اور جانوروں نے پہاڑوں پر کیوں نہ پناہ لی جیسے کہ حضرت نوح کے بیٹے نے کہا تھا کہ میں پہاڑ پر پناہ لے لونگا۔ مگر غور کرنا چاہیے کہ ایسے شدید طوفان میں جس میں اس قدر زور سے مینہ برستا ہو دریا اُبل گئے ہوں زمین سے پانی پھوٹ نکلا ہو کسی جاندار کو کسی امن تک پہنچنے کی فرصت نہیں مل سکتی اور یہ بات ہم ادنے سے ادنے طغیانی پانی میں دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی ڈوب کر مر جاتے ہیں اور کسی طرح جان بچا نہیں سکتے۔ پھر ایسے بڑے طوفان میں جیسا کہ حضرت نوح کا تھا اور بہت دنوں تک برابر پانی برستا رہا لوگوں کا اور جانوروں کا اُس سے بچنا اور جان بچانا ناممکن تھا ✦

علاوہ اس کے میری رائے میں توریت مقدس سے بھی طوفان کا عام ہونا اور پانی کا اس قدر چڑھ جانا جس نے اونچے اونچے دنیا کے پہاڑوں کو بھی چھپا لیا ہو ہرگز ثابت نہیں ہے چنانچہ میں نے اپنی کتاب تبیین الکلام میں اس پر پوری بحث کی ہے مگر چونکہ اس تفسیر میں توریت کی آیتوں پر بحث کرنا مقصود نہیں ہے اس لئے اُن پر بحث نہیں کی جاتی ہے البتہ اُن واقعات کی نسبت جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اور توریت میں اُن کا ذکر نہیں ہے کچھ لکھنا مناسب ہے ✦

سورہ ہود میں اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ "اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا

إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿۵۷﴾ مِنْ دُونِهِ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُونِ ﴿۵۸﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۵۹﴾	ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہتے کہ تجھ کو پہنچائی ہے ہمارے بعض معبودوں نے بُرائی ۔ ہود نے کہا کہ بیشک میں گواہ لاتا ہوں اللہ کو اور تم گواہ رہو کہ بیشک میں بری ہوں اُس سے جو تم شرک کرتے ہو ﴿۵۷﴾ اُس کے سوا پھر تم میرے ساتھ مکر کرو اکٹھے ہو کر پھر مجھے مہلت نہ دو ﴿۵۸﴾ بیشک میں نے توکل کیا اللہ پر جو میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہے اور نہیں ہے کوئی چلنے والا مگر وہ (یعنی خدا) پکڑنے ہوئے ہے اُس کی پیشانی کے بالوں کو (یعنی سب اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے) بیشک میرا پروردگار سیدھے راستہ پر (بلانے والا ہے) ﴿۵۹﴾

ونادى نوح ابنه وكان في معزل يبنى اركب معنا ولا تكن مع الكافرين قال سآوي الى جبل يعصمني من الماء قال لا عاصم اليوم من امر الله الا من رحم وحال بينهما الموج فكان من المغرقين - (سورہ ہود آیت ۴۴ و ۴۵)

اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ایک کنارے پر تھا کہ اے بیٹے سوار ہو ساتھ ہمارے اور مت ہو ساتھ کافروں کے کہا اُس نے میں چڑھ جاؤں گا پہاڑ پر بچا دیگا مجھ کو پانی سے ۔ نوح نے کہا کہ کوئی بچانے والا نہیں ہے آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر جس پر وہ رحم کرے اور آگئی اُن دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں ✤

اور اسی سورہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اور پکارا نوح نے اپنے رب کو پھر کہا اے رب

ونادى نوح ربه فقال رب ان ابني من اهلي وان وعدك الحق وانت احكم الحاكمين قال ينوح انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح فلا تسئلن ما ليس لك به علم اني اعظك ان تكون من الجاهلين قال رب اني اعوذ بك ان اسئلك ما ليس لي به علم والا تغفر لي وترحمني اكن من الخاسرين - سورہ ہود آیت ۴۷ - ۴۹ ✤

میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں سے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو حاکموں کا حاکم ہے فرمایا اے نوح وہ نہیں تیرے گھر والوں میں سے اُس کے کام ہیں ناکارہ تو مت پوچھ مجھ سے جو تجھ کو معلوم نہیں میں بچاتا ہوں تجھ کو جاہلوں میں ہونے سے کہا اے رب میرے میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے یہ کہ چاہوں میں تجھ سے جو معلوم نہیں مجھ کو اور اگر تو نہ بخشیگا مجھ کو اور نہ رحم کریگا تو ہونگا میں ٹوٹے والوں میں سے ✤

ان آیتوں سے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ سوائے اُن تین بیٹوں کے جن کا ذکر توریت مقدس میں ہے حضرت نوح کے ایک اور بیٹا تھا جو کافروں کے ساتھ ڈوب گیا ✤

مگر یہ خیال غلط ہے ۔ حضرت نوح کے کوئی اور بیٹا سوائے ان تین بیٹوں کے نہ تھا اور یہ بیٹا

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ
بِهٖٓ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ
قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ
شَيْـًٔا إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
حَفِيْظٌ ﴿٩٠﴾ وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا
نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ
غَلِيْظٍ ﴿٩١﴾ وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا
بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ
وَاتَّبَعُوْٓا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ
عَنِيْدٍ ﴿٩٢﴾

پھر اگر تم پھر جاؤ تو بیشک میں نے پہنچا دیا تم کو وہ جس کے
ساتھ میں تمہارے پاس بھیجا گیا تھا اور تمہاری جگہ لے
آویگا میرا پروردگار اور لوگوں کو تمہارے سوا اور تم
اُس کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکوگے بیشک میرا پروردگار ہر ایک
چیز پر نگہبان ہے ﴿٩٠﴾ اور جب آیا ہمارا حکم بچا لیا
ہم نے ہود کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے ساتھ ایمان
لائے تھے اپنی رحمت سے اور ہم نے اُن کو نجات دی
سخت عذاب سے ﴿٩١﴾ اور یہ تھی قوم عاد کی نہ مانا اُنہوں
نے اپنے پروردگار کی نشانیوں کو اور نافرمانی کی اُس کے
رسول کی اور پیروی کی ہر سرکش عناد کرنے والے کے
حکم کی ﴿٩٢﴾

جس کا یہاں ذکر ہے حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کی بیوی کا بیٹا پہلے خاوند سے تھا اور
قاین کی نسل سے تھا اور غالبا یہ بیٹا نعمہ کا تھا جس کا نام کتاب پیدائش باب ۴ ورس ۲۲ میں آیا ہے +
یہ جو میں نے بیان کیا یہ میری رائے نہیں ہے بلکہ ہمارے دین کے مفسر بھی یہی لکھتے ہیں

انه كان ابن امرأته وهو قول
محمد الباقر عليه السلام وقول الحسن
البصري ويروى ان عليا رضي الله عنه
قرأ ونادى نوح ابنه ابنها والضمير
لامرأته وقرأ محمد بن علي الباقر وعروة
ابن الزبير ابنه بفتح الهاء يريد ان ابنها
الا انهما اكتفيا بالفتحة عن الالف و
قال قتادة سألت الحسن عن ابنه
فقال والله ما كان ابنه فقلت له
ان الله حكى عنه انه قال ان ابني من اهلي
وانت تقول ما كان ابنه فقال انه
لم يقل انه ابني ولكنه قال من اهلي
وهذا يدل على قولي۔
(تفسیر کبیر) +

تفسیر کبیر میں ہے کہ وہ جس کو حضرت نوح نے بیٹا کہا حضرت
نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کی بیوی کا بیٹا تھا اور یہ قول ہے
جناب محمد باقر علیہ السلام کا اور حسن بصری کا اور یہ روایت
ہے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت محمد بن
علی الباقر اور عروہ ابن زبیر نے اس آیت میں جو مذکر کی ضمیر ہے اور
حضرت نوح کی طرف پھرتی ہے مونث کی ضمیر پڑھی تھی تاکہ
حضرت نوح کی بیوی کی طرف پھرے اور قتادہ نے کہا کہ میں نے
حسن بصری سے حضرت نوح کے بیٹے کا حال پوچھا انہوں
نے کہا قسم بخدا کہ حضرت نوح کے کوئی بیٹا جو طوفان میں ڈوبا
نہ تھا قتادہ نے کہا خدا نے تو قول نوح کا یوں بیان کیا ہے
کہ نوح نے اس بیٹے کو جو ڈوب گیا کہا کہ میرا بیٹا میرے
خاندان میں سے ہے اور تم کہتے ہو کہ اُس کے کوئی بیٹا جو طوفان میں ڈوبا نہ تھا حسن بصری نے
کہا کہ حضرت نوح نے یہ نہیں کہا کہ میرا سگا بیٹا بلکہ یہ کہا کہ میرے خاندان کا بیٹا اور یہ اُن کا کہنا ہے

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً
وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا
كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ
قَوْمِ هُوْدٍ ﴿٦٠﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ
صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ هُوَ
اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ
فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ
رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ
قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ
اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا
وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ
مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ
مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾

اور اُن کے پیچھے بھیجی گئی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن میں ہاں بیشک عاد نے کفر کیا اپنے پروردگار کے ساتھ ہاں دوری ہو (خدا کی رحمت سے) عاد کو جو قوم ہود تھی ﴿٦٠﴾ اور (بھیجا ہم نے) ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو صالح نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود بجز اُس کے اُسی نے پیدا کیا تم کو مٹی سے اور آباد کیا تم کو اُس میں تم بخشش چاہو اُس سے پھر توبہ کرو اُس کی طرف بیشک میرا معبود (ہر شخص کے) پاس ہے قبول کرنے والا ﴿٦١﴾ اُن لوگوں نے کہا کہ اے صالح بیشک ہم میں تو تھا اس سے پہلے امید کیجاتی تھی کیا تو ہم کو منع کرتا ہے عبادت کرنے سے اُس کی جس کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا اور بیشک ہم شک میں ہیں اُس سے کہ تو بلاتا ہے ہم کو اُس کی طرف زیادہ شبہ کرنے والے ﴿٦٢﴾

پردلالت کرتا ہے جو میں کہتا ہوں، پس ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ یہ شخص حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا اور اسی سبب توریت مقدس میں حضرت نوح کے بیٹوں کے ساتھ اس کا ذکر نہیں ہے ٭

جس آیت سے حضرت نوح کی بیوی کا طوفان میں ڈوبنا خیال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے

ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرءۃ نوح وامرءۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین ۔
(سورۃ تحریم آیت ۱۰) ٭

اللہ نے بتائی ایک کہاوت منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کی گھر میں تھیں دونوں دو نیک بندوں کے ہمارے بندوں میں سے پھر نافرمانی کی اُنہوں نے اُن کی پھر نہ دفع کیا اُنہوں نے اُن سے تھوڑا سا بھی عذاب اللہ کا اور حکم ہوا کہ جاؤ دوزخ میں ساتھ جانے والوں کے ٭

اس آیت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بھی کافروں میں تھی اور وہ بھی غرق ہوئی اور توریت مقدس سے پایا جاتا ہے کہ حضرت نوح کی بیوی کشتی میں حضرت نوح کے ساتھ تھی اور اُنہوں نے ڈوبنے سے نجات پائی ٭

مگر سمجھنا چاہیئے کہ باوجودیکہ اس آیت میں حضرت نوح کی بیوی کا ڈوبنا صاف صاف بیان نہیں ہوا لیکن اگر اس پر بھی اُن کا ڈوبنا ہی سمجھیں تو اُس کے ساتھ ہی ہم کو یہ بات بھی کہنی چاہیئے کہ ہمارے ہاں

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ
عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ
رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ
اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ
غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ
نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا
تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا
بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ
قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ
تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ
ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾

صالح نے کہا اے میری قوم تم نے کیا سمجھ لیا ہے اگر میرے پاس
کوئی دلیل ہے میرے پروردگار سے اور اس نے مجھ کو دی ہو
اپنے پاس سے رحمت پھر کون میری مدد کریگا خدا (کے عذاب)
سے اگر میں اس کی نافرمانی کروں پھر تم مجھ کو زیادہ نہیں کرتے
میرے لئے بجز نقصان دینے کے ﴿۶۳﴾ اور اے قوم
یہ ہے اونٹنی اللہ کی ایک نشانی تمہارے لئے پھر اس کو چھوڑ دو
کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں اور اس کو مت چھوؤ
برائی سے تاکہ تم کو پکڑ لیوے کوئی عذاب تھوڑے
دنوں میں ﴿۶۴﴾ پھر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں
پھر صالح نے کہا کہ چین کر لو اپنے گھروں میں تین دن
یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہیں ﴿۶۵﴾

کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ حضرت نوح کی دو بیویاں تھیں اُن میں سے ایک بیوی ڈوبی اور ایک حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں گئی چنانچہ تفسیر کبیر میں ابن عباس سے روایت لکھی ہے کہ کشتی میں نوح اور ان کی بیوی بھی تھی سوا اُس بیوی کے جو ڈوب گئی بعض علمائے یہود کہتے ہیں کہ حضرت نوح کی ایک بیوی نعمہ نسل قاین سے تھی اور ایک بیوی اولاد حضرت ادریس سے پس کچھ عجب نہیں کہ نعمہ کافر ہو اور وہ ڈوب گئی ہو اور اسی سبب سے توریت مقدس میں اُس کا ذکر نہ کیا ہو مگر جب یہ بات ثابت ہے کہ حضرت نوح کی ایک بیوی بلاشبہ کشتی میں تھی تو اگر اس آیت سے ایک بیوی کا غرق ہونا ہی مراد لیا جاوے تو بھی کچھ اختلاف نہیں رہتا ٭

سورۂ مومنین میں خدا نے یہ فرمایا ہے کہ جب ہمارا حکم آوے اور زمین کے چشمے پھوٹ نکلیں تو بٹھا لے اُس میں یعنی کشتی میں ہر جوڑے میں سے دو۔ توریت میں اس مضمون کو بہت زیادہ وسیع کر دیا ہے جس سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تمام دنیا کے جانوروں کے جوڑے کشتی میں بٹھائے گئے تھے۔

فاذا جاء امرنا وفار التنور فاسلک فیہ من کل زوجین اثنین (سورۂ مومنین آیت ۲۸) ٭

اور پھر اس کے غیر ممکن ہونے پر بہت سی دلیلیں لائی گئی ہیں۔ مگر قرآن مجید ان تمام مشکلات سے مبرا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید سے صرف یہ بات کہ جو جانور حضرت نوح کی دسترس میں موجود تھے اُن کے جوڑے کشتی میں بٹھائے گئے تھے کچھ تو اس خیال سے کہ کھانے کے کام آوینگے اور کچھ اس خیال سے کہ طوفان کے بعد اُن سے نسل چلے گی کیونکہ ملک کی بربادی کے بعد درست اُن جانوروں کا بہم پہنچنا اور دوسرے ملکوں سے لانا علی الخصوص اُس زمانہ میں کہ اس

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾	پھر جب آیا ہمارا حکم بچالیا ہم نے صالح کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت کے ساتھ اور اس دن کی رسوائی سے بیشک تیرا پروردگار وہی ہے قوت والا اور غالب ﴿۶۶﴾ اور پکڑ لیا ان لوگوں کو جو ظالم تھے سبب آواز نے پھر انہوں نے صبح کی اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے ﴿۶۷﴾

کام کے لئے وسائل ناپید تھے نہایت دقت طلب امر تھا +

تفسیر کبیر میں بھی لکھا ہے کہ خدا کے اس قول کے کہ فاسلک فیہا یہ معنی ہیں کہ داخل کر یعنی

اما قولہ فاسلک فیہا ای ادخل فیہا یقال سلک فیہ ای دخل فیہ وسلک غیرہ واسلکہ من کل زوجین اثنین ای کل زوجین من الحیوان الذی یحضر فی الوقت اثنین الذکر والانثی لکی لا ینقطع نسل ذلک الحیوان تفسیر کبیر	بٹھا لے اس میں یعنی کشتی میں عرب کے محاورہ میں کہا جاتا ہے سلک فیہ یعنی داخل ہوا اس میں اور اسلکہ من کل زوجین اثنین کا یہ مطلب ہے کہ جو جانور اس وقت پر موجود ہوں ان کے جوڑے نر و مادہ کشتی میں بٹھا لے تاکہ ان جانوروں کی نسل منقطع نہ ہو جاوے +

باقی قصہ جو قرآن مجید میں مذکور ہے بہت صاف ہے اخیر قصہ پر خدا نے فرمایا ہے کہ "یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے کہ ہم نے اس کی تجھ پر وحی کی ہے نہ تو اس کو جانتا تھا اور نہ تیری قوم اس سے پہلے پس صبر کر (اے محمد کافروں کے ایذا دینے اور جھٹلانے پر) بیشک آخر کو (کامیابی) پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ (ہود آیت ۵۱) +

اس آیت پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیا اس سے پہلے طوفان نوح کا قصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور عرب کے لوگوں کو جن میں کثرت سے یہودی آباد ہو گئے تھے اور کچھ عیسائی بھی آباد تھے معلوم نہ تھا۔ مگر یہ بات نہیں ہے زیادہ تر قرین قیاس یہ ہے کہ یہ قصہ عام طور پر مشہور تھا مگر اس کے ساتھ ہی بہت سی غلط باتیں بھی مشہور تھیں صحیح صحیح قصہ لوگوں کو معلوم نہ تھا جب کہ خدا نے بذریعہ وحی کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے بتایا پس عدم علم کا جو ذکر اس آیت میں ہے وہ صحیح قصہ کے جاننے سے متعلق ہے نہ کہ عام طور پر اس قصہ سے۔ قرآن مجید میں جس قدر اگلے قصے بیان ہوئے ہیں اگرچہ در اصل اُن سے عبرت دلانی مقصود ہوتی ہے مگر اسی کے ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ قصہ کو صحیح صحیح بیان کیا جاتا ہے تاکہ جو غلطیاں مشہور ہو رہی ہیں اُن کی صحت ہو جاوے +

قریباً تمام دنیا کی قوموں میں طوفان کا قصہ بطور ایک مذہبی قصہ کے مشہور تھا اور اس سے

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۗ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۗ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۗ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾	گویا کہ اُس میں بسے ہی نہ تھے ہاں بیشک ثمود نے کفر کیا اپنے پروردگار کے ساتھ ہاں دوری ہوا خدا کی رحمت سے ثمود کو ﴿۶۸﴾ اور بیشک گئے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم پاس بشارت لیکر اُنہوں نے کہا سلام ابراہیم نے کہا سلام پھر ابراہیم نے دیر نہ کی کہ لایا بھنا ہوا بچھڑا ﴿۶۹﴾

بیانات اور واقعات اس قدر مختلف اور عجیب طور پر مشہور ہو رہے تھے کہ ایک میں بھی پوری پوری سچائی نہ تھی - چند یورپ کے لوگوں مثل مسٹر ٹرنیٹ اور ریورنڈ ایل ڈی ہارکورٹ وغیرہ نے کتابیں لکھی ہیں جن میں اُن قصوں کو جمع کیا ہے جو طوفان کی بابت بطور مذہبی قصہ کے تمام دنیا میں مشہور ہیں پس وحی نے جو کچھ بتایا اور جو لوگوں کو معلوم نہ تھا وہ یہی ہے کہ صحیح قصہ طوفان کا کیا ہے +

یہودی اور عیسائیوں نے جو مذہبی طور پر سب سے بڑی غلطی اس قصہ میں ڈال رکھی تھی وہ یہ تھی کہ تمام دنیا میں طوفان آیا تھا اور کل کرہ زمین پانی میں ڈوب گیا تھا اور طوفان کا پانی دنیا کے بڑے سے بڑے پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی اونچا ہو گیا تھا اور حضرت نوح نے تمام دنیا کے ہر قسم کے جانداروں کا جوڑہ جوڑہ کشتی میں بٹھا لیا تھا - اور تمام دنیا کے تمام جانور انسان اور چرند و پرند و حشرات الارض سب کے سب مر گئے تھے اور بجز اُن کے جو کشتی میں تھے کوئی جاندار تمام دنیا میں زندہ نہیں رہا تھا - یہ ایک بڑی غلطی تھی جس کو قرآن مجید نے صحیح کیا ہے مگر افسوس اور نہایت افسوس کہ ہمارے مفسروں نے قرآن مجید کی اس برکت کو حاصل نہیں کیا اور وہ خود یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید سے اُسی غلطی میں پڑ گئے جس غلطی سے قرآن مجید نے اُن کو نکالنا چاہا تھا +

ایک اور امر غور طلب ہے متعلق حضرت نوح کے یعنی تعداد اُن کی عمر کی خدا تعالیٰ نے سورہ عنکبوت میں فرمایا ہے کہ ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف پھر وہ رہا اُن میں پچاس برس کم ایک ہزار برس +

ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما - (سورۂ عنکبوت آیت ۱۴)

توریت میں لکھا ہے کہ نوح چھ سو برس کے تھے جب طوفان آیا (کتاب پیدائش باب ۷ ورس ۶) اور پھر لکھا ہے کہ بعد طوفان کے نوح تین سو پچاس برس زندہ رہا اور اُس کی عمر نو سو پچاس برس کی تھی (کتاب پیدائش باب ۹ ورس ۲۸ و ۲۹) لیکن جب کہ انسان کی نسل شروع ہوئی تھی اور ابھی طوفان بھی نہیں آیا تھا اُس وقت خدا نے کہا تھا کہ "بسبب بودن ایشان بشر منا آنہایت مدت ایام ایشان یکصد و بست سال خواہد شد (توریت کتاب پیدائش باب ۶ ورس ۳) +

فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ (۷۰) وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ (۷۱)	پھر جب اُس نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھ نہیں پہنچتے اُس کی طرف اُن کو اجنبی سمجھا اور ابراہیم اپنے دل میں اُن سے خوف لائے اُنھوں نے کہا مت ڈر بیشک ہم بھیجے گئے ہیں قوم لوط کی طرف (۷۰) اور ابراہیم کی بیوی کھڑی ہوئی تھی پھر وہ ہنسی پھر ہم نے اُس کو بشارت دی اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی (۷۱)

مگر یہ ایک بہت طولانی بحث ہے دن اور برس جو توریت میں مندرج ہیں وہ نہایت بحث طلب ہیں دُنیا کے ظہور اور انسان کے وجود کی جو مدت توریت میں لکھی ہے وہ بھی بحث بڑی بحث کے قابل ہے +

اس میں بھی کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ برس کی مدت ہر ایک زمانہ میں مختلف رہی ہے اور جس واقعہ یا انسان کی عمر کی تعداد اُس زمانہ کے حساب سے کی گئی ہے وہی تعداد بیان ہوتی رہی ہے جیسے کہ قرآن مجید اور توریت میں حضرت نوح کی عمر ساڑھے نو سو برس کی بیان ہوئی ہے +

علاوہ اس کے قدیم زمانہ کا یہ رواج بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس خاندان کا کوئی پیٹریاٹک ہوا ہے جب تک کہ اُس خاندان میں دوسرا پیٹریاٹک نامآور نہ ہوا ہو پہلے پیٹریاٹک ہی کا نام چلا جاتا ہے۔ پس جب تک کہ ان سب باتوں پر بحث نہ ہو اس وقت تک "فلبث فیھم الف سنة الا خمسین عاما" کی حقیقت بیان نہیں کی جا سکتی۔ اس تفسیر میں ان تمام امور پر بحث کرنے کی گنجائش نہیں ہے اگر خدا کی مرضی ہے تو ایک مستقل کتاب میں اس پر بالاستیعاب بحث کیجاویگی[1] اور تمام سلسلہ مدت پیدائش دنیا کا اور لوگوں کی عمروں کا جو توریت میں مذکور ہے اُلٹ پلٹ ہو جاویگا +

(۶۹) ولقد جاءت رسلنا ابراھیم۔ یعنی البتہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس +

سورہ عنکبوت میں یہ لفظ ہیں لما جاءت رسلنا ابراھیم۔ یعنی جب کہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس +

سورہ حجر میں بجائے رسلنا کے ضیف کا لفظ ہے خدا نے فرمایا۔ ونبئھم عن ضیف ابراھیم۔ یعنی اُن کو خبر دے ابراہیم کے مہمانوں کی +

اور سورہ ذاریات میں ہے۔ ھل اتاک حدیث ضیف ابراھیم المکرمین کیا تیرے پاس ابراہیم کے مکرم مہمانوں کی خبر پہنچی ہے +

[1] اس پر بحث نہیں کرنے پائے کہ فوت ہو گئے۔ افسوس! افسوس۔   (احمد بابا محمودی) +

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰىٓ ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ (۷۵) قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۷۶) فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ (۷۷)

ابراہیم کی بیوی نے کہا کہ افسوس مجھ پر کیا میں جنوں گی اور میں تو بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے بیشک یہ ایک چیز ہے عجیب (۷۵) اُن بھیجے ہوؤں نے کہا کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے رحمت اللہ کی اور اس کی برکتیں تم پر اے گھر والوں بیشک وہ تعریف کیا گیا ہے بزرگ (۷۶) پھر جب ابراہیم سے خوف دور ہوا اور اس کے پاس خوشخبری آئی ہم سے جھگڑنے لگا لوط کی قوم کے (حکم) میں بیشک ابراہیم بردبار رحم دل (خدا کی طرف) رجوع کرنے والا ہے (۷۷)

پس امر بحث طلب یہ ہے کہ یہ بھیجے ہوئے یا ضیف ابراہیم کون تھے؟ توریت باب ۱۸ درس ۲ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ تین آدمی اس کے برابر کھڑے ہیں عبری میں لفظ شلوشہ انشیم ہے یعنی ثلاثہ انسانین[1] اور پھر درس ۱۶ و ۲۲ میں اور باب ۱۹ درس ۵ و ۱۰ و ۱۲ میں بھی اُن کو انسان کہا ہے مگر باب ۱۹ کے پہلے درس میں اُن کو ملاخیم یعنی ملائکین[2] کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اس لئے یہودی اُن تینوں کو فرشتے اعتقاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل تھے ✦

عیسائی بھی اُن کو فرشتے مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ فرشتے انسان کی صورت بنکر دنیا میں آئے تھے۔ تفسیر ڈائلی اینشانٹ میں لکھا ہے کہ اُن میں کا تیسرا نسبت باقی دو کے اعلےٰ درجہ کا تھا اور اس لئے ابراہیم نے اس کو بطور ایک سردار کے خطاب کیا یعنی "ادنای" کہکر جس کو موسےٰ "جہوہ" کہتا ہے اور یہودی اور عیسائی اس کو خدا کا نام سمجھتے ہیں اور اس لئے بہت سے عیسائی تصور کرتے ہیں کہ وہ خدا کا بیٹا تھا جو اس صورت میں آیا تھا۔ متوسط زمانہ کے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ خدا کی شان میں ایک فرشتہ تھا جس نے گفتگو کی تھی اور بلحاظ اس کی مقتدرانہ گفتگو کے یہ غالب رائے ہے کہ وہ خود حضرت مسیح تھے جو انصاف کرنے کو آئے تھے ✦

قرآن مجید میں صرف لفظ "رسلنا" یعنی ہمارے بھیجے ہوئے کہا ہے مسلمان مفسرین نے صرف یہودیوں کی روایتوں سے جن کی وہ ہمیشہ ایسے مقاموں میں پیروی کرتے ہیں اُن کو

---

[1] انسانین کا لفظ دانستہ خلاف قاعدہ عربی لکھا گیا ہے ✦

[2] ملائکین کا لفظ دانستہ خلاف قاعدہ زبان عربی لکھا گیا ہے ✦

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَ اِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ﴿۷۷﴾	(خدا نے کہا) اے ابراہیم درگذر کر اس سے بات یہ ہے کہ بیشک آ گیا تیرے پروردگار کا حکم اور بیشک وہ لوگ ہیں اُن پر عذاب آنے والا ہے جو پھیرا نہ جاویگا ﴿۷۶﴾ اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس تو اُن کو سبب سے آزردہ خاطر اور اُن کے سبب سے تنگ دل ہوا اور کہنے لگا کہ یہ دن سخت ہے ﴿۷۷﴾

فرشتے تسلیم کیا ہے مگر قرآن مجید سے اُن کا فرشتہ ہونا ثابت نہیں ہوتا ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں اُن کے فرشتے ہونے پر تو کوئی نص صریح نہیں ہے باقی رہا طرز کلام یا الفاظ وارده پر استدلال قطع نظر اس کے کہ وہ مفید یقین نہیں ہو سکتا اُن سے بھی وہ استدلال پورا نہیں ہوتا علماے مفسرین نے قبل اس کے کہ الفاظ قرآن مجید پر غور کریں یہودیوں کی روایتوں کے موافق اُن کا فرشتہ ہونا تسلیم کر لیا ہے حالانکہ وہ خاصے بھلے چنگے انسان تھے ✦

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ابراہیم کے مہمانوں نے جو کھانا نہ کھایا اُس کا سبب یہ تھا کہ وہ فرشتے

واعلم ان الاضیاف انما امتنعوا من الطعام لانہم ملائکۃ والملائکۃ لا یاکلون ولا یشربون وانما اتوہ فی صورۃ الاضیاف لیکونوا علی صفۃ یحبہا وہو کان مشغوفا بالضیافۃ (تفسیر کبیر) ✦	تھے اور فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں ۔ وہ مہمانوں کی صورت بنکر اس لئے آئے تھے کہ حضرت ابراہیم مہمانوں کے آنے کو دوست رکھتے تھے اور وہ مہمانوں کی ضیافت میں مشغول رہتے تھے ۔ مگر کھانے سے انکار کرنا اُن کے فرشتے ہونے

کی جو علانیہ انسان تھے اور انسانوں کی طرح آئے تھے دلیل نہیں ہو سکتا ✦

تفسیر کبیر میں سدی کا یہ قول لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے اُن سے پوچھا کہ کھانا کھاؤ گے

قال السدی قال ابراہیم علیہ السلام ہلا تاکلون قالوا لا ناکل طعاما الا بالثمن فقال ثمنہ ان تذکروا اسم اللہ تعالی علی اولہ وتحمدوہ علی آخرہ فقال جبرئیل لمیکائیل علیہما السلام حق لمثل ہذا الرجل ان یتخذہ ربہ خلیلا (تفسیر کبیر) ✦	اُنہوں نے کہا کہ ہم بغیر قیمت دئے کھانا نہیں کھاتے ابراہیم نے کہا کہ اُس کی قیمت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے خدا کا نام لو اور کھانے کے بعد خدا کا شکر کرو ۔ اس پر جبرئیل نے میکائیل سے کہا کہ ایسے آدمی کا حق ہے کہ اُس کا پروردگار اُس کو اپنا خلیل یعنی دوست قبول کرے ۔ مگر کلام سے بھی یہ بات غیر معلوم

رہی کہ بعد اس کے انہوں نے کھانا کھایا یا نہیں ✦

قرآن مجید میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھ کھانے پر نہیں بڑھتے

فلما رای ایدیہم لا تصل الیہ نکرہم واوجس منہم خیفۃ ۔ (سورۂ ہود)	تو نہ جانا کہ یہ کون ہیں (یعنی دوست مہمان ہیں یا دشمن) اور ابراہیم کے جی میں اُن سے خوف ہوا ۔ یہ اُس زمانہ

وَجَآءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِن قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ﴿۸۰﴾ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ﴿۸۱﴾	اور اُس کے پاس اُس کی قوم دوڑتی ہوئی آئی اور پہلے سے وہ بُرے کام کرتی تھی۔ لوط نے کہا اے میری قوم یہ لڑکیاں تمہاری ہیں (اور) وہ اچھی ہیں پھر خدا سے ڈرو اور مجھ کو میرے مہمانوں کے (معاملہ) میں رسوا مت کرو کیا تم میں کوئی شخص سمجھدار نہیں ہے ﴿۸۰﴾ اُن لوگوں نے کہا کہ بیشک تو جانتا ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہم کو کچھ حق نہیں ہے اور بیشک تو جانتا ہے جو ہم چاہتے ہیں ﴿۸۱﴾

کا طریقہ تھا کہ دشمن اُس کے ؛ ان جس سے دشمنی ہو کھانا نہیں کھاتے تھے۔ مگر اس آیت سے بھی یہ نہیں پایا جاتا کہ اس کے بعد بھی اُنہوں نے کھانا نہیں کھایا ✦

توریت میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے حضرت ابراہیم کے پاس بھی کھانا کھایا اور جب حضرت لوط کے پاس گئے تو وہاں بھی کھانا کھایا۔ توریت فارسی کے ترجمہ کی یہ عبارت ہے ✦

وخداوند ویرا (یعنی ابراہیم را) در بلوطستان ممری ظاہر شد در حالیکہ بر در چادر بگرمی روز می نشست و چشمان خود را کشادہ نگریست کہ اینک سہ شخص در مقابلش ایستادہ اند و ہنگامیکہ ایشان را دید از برائے استقبال ایشان از در چادر دوید بسوئے زمین خم شد و گفت اے آقایم حال اگر در نظرت التفات یافتم تمنا اینکہ از نزد بندہ خود مگذری و حال اندک آبے آوردہ شود تا آنکہ پاہائے خود را شستہ و شو دادہ در زیر ایں درخت استراحت فرمائید و لقمہ نانے خواہم آورد تا دل خود را تقویت نمائید و بعد ازاں بگذرید زیرا کہ ازیں سبب نزد بندہ خود عبور نمودید پس گفتند نحوے کہ گفتی عمل نما پس ابراہیم بچادر نزد سارا شتافت و گفت تعجیل نمودہ سہ پیمانہ آرد رقیق خمیر کردہ گردہ ہا را طیار بپز پس ابراہیم بگلہ گاؤ شتافت و گوسالہ تر و تازہ خوبے گرفتہ بجوانے داد کہ آں را بسرعت حاضر ساخت و کرہ و شیر با گوسالہ کہ حاضر کردہ بود گرفت و در حضور ایشان گذاشت و نزد ایشان بزیر آں درخت ایستاد تا خوردند کتاب پیدائش باب ۱۸ درس ۱ لغایت ۸ ✦

پس آں دو ملک بوقت شام بسدوم در آمدند و لوط بدروازہ سدوم مے نشست و ہنگامے کہ لوط ملاحظہ کرد از برائے استقبال ایشان برخاست و بر زمین خم شد و گفت اینک حال اے آقایانم تمنا اینکہ بخانہ بندہ خود تاں بیائید و بیتوتہ نمودہ پاہائے خود را شستہ و شو نمائید و سحر خیزی نمودہ براہ خود روانہ شوید پس ایشان گفتند کہ نے بلکہ در چہار سو بیتوتہ مینمائیم پس چونکہ ایشان را بسیار ابرام نمود بادآمدہ بخانہ اش داخل شدند و ضیافتے بجہت ایشان برپا نمودہ

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۲﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۳﴾

لوط نے کہا کہ اگر تمہارے مقابلہ کی مجھ میں قوت ہوتی تو مَیں جا ٹھیرتا نہایت سخت یعنی زورآور قوم کے پاس (۸۲) اُن بھیجے ہوؤں نے کہا کہ اے لوط ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں وہ لوگ تجھ تک نہیں پہنچنے کے پھر لے چل اپنے لوگوں کو تھوڑی رات رہے سے اور پلٹ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی ۔ مگر تیری بیوی کہ بیشک وہ اُس کو پہنچنے والی ہے جو پہنچا ہے اُس قوم کو بیشک اُن کے وعدے کا وقت صبح ہے کیا صبح نزدیک نہیں ہے (۸۳)

گرد آمدہ فطیری پخت کہ خوردند۔ کتاب پیدائش باب ۱۹ درس ۱ لغایت ۴ ◆

تفسیر کبیر میں ایک یہ بحث پیش کی ہے کہ حضرت ابراہیم نے اُن تینوں کو انسان جانا یا فرشتہ۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نے اُن کو انسان جانا تھا اُن کی یہ دلیلیں ہیں کہ اگر وہ اُن کو فرشتہ جانتے تو کھانے کی طیاری نہ کرتے۔ اور جب اُنہوں نے کھانے پر ہاتھ نہ ڈالا تھا تو اُس سے خوف نہ کرتے۔ علاوہ اس کے جب کہ حضرت ابراہیم نے اُن کو انسان کی صورت میں دیکھا تھا تو اُن کو فرشتہ کیونکر سمجھ سکتے تھے ◆

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نے اُن کو فرشتہ جانا تھا اُن کا یہ دعوےٰ ہے کہ اُن کے کہنے سے حضرت ابراہیم نے اُن کو فرشتہ جانا تھا مگر ایک لفظ قرآن میں ایسا نہیں ہے کہ اُن تین شخصوں میں سے کسی نے کہا ہو کہ ہم انسان نہیں ہیں بلکہ فرشتے ہیں اور انسان کی صورت بنکر آئے ہیں ◆

تفسیر کبیر میں ایک اور عجیب و غریب روایت لکھی ہے کہ جب اُن فرشتوں نے حضرت ابراہیم کو بتلا دیا کہ وہ فرشتوں میں سے ہیں اور انسان نہیں ہیں اور وہ صرف قوم لوط کے ہلاک کرنے کو آئے ہیں تو حضرت ابراہیم نے اُن سے معجزہ طلب کیا کہ اُن کے فرشتے ہونے پر دلالت کرے۔ پھر اُنہوں نے اپنے پروردگار سے اُس بھنے ہوئے بچھڑے کے زندہ ہوجانے کی دعا مانگی۔ بچھڑا جہاں رکھا ہوا تھا وہاں سے کود اور اپنے چراگاہ میں چلا گیا۔ ہم کو افسوس ہے کہ ہمارے علما نے ایسی بے سروپا اور بے سند مہمل

ان الملائكة لما اخبروا ابراهيم عليه السلام انهم من الملائكة لا من البشر وانهم ما جاءوا الا لاهلاك قوم لوط طلب ابرهيم عليه السلام منهم معجزة دالة على انهم من الملائكة فدعوا ربهم باحياء العجل المشوي فطفر ذلك العجل المشوي من الموضع الذي وضع فيه الى مرعاه — (تفسیر کبیر) ◆

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾	پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے کر دیا اس کی اُچان کو اس کی نیچان اور ہم نے اُن پر پتھر برسائے جو ان کے لئے لکھے ہوئے تھے اوپر تلے ۔ نشان کئے ہوئے تیرے پروردگار کے پاس سے اور ظالموں سے کچھ دور نہیں ﴿۸۳﴾

روایتیں اپنی تفسیروں میں لکھی ہیں خدا اُن پر رحم کرے ✦

اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ وہ جو حضرت ابراہیم کے پاس آئے انسان تھے اور قوم لوط کے پاس بھیجے گئے تھے جیسا کہ خود اُنہوں نے حضرت ابراہیم سے کہا ۔ لاتخف انا ارسلنا الی قوم لوط ۔ (سورۃ ھود) اور دوسری جگہ کہا ۔ انا ارسلنا الی قوم مجرمین (سورۃ حجر) ایک اور جگہ کہا ۔ انا ارسلنا الی قوم مجرمین لنرسل علیہم حجارۃ من طین مسومۃ عند ربک للمسرفین (سورۃ الذاریات) ✦

بالبشری ۔ یعنی ساتھ خوشخبری کے ۔ اور وہ خوشخبری حضرت ابراہیم کے حضرت سارا سے بیٹا اور پوتا یعنی اسحٰق اور اسحٰق سے یعقوب کے پیدا ہونے کی تھی جس کا بیان آگے آویگا ✦

یعنی جب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ اُن کا ہاتھ کھانے پر نہیں بڑھا تو نہ جانا کہ یہ کون ہیں اور ابراہیم کے دل میں اُن سے خوف پیدا ہوا ✦

فلما رای ایدیہم لاتصل الیہ نکرہم واوجس منہم خیفہ ۔ (سورۃ ھود)

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب اُنہوں نے کھانے سے اپنے تئیں روکا تو حضرت ابراہیم کو خوف ہوا کہ وہ کچھ مکر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جب کوئی انجان آدمی آوے اور اُس کے سامنے کھانا لایا جاوے پھر اگر وہ کھا لیوے تو اس سے اطمینان ہو جاتا ہے اور اگر وہ نہ کھاوے تو اس سے خوف پیدا ہوتا ہے ✦

فلما امتنعوا من الاکل خاف ان یریدوا بہ مکروھا ان لا یعرف ذلک من وقدم الیہ طعام فان اکل حصل الامن وان لم یاکل حصل الخوف ۔ (تفسیر کبیر)

یہی مضمون سورۃ الذاریات میں ان لفظوں سے آیا ہے کہ حضرت ابراہیم بھنا ہوا بچھڑا اُن کے پاس لائے کہا کہ کیا تم نہیں کھاتے یعنی جب اُنہوں نے اس پر ہاتھ نہ بڑھایا جیسا کہ سورہ ھود میں

فقربہ الیہم قال الا تاکلون فاوجس منہم خیفہ (سورۃ ذاریات) ✦

لہ سجیل کے معنی کنکر کے بھی ہو سکتے ہیں یعنی مٹی کے جو آگ میں پک کر پتھر کی مانند ہو جاوے اور آتشیں پہاڑوں سے جو اس طرح اچھل کر اوپر سے گرنا ٹھیک مطابق ہوتا ہے مگر لفظ مسومۃ کے سبب سے وہی معنی مناسب ہیں جو ہم نے اختیار کئے ہیں ✦

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۖ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ (۸۵)	اور (بھیجا ہم نے) مدین کے لوگوں کے پاس اُن کے بھائی شعیب کو شعیب نے کہا کہ اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی تمہارے لئے کوئی معبود اُس کے سوا نہیں ہے اور مت کم بھرو پیمانوں کو اور مت کم تولو ترازو سے بیشک میں تم کو دیکھتا ہوں آسودہ اور بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک دن گھیر لینے والے سے (۸۵)

مذکور ہے تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ کیا تم نہیں کھاتے ۔ پھر حضرت ابراہیم کے دل میں اُن سے خوف پیدا ہوا ۔ ممکن ہے کہ حضرت ابراہیم کے اس کہنے کے بعد الا تاکلون اُن لوگوں نے کھایا ہو اس لئے کہ کھانے کی نفی اس سے نہیں پائی جاتی +

سورۃ الحجر میں اس واقعہ کو زیادہ اختصار سے بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب وہ تینوں

اذ دخلوا علیہ قالوا سلاما۔ قال انا منکم وجلون۔ (سورۃ الحجر)

شخص ابراہیم پاس آئے تو اُنہوں نے کہا سلام حضرت ابراہیم نے کہا کہ ہم تم سے خوف کرتے ہیں +

پورا واقعہ یوں ہے کہ جب وہ تینوں شخص حضرت ابراہیم کے پاس آئے تو اُنہوں نے کہا سلام حضرت ابراہیم نے بھی کہا سلام پھر حضرت ابراہیم بھنا ہوا بچھڑا اُن کے لئے کھانے کو لائے جب اُنہوں نے کھانے کے لئے ہاتھ نہ بڑھایا تو حضرت ابراہیم کے دل میں خوف پیدا ہوا اُس پر حضرت ابراہیم نے کہا کہ کیا تم نہیں کھاتے اور یہ بھی کہا کہ ہم تم سے (نہ کھانے کے سبب) خوف کرتے ہیں ۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم سے خوف نہ کرو ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے ہوئے ہیں اور تم کو بھی بشارت دیتے ہیں ۔ پس ان تمام حالات سے نہ تو اُن تینوں شخصوں کا فرشتہ ہونا پایا جاتا ہے اور نہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اُنہوں نے کھانا نہیں کھایا بلکہ اس طرف قرینہ قیاس زیادہ ہے کہ ان اصراروں کے بعد انہوں نے کھانا کھایا ہو اور خدا تعالیٰ نے جو اُن کو دو جگہ ضیف ابراہیم کرکے بیان کیا ہے یہ قرینہ قوی ہے کہ اُنہوں نے کھانا بھی کھایا اور حضرت ابراہیم کی ضیافت قبول کی +

پھر خدا نے فرمایا کہ اُس کی بیوی کھڑی تھی پھر ہنس پڑی پھر ہم نے اُس کو خوشخبری دی

وامراتہ قائمۃ فضحکت فبشرناها باسحق ومن وراء اسحق یعقوب۔ (سورۃ ہود)

اسحق کے پیدا ہونے کی اور اُس کے پیچھے یعنی اسحق سے یعقوب کے پیدا ہونے کی +

حضرت ابراہیم کی بیوی کے ہنسنے کی علت بیٹا ہونے کی بشارت تھی مگر چونکہ اُن کا ہنس پڑنا ایک مقدم امر اور زیادہ تر توجہ کے قابل تھا اس لئے معلول کو علت پر مقدم کر دیا ہے +

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾	اور اے میری قوم پورا بھرو پیمانوں کو پورا تولو ترازو میں انصاف سے اور کم مت دو لوگوں کو اُن کی چیزیں اور مت کام کرو زمین یعنی ملک میں فساد کرنیوالوں کے ﴿۸۶﴾

تفسیر کبیر میں بھی لکھا ہے کہ یہاں تقدیم و تاخیر ہے تقدیر کلام الٰہی کی یہ ہے کہ اُس کی

ان هذا على التقديم والتاخير والتقدير وامرته قائمة فبشرناه باسحٰق فضحكت سرورا بسبب تلك البشارة فقدم الضحك ومعناه التاخير۔ (تفسیر کبیر) ✦

بیوی کھڑی تھی پھر ہم نے اُس کو بشارت دی اسحٰق کے پیدا ہونے کی اُس کی بیوی خوشی سے ہنسی بسبب اس خوشخبری کے پس ہنسنے کو مقدم کردیا ہے اور معناً وہ مؤخر ہے ✦

ایک امر غور طلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے فرمایا کہ لقد جاءت رسلنا ابراهيم بالبشرٰى یعنی وہ رسل بشارت لیکر آئے تھے اور پھر فرمایا فبشرناها باسحٰق یعنی ہم نے بشارت دی ابراہیم کی بیوی کو اسحٰق کے پیدا ہونے کی اس جگہ بشارت کو خاص اپنی طرف منسوب کیا ہے ۔ اور سورۃ الحجر میں ضیف ابراہیم کا قول بیان کیا ہے کہ " انا نبشرك بغلام عليم " یعنی ضیف ابراہیم نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ ہم تجھ کو بشارت دیتے ہیں دانا لڑکے کے پیدا ہونے کی اور سورۃ الذاریات میں ہے " وبشروه بغلام عليم " یعنی ضیف ابراہیم نے حضرت ابراہیم کو دانا لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت دی ✦

اور اسی طرح سورہ ہود میں ہے ،، قالت يا ويلتٰى االد وانا عجوز وهذا بعلي شيخا " یعنی ابراہیم کی بیوی نے کہا کہ ،، افسوس مجھ کو کیا میں جنوں گی اور میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خصم بڈھا ہے " ✦

اور سورۃ الذاریات میں ہے ۔ کہ حضرت ابراہیم کی بیوی حیرت میں ہوکر آگے بڑھی اور

فاقبلت امراته في صرة فصكت وجهها وقالت عجوز عقيم۔ (سورۃ الذاریات) ✦

منہ پیٹ لیا اور کہا کہ بانجھ بڑھیا۔ یعنی کیا بانجھ بڑھیا بیٹا جنیگی ✦

اور سورۃ الحجر میں ہے ۔ کہ حضرت ابراہیم نے کہا کہ " کیا تم مجھ کو بشارت دیتے ہو باوجودیکہ

قال ابشرتموني على ان مسني الكبر فبم تبشرون۔ (سورۃ الحجر)

مجھ پر بڑھاپا آگیا ہے پھر کس طرح تم مجھ کو بشارت دیتے ہو ✦

مگر وہ تینوں شخص خدا کے بھیجے ہوئے تھے انہوں نے بذریعہ الہام یا وحی کے جو اُن پر خدا نے بھیجی تھی یہ بشارت دی تھی۔ قرآن مجید کا طرز بیان بہت جگہ اس طرح پر ہے کہ خدا تعالیٰ علۃ العلل ہونے کی وجہ سے بندوں کے کاموں کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اس لئے سورہ ہود میں اُس

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۸۷) وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (۸۸)	اللہ کا بچایا ہوا بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو (۸۷) اور میں نہیں ہوں تم پر نگہبان (۸۸)

بشارت کو اپنی طرف نسبت کیا ہے کہ ہم نے بشارت دی اور اور مقاموں پر اپنے رُسل کی طرف منسوب کیا ہے جن کے ذریعہ سے وہ بشارت دی گئی تھی مگر درحقیقت بشارت دینے والا خدا ہے ٭

یہ بشارت جو حضرت ابراہیم کے حضرت سارا سے بیٹا پیدا ہونے کی تھی دونوں کو معًا بشارت تھی یعنی ایک بشارت دونوں کے لئے تھے اور دونوں نے اُس کو سُنا تھا اور اس لئے کبھی اُس بشارت کو حضرت ابراہیم سے اور کبھی اُن کی بیوی سے منسوب کیا ہے جو ضمنًا اس بات کا ثبوت ہے کہ دونوں کے لئے یکساں بشارت ہے اور اسی سبب سے کہیں حضرت سارا کا قول نقل کیا ہے کہ ”انا عجوز وھذا بعلی شیخا“ اور کہیں حضرت ابراہیم کا قول نقل کیا ہے کہ ”ابشرتمونی علی ان مسنی الکبر“ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بشارت سُن کر دونوں نے یہ بات کہی تھی ٭

اُن تینوں رسولوں نے جب حضرت سارا کا اس بشارت پر تعجب سُنا تو اُنہوں نے کہا ”اتعجبین من امر اللہ“ یعنی کیا تو تعجب کرتی ہے خدا کے حکم سے اور حضرت ابراہیم کا تعجب سن کر انہوں نے کہا

بشرناك بالحق فلا تكن من القانطين قال ومن يقنط من رحمة ربه الا الضالون۔ (سورۃ الحجر)

کہ ہم نے تجھ کو خوشخبری دی ہے ٹھیک بس تو نا امید دل میں سے مت ہو حضرت ابراہیم نے کہا کہ کون شخص خدا کی رحمت سے نا امید ہوتا ہے بجز گمراہوں کے ٭

یہ خیال کرنا کہ حضرت ابراہیم و حضرت سارا کی اولاد ما فوق الفطرت ہوئی تھی اس پر قرآن مجید سے کوئی دلیل نہیں ہے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کی نسبت لفظ شیخ آیا ہے اور لفظ شیخ ایسا نہیں ہے کہ اس سے یہ سمجھا جاوے کہ حضرت ابراہیم اس حد سے جس میں موافق قانون قدرت کے اولاد ہو سکتی ہے گذر چکے تھے ٭

حضرت سارا کی نسبت لفظ عجوز آیا ہے عجوز کا لفظ اور شیخۃ کا لفظ دونوں مرادف ہیں بلکہ کبھی جوان عورت پر بھی اطلاق ہوتا ہے قاموس میں لکھا ہے والعجوز ٭ ٭ ٭ المراۃ شابۃ کانت او شیخۃ اور یہی عجوز کا لفظ سورہ شعرا میں حضرت لوط کی بیوی کی نسبت آیا ہے پس اس لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت سارا ایسی حد پر پہنچ گئی تھیں جو موافق قانون قدرت کے اُن سے اولاد ہونی ناممکن ہو ٭

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۹﴾	اُن لوگوں نے کہا کہ اے شعیب کیا تیری نماز یعنی عبادت تجھ کو حکم کرتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا ۔ یا یہ کہ ہم کریں (یعنی کرنا چھوڑ دیں) اپنے مالوں میں جو ہم چاہیں ۔ ہاں تو بیشک بڑا بُردبار ہے اور بہت بڑا دانا ﴿۸۹﴾

دوسرا لفظ حضرت سارا کی نسبت عقیم یعنی بانجھ کا آیا ہے ۔ جن عورتوں کے ہاں ایک زمانہ تک جو بہ نسبت عام عادت کے زیادہ ہو اولاد نہیں ہوتی اُن پر عادۃً عقیم کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے اُس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ اولاد جننے کے ناقابل ہوتی ہیں کیونکہ بعض عورتیں اب بھی ایسی موجود ہیں جن کے مدت تک اولاد نہیں ہوئی اور وہ عقیم تصور ہونے لگیں لیکن بڑی عمر میں جب کہ وہ شیخنہ ہوگئیں اُن کے اولاد ہوئی ایک شوہردار عورت کو میں جانتا ہوں کہ قریب چالیس برس کی عمر تک اس کے اولاد نہیں ہوئی بعد اس کے وہ حاملہ ہوئی اور بیٹی جنی بلاشبہ لوگوں کو اُس کے حاملہ ہونے اور بیٹی جننے پر تعجب ہوا تھا ❖

مسلمان مفسر جو بغیر غور کے یہودیوں کی روایتوں کی پیروی کرنے کے عادی ہو گئے اس لئے اُنہوں نے یہ سمجھا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت سارا کی عمر اس قدر بڑی ہوگئی تھی کہ اُن سے اولاد کا ہونا ناممکن تھا اور اس لئے اُنہوں نے اس واقعہ کو بطور ایک معجزہ کے مافوق الفطرت قرار دیا ہے ❖

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کی ننانوے برس کی عمر تھی جب اُن کا ختنہ ہوا (کتاب پیدائش باب ۱۷ ورس ۲۴) اور ایک برس بعد وہ تین شخص بشارت دینے کو آئے تھے ۔ پس اُس وقت اُن کی عمر سو برس کی تھی ❖

اور سارا کی نسبت لکھا ہے کہ وہ سال خوردہ ہوگئی تھیں اور عورتوں کی عادت بند ہوگئی تھی (کتاب پیدائش باب ۱۸ ورس ۱۱) ❖

غرض کہ عبری توریت کے حساب سے بشارت کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر سو برس کی تھی اور حضرت سارا کی نوّے برس کی تھی ۔ مسلمانوں نے ان روایتوں کی پیروی کی اور حضرت اسحٰق کا پیدا ہونا مافوق الفطرت بطور معجزہ کے قرار دیا باوجودیکہ توریت ہی سے پایا جاتا ہے کہ اُس عمر میں بھی لوگوں کے بغیر کسی معجزہ تسلیم کئے اولاد ہوئی ہے چنانچہ توریت کے حساب کے موافق جب حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے تھے تو حضرت ابراہیم کی عمر چھیاسی برس کی تھی اور جب حضرت یعقوب کے حضرت یوسف پیدا ہوئے ہیں تو مطابق حساب توریت عبری کے حضرت یعقوب کی

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ (۹۰)	شعیب نے کہا اے میری قوم کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار سے کوئی دلیل رکھتا ہوں اور اس نے مجھ کو روزی دی ہو اپنے پاس سے اچھی روزی اور نہ چاہوں میں کہ میں تمہاری مخالفت کروں جہاں تک کہ میں منع کرتا ہوں تم کو اس سے میں نہیں چاہتا بجز اصلاح کرنے کے جتنی کہ میں کر سکوں اور مجھ کو توفیق نہیں ہے مگر اللہ سے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں (۹۰)

عمر نوے برس کی تھی اور جب بنیامین یوسف کے بھائی پیدا ہوئے ہیں تو حضرت یعقوب کی عمر ایک سو ایک برس کی تھی ✦

مسلمان مفسروں نے جو اس باب میں یہودیوں کی روایتوں کی پیروی کی ہے صریح غلطی کی ہے کیونکہ ان زمانوں کی صحت پر جو توریت سے نکلتے ہیں نہایت شبہ ہے ✦

مثلاً عبری توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم سنہ ۲۰۰۸ دنیوی میں یعنی سنہ ۱۹۹۶ قبل مسیح کے پیدا ہوئے تھے اور یونانی توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۳۳۹۴ دنیوی میں پیدا ہوئے تھے اور سامری کی توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۲۲۳۰۹ دنیوی میں پیدا ہوئے تھے ✦

سارا موافق توریت عبری کے سنہ ۲۰۱۸ دنیوی میں پیدا ہوئی تھیں یعنی دس برس حضرت ابراہیم سے چھوٹی تھیں اور سنہ ۲۱۰۷ دنیوی میں بشارت ہوئی تھی جب حضرت ابراہیم ننانوے برس کے تھے اور حضرت سارا نواسی برس کی ✦

مگر جب کہ توریت کے نسخوں میں اس قدر اختلاف ہے تو جو زمانہ ان سے نکلتا ہے بطور تخمینہ و اندازہ کے تصور ہو سکتا ہے نہ بطور ایسے یقین کے جس پر کوئی امر مافوق الفطرت بطور یقین کے مبنی ہو سکے ✦

علاوہ اس کے جو زمانے توریت سے تسلیم کئے گئے ہیں ان میں بھی بڑی غلطیاں ہیں جس کو مفصل بیان کرنے کی اس تفسیر میں گنجائش نہیں ہے علاوہ اس کے ایک نہایت بڑی بحث یہ ہے کہ برس جو توریت میں بیان ہوئے ہیں اور جن پر اس زمانہ کے لوگوں کی عمر کا حساب بتلایا ہے ان کی مقدار کیا تھی کچھ شبہ نہیں ہے کہ مختلف زمانوں میں برس کی مقدار نہایت ہی مختلف رہی ہے اور اسی مقدار سے جس زمانہ میں جس کی عمر جتنے برسوں کی گنی جاتی تھی وہی تعداد توریت میں اور نیز بعض جگہ قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے اور یہ امر نہایت غور اور تحقیقات و ربیان کا محتاج ہے

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۹۱﴾	اور اے میری قوم میری مخالفت تم کو اس بات کی باعث نہ ہو کہ تم کو پہنچے مثل اس کے جو پہنچا ہے نوح کی قوم کو یا ہود کی قوم کو یا صالح کی قوم کو۔ اور قوم لوط کی تم سے کچھ دور نہیں ہے ﴿۹۱﴾

کیا عجب ہے کہ اگر خدا نے مدد کی اور توفیق دی تو اسی تفسیر کی کسی مناسب مقام میں یا ایک جداگانہ رسالہ میں ہم اُس کو بیان کرینگے اس مقام پر صرف اس قدر بیان کرنا کافی ہے کہ ہرگاہ قرآن مجید سے حضرت ابراہیم اور حضرت سارا کی وہ حالت جس میں مطابق قانون قدرت کے اولاد کا ہونا ناممکن ہو ثابت نہیں ہے تو صرف یہودیوں کی روایتوں یا توریت کی استدلال پر اس کو ایک واقعہ مافوق الفطرت یقین کرنا صحیح نہیں ہے +

(یجادلنا) یعنی جب حضرت ابراہیم کا ڈر جاتا رہا اور اُن کو خوشخبری مل گئی اور اُن کو حضرت لوط کی قوم پر عذاب نازل ہونے کا حال معلوم ہوا تو اُنھوں نے اُس میں جھگڑنا شروع کیا +

اول یہ بحث ہے کہ حضرت ابراہیم کو قوم لوط پر عذاب نازل ہونا کس طرح معلوم ہوا۔ توریت باب ۱۸ درس ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں لکھا ہے کہ خداوند گفت چوں فریاد سدوم و عموراہ زیادہ و گناہان ایشان بسیار سنگین است پس فرود آمدہ خواہم دید کہ آیا بالکلیہ مثل فریادے کہ بمن رسیدہ است عمل نمودہ اند و اگر چنین نہ باشد خواہم دانست و آں اشخاص از آنجا توجہ نمودہ بسوئے سدوم روانہ شدند۔ جس لفظ کا ترجمہ خداوند کیا گیا ہے وہ لفظ یہود یا جہود ہے جو خدا کا نام ہے پس توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم کو اس سے خبر دی تھی۔ مگر قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہی تین شخصوں نے جو بھیجے گئے تھے خبر دی تھی +

قال فما خطبکم ایہا المرسلون قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین (سورۃ الحجر) + | سورۃ حجر میں ہے کہ حضرت ابراہیم نے کہا پھر کیا ہے تمہارا کام اے بھیجے ہوؤ انہوں نے کہا کہ ہم بھیجے گئے ہیں گنہگار قوم کی طرف +

اور سورۃ الذاریات میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے کہا پھر تمہارا کیا کام ہے اے

قال فما خطبکم ایہا المرسلون قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین لنرسل علیہم حجارۃ من طین مسومۃ عند ربک للمسرفین۔ (سورۃ الذاریات) +	بھیجے ہوؤ اُنہوں نے کہا کہ ہم بھیجے گئے ہیں گنہگار قوم کی طرف تاکہ ہم ڈالیں اُن پر پتھر مٹی سے نشان کئے گئے ہیں تیرے پروردگار کے نزدیک حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے +

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴿٩٢﴾	اور بخشش چاہو اپنے پروردگار سے پھر توبہ کرو اُس کی طرف بیشک میرا پروردگار مہربان ہے اور دوست ﴿٩٢﴾

دوسری اس پر یہ بحث ہے کہ حضرت ابراہیم نے کس سے بحث شروع کی اس آیت میں "نا" کی ضمیر خدا کی طرف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا سے بحث بمعنے التجا شروع کی۔ توریت باب ۱۸ ورس ۲۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بحث خدا ہی سے ہوئی تھی کیونکہ اُس میں لکھا ہے کہ اُن اشخاص کے سدوم کو چلے جانے کے بعد "درحالیکہ ابراہیم درحضور خداوند مے ایستاد پس ابراہیم تقرب جستہ گفت الخ"۔

مگر ہمارے علمائے مفسرین لکھتے ہیں کہ یجادلنا سے مراد ہے یجادل رسلنا سے لیکن قرآن مجید میں جو بحث لکھی ہے وہ نہایت مختصر اور ایک امر کی نسبت ہے اور توریت میں جو لکھی ہے وہ نہایت لمبی ہے ممکن ہے کہ جو بات قرآن مجید میں ہے وہ اُن تین شخصوں سے ہوئی ہو، اور جس مجادلہ کا ذکر سورہ ہود میں ہے اور یجادلنا کے لفظ سے بیان ہوا ہے وہ التجا خدا ہی سے ہو۔

سورہ ہود میں تو مجادلہ کا کچھ بیان نہیں ہے اور سورۃ الحجر میں صرف اس قدر ہے کہ اُن تین شخصوں نے کہا کہ ہم بھیجے گئے ہیں گنہگار قوم کی طرف۔ بجز آل لوط کے یعنی کہ وہ گنہگار قوم میں نہیں ہیں۔ ہم بیشک اُن سب کو بچانے والے ہیں بجز اُس کی جورو کے۔ ہم نے ٹھہرا دیا کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے۔

قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین الا آل لوط انا لمنجوھم اجمعین الا امراتہ قدرنا انھا لمن الغابرین (سورۃ ہود)

اور سورہ عنکبوت میں ہے کہ اُن تین شخصوں نے جو حضرت ابراہیم کے پاس آئے تھے کہا کہ ہم بیشک اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اُس بستی کے رہنے والے ظالم ہیں۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ اس میں تو لوط بھی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں اُس کو جو اُس میں ہے البتہ بچا دینگے ہم اُس کو اور اُس کے لوگوں کو بجز اُس کی جورو کے کہ وہ ہے پیچھے رہنے والوں میں سے۔

قالوا انا مھلکوا ھذہ القریۃ ان اھلھا کانوا ظالمین قال ان فیھا لوطا قالوا نحن اعلم بمن فیھا لننجینہ واھلہ الا امراتہ کانت من الغابرین۔ (سورۃ عنکبوت)

اور سورۃ الذاریات میں ہے کہ اُن تین شخصوں نے کہا کہ ہم بھیجے گئے ہیں گنہگار قوم کی کی طرف تاکہ ہم ڈالیں اُن پر پتھر مٹی سے نشان کئے گئے تیرے پروردگار کے نزدیک حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے۔ پھر ہم نے اُس کو نکال لیا جو اس میں ایمان والوں میں سے

قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین لنرسل علیھم حجارۃ من طین مسومۃ عند ربک للمسرفین فاخرجنا من کان فیھا من المومنین فما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین وترکنا فیھا آیۃ للذین

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۳﴾	اُنہوں نے کہا اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت کچھ اس میں سے جو تو کہتا ہے اور بیشک ہم تجھ کو دیکھتے ہیں اپنے میں ضعیف اور اگر نہ ہوتا تیرا کنبہ تو بیشک ہم پتھر مار کر تجھ کو مار ڈالتے اور تو ہمارے نزدیک عزیز نہیں ہے ﴿۹۳﴾

یخافون العذاب الالیم ۔ (سورۃ الذاریٰت) پھر ہم نے اُس میں نہیں پایا سوائے ایک گھر کے مسلمانوں میں سے ۔ اور ہم نے اُس میں ایک نشانی چھوڑ دی اُن لوگوں کے لئے جو دُکھ دینے والے عذاب سے ڈرتے ہیں ✣

ان آیتوں میں تو حضرت ابراہیم کا صرف حضرت لوط کی نسبت سوال کرنا معلوم ہوتا ہے مگر ان آیتوں میں جو ایک مشکل ہے وہ یہ ہے کہ ان آیتوں میں جو الفاظ ۔ انا لمنجوھم ۔ یعنی بیشک ہم ان سب کو بچانے والے ہیں ۔ انا مھلکو ھذہ القریۃ ۔ یعنی ہم بیشک اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں ۔ لنرسل علیھم حجارۃ ۔ یعنی تا کہ ہم ڈالیں اُن پر پتھر ۔ فاخرجنا یعنی ہم نے لوط کو نکال لیا ۔ فما وجدنا فیھا ۔ یعنی ہم نے بجز ایک گھر مسلمان کے اور نہ پایا ۔ وترکنا فیھا ۔ اور چھوڑی ہم نے اُس میں نشانی اور مثل اس کے اور چند الفاظ ہیں کہ اُس پر مقتدرانہ کہنا نہ رسولوں کے اختیار میں ہے نہ فرشتوں کے بلکہ یہ مقتدرانہ کام صرف خدا کی قدرت میں ہیں نہ کسی بندے کے خواہ رسول ہوں یا انسان یا فرشتے ✣

اس کی نسبت تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ ان تمام مقتدرانہ کاموں کو جو اُن تین شخصوں نے اپنی طرف نسبت کیا ہے جو خدا کے کام ہیں اس لئے کیا ہے کہ خدا سے اُن کو تقرب و خصوصیت حاصل تھی ✣

اسنادھما ایاہ الی انفسھم وھو فعل اللہ تعالیٰ لما لھم من القرب والاختصاص بہ ۔ (تفسیر بیضاوی) ✣

مگر میں اس توجیہ کو تسلیم نہیں کرتا کوئی بندہ ایسے مقتدرانہ کام اپنی نسبت منسوب نہیں کر سکتا اس قصہ کو خدا نے حکایۃً بیان کیا ہے جس میں ان تین شخصوں کے اقوال اور خدا کے مقتدرانہ افعال دونوں شامل بیان ہوئے ہیں پس تمام وہ ضمیریں اور مقتدرانہ الفاظ خدا کی طرف منسوب ہیں نہ اُن تین شخصوں کی طرف ✣

اس کا ثبوت خود قرآن مجید کی ایک آیت سے ہوتا ہے جس میں بلا ذکر اُن تین شخصوں کے اُن مقتدرانہ امور کو خدا نے خاص اپنی طرف منسوب کیا ہے ۔ سورہ قمر میں خدا نے فرمایا ہے یعنی جھٹلایا لوط کی قوم نے ڈرانے والوں کو بیشک ہم نے پہنچائی اُن پر پتھروں کی بوچھاڑ بجز لوط کے لوگوں کے ہم نے

کذبت قوم لوط بالنذر انا ارسلنا علیھم حاصبا الا ال لوط نجینٰھم بسحر نعمۃ من عندنا کذلک نجزی من شکر ولقد انذرھم بطشتنا فتماروا بالنذر ولقد راودوہ عن ضیفہ فطمسنا اعینھم فذوقوا عذابی ونذر ولقد صبحھم بکرۃ عذاب مستقر فذوقوا عذابی ونذر ۔ (سورہ قمر)

قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَهۡطِىۡۤ اَعَزُّ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذۡتُمُوۡهُ وَرَآءَكُمۡ ظِهۡرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّىۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ﴿۹۲﴾	شعیب نے کہا کہ اے میری قوم کیا میرا کنبہ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ عزیز ہے اور تم نے اُس کو ڈال رکھا ہے اپنی پیٹھ کے پیچھے - بیشک میرا پروردگار اُس کو جو تم کرتے ہو احاطہ کرنے والا ہے ﴿۹۲﴾

اُن کو بچایا صبح کے وقت اپنے پاس سے انعام کر کے اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں اُس کو جو شکر کرتا ہے اور بیشک اُن کو ڈرایا تھا ہمارے عذاب سے پھر اُنھوں نے تکرار کی ڈرانے والوں سے اور بیشک اُنھوں نے دند مچائی اُس کے یعنی لوط کے مہمانوں سے پھر بیکار کر دیں ہم نے اُن کی آنکھیں پھر وہ چکھیں میرا عذاب اور میرے ڈرانے والوں کا اور بے شبہ گھیر لیا اُن کو بہت سویرے جگہ پر قایم رہنے والے عذاب نے پھر چکھیں میرا عذاب اور میرے ڈرانے والوں کا +

توریت میں ایک اور مجادلہ کا یعنی التجا کا ذکر لکھا ہے جو ابراہیم نے خدا سے کی تھی اور سورہ ہود میں جو یجادلنا فی قوم لوط آیا ہے اور وہ مجادلہ بیان نہیں کیا کیا عجب ہے کہ اُس سے وہی مجادلہ یا التجا مراد ہو جس کا ذکر توریت میں ہے مفسرین بھی اُس لفظ سے یہی مجادلہ یعنی التجا سمجھتے ہیں چنانچہ ہم فارسی ترجمہ توریت کا اس مقام پر نقل کرتے ہیں +

"و آں اشخاص از آنجا توجہ نمودہ بسوے سدوم رواں شدند در حالیکہ ابراہیم در حضور خداوند مے ایستاد پس ابراہیم تقرب جستہ گفت کہ آیا حقیقۃً صالح را با طالح ہلاک خواہی ساخت احتمال دارد کہ در اندرون شہر پنجاہ نفر صالح باشند آیا میشود کہ آں مکان را ہلاک سازی و بسبب آں پنجاہ نفر صالحے کہ در اندرونش مے باشند نجات ندہی حاشا از تو کہ مثل ایں کارے کنی و صالحان را با طالحان ہلاک سازی و صالح با طالح مساوی باشد حاشا از تو آیا میشود کہ حاکم تمامی زمین عدالت نکند پس خداوند گفت اگر در میان شہر سدوم پنجاہ نفر صالح پیدا کنم تمامی اہل آں مکان را بسبب ایشان نجات خواہم داد و ابراہیم در جواب گفت اینک حال کہ خاک و خاکستر ہستم آغاز تکلم نمودن با آقایم مے نمایم بلکہ از پنجاہ نفر صالح پنج نفر کمی نمایند آیا میشود کہ تمامی اہل شہر را بسبب آں پنج نفر ہلاک سازی پس گفت اگر در آنجا چہل و پنج نفر یابم ہلاک نخواہم کرد و بار دیگر با او متکلم شدہ گفت بلکہ در آنجا چہل نفر یافتہ شود پس او گفت کہ بسبب چہل نفر آں عمل نخواہم نمود و او گفت تمنا اینکہ آقایم غضبناک نشود کہ تکلم نمایم بلکہ در آں سی نفر یافتہ شوند و گفت اگر در آنجا سی نفر پیدا کنم آں عمل نخواہم نمود دیگر گفت اینک حال آغاز تکلم با آقایم نمودہ ام بلکہ در آنجا بست نفر یافتہ شود و گفت کہ بسبب بست نفر ہلاک آں نخواہم کرد و دیگر گفت تمنا اینکہ آقایم غضبناک نشود تا اینکہ یکبار دیگر تکلم نمایم بلکہ در آنجا دہ نفر پیدا شود او گفت کہ بسبب دہ نفر ہلاک شاں نخواہم کرد و خداوند ہنگامے کہ کلام را با ابراہیم انجام رساندہ

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾	اور اے میری قوم تم عمل کرو اپنی جگہ پر اور بیشک میں عمل کرنے والا ہوں بہت جلد تم جان جاؤ گی ﴿۹۵﴾

بو د سوا نہ شدہ ابراہیم مبانش رجعت نمود۔ کتاب پیدائش باب ۱۸ ورس ۲۲ لغایت ۳۳ ◆

(۷۹) ولما جاءت رسلنا لوطا۔ اب یہاں سے حضرت لوط کا قصہ شروع ہوا اگر یہاں اس قصہ کے اخیر کا بیان ہے شروع قصہ اَور سورتوں میں بیان ہوا ہے۔ توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط جب مصر سے واپس آئے تو علیحدہ علیحدہ ہو گئے حضرت ابراہیم کنعان میں رہے اور حضرت لوط اردن کے میدان میں جو نہایت سرسبز و شاداب و زرخیز خطہ تھا اور جہاں سدوم و عموراہ و ادماہ و زبوئیم کی بستیاں تھیں چلے گئے ◆

اُس زمانہ میں اُن تمام ملکوں میں طوائف الملوکی تھی اور آپس میں لڑائیاں ہوتی تھیں ایک لڑائی میں حضرت لوط قید ہو گئے حضرت ابراہیم نے فوج جمع کر کے پانچ بادشاہوں سے مقابلہ کیا اور حضرت لوط کو اور سدوم والوں کو چھڑایا یہ واقعہ عبری توریت کے حساب سے ۲۰۹۲ سنہ دنیوی میں یا سنہ ۱۹۱۲ قبل مسیح کے ہوا تھا ◆

غرض کہ حضرت لوط سدوم میں رہتے تھے جہاں کے لوگ نہایت بدکار تھے حضرت لوط نے اُن سے کہا کہ میں خدا کا رسول ہوں میری اطاعت کرو اور جو بد باتیں اُن میں تھیں اُن کے چھوڑنے کی نصیحت کی ◆

سورہ شعرا میں خدا فرماتا ہے کہ۔ جھٹلایا لوط کی قوم نے رسولوں کو جب کہ اُن سے کہا

كذبت قوم لوط المرسلين اذ قال لهم اخوهم لوط الا تتقون انى لكم رسول امين فاتقوا الله واطيعون وما اسئلكم عليه من اجر ان اجرى الا على رب العالمين۔ اتاتون الذكران من العالمين وتذرون ما خلق لكم ربكم من ازواجكم بل انتم قوم عادون قالوا لئن لم تنته يا لوط لتكونن من المخرجين قال انى لعملكم من القالين رب نجنى واهلى مما يعملون فنجيناه واهله اجمعين الا عجوزا فى الغابرين ثم دمرنا الآخرين وامطرنا عليهم مطرا فساء مطر المنذرين۔

(۲۶۔ الشعرا۔ ۱۶۰ لغایت ۱۷۳) ◆

اُن کے بھائی لوط نے کہ کیا تم نہیں ڈرتے بیشک میں تمہارے لئے رسول ہوں سالت مجھے سپرد ہے پھر ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اُس پر کچھ بدلا نہیں مانگتا میرا بدلا دینا کسی پر نہیں ہے بجز عالموں کے پروردگار پر کیا تم مردوں کے پاس آتے ہو جو دنیا میں ہیں اور چھوڑتے ہو اُس کو جسے پیدا کیا ہے تمہارے لئے تمہارے پروردگار نے تمہاری جوروؤں میں سے بلکہ تم ایک قوم ہو حد سے بڑھ جانے والی اُنہوں نے کہا کہ اے لوط اگر تو باز نہ آئیگا تو بیشک نکالے گیوں میں سے ہوگا۔ لوط نے کہا کہ بیشک میں تمہارے کام کے دشمنوں میں سے ہوں۔ اے پروردگار مجھ کو اور میرے لوگوں کو اُس کام سے جو وہ کرتے ہیں (یعنی اُس کے وبال سے) نجات دے۔

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۲﴾	کہ کس کے پاس عذاب آویگا کہ اس کو رسوا کریگا اور وہ کون ہے جھوٹا ۔ انتظار کرو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ﴿۹۲﴾

پھر نجات دی ہم نے اُس کو اور اُس کے لوگوں کو بجز ایک ادھیڑ عورت یعنی لوط کی بیوی کے جو پیچھے رہجانے والوں میں سے تھی ۔ پھر ہلاک کر دیا ہم نے اَوروں کو اور برسایا ہم نے اُن پر مینہ ایک قسم کا پھر ڈرائے گیوں پر مینہ بُرا ہے +

اسی طرح سورہ نمل میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہم نے لوط کو بھیجا جب اُس نے اپنی قوم سے

ولوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة وانتم تبصرون ۔ انكم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم تجهلون ۔ فما كان جواب قومه الا ان قالوا اخرجوا ال لوط من قريتكم انهم اناس يتطهرون ۔ فانجيناه واهله الا امراته قدرناها من الغابرين وامطرنا عليهم مطرا فساء مطر المنذرين ۔

(۲۷ ۔ نمل ۔ ۵۵ لغایت ۵۸) +

کہا کہ تم بیحیائی کا کام کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو کیا تم بُری خواہش سے عورتوں کے سوا مردوں کے پاس آتے ہو بلکہ تم جاہل قوم ہو پھر کچھ نہ تھا اُس کی قوم کا جواب بجز اس کے کہ انہوں نے کہا کہ لوط کے لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہیں پھر بچا دیا ہم نے اُس کو اور اُس کے لوگوں کو بجز اُس کی جورو کے ہم نے اُس کے لئے ٹھیرا دیا تھا کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہے اور برسایا ہم نے اُن پر ایک قسم کا مینہ پھر ڈرائے گیوں پر کا مینہ بُرا ہے +

اور سورہ اعراف میں ہے ۔ اور بھیجا ہم نے لوط کو جس وقت کہ اُس نے کہا اپنی قوم کو کیا

ولوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة ما سبقكم بها من احد من العالمين ۔ انكم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم مسرفون ۔ وما كان جواب قومه الا ان قالوا اخرجوهم من قريتكم انهم اناس يتطهرون فانجيناه واهله الا امراته كانت من الغابرين وامطرنا عليهم مطرا فانظر كيف كان عاقبة المجرمين ۔

(۷ ۔ الاعراف ۸۰ ۔ لغایت ۸۴) +

تم فحش کام کرتے ہو کہ اُس کو تم سے پہلے کسی ایک نے بھی جہان کے لوگوں سے نہیں کیا ۔ بیشک تم مردوں کے پاس آتے ہو شہوت رانی کو عورتوں کے سوا ان تم ایک قوم ہو حد سے گذری ہوئی اور نہ تھا اُن لوگوں کا جواب بجز اس کے کہ انہوں نے کہا نکال دو اُن کو اپنی بستی سے بیشک وہ آدمی ہیں اپنے تئیں پاک بنانے والے ۔ پھر نجات دی ہم نے اُس کو اور اُس کے لوگوں کو بجز اُس کی عورت کے کہ وہ تھی پیچھے رہنے والوں میں ۔ اور برسایا ہم نے اُن پر برسانا پھر دیکھ کیا ہوا انجام گنہگاروں کا +

اسی طرح سورہ عنکبوت میں خدا نے فرمایا ہے کہ بھیجا ہم نے لوط کو جب کہ اُس نے اپنی قوم

ولوطا اذ قال لقومه انكم لتاتون الفاحشة ما سبقكم بها من احد من العالمين ۔ انكم لتاتون الرجال وتقطعون السبيل وتاتون في

سے کہا کہ البتہ تم بیحیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے دنیا کے لوگوں میں سے نہیں کیا ۔ کیا یہ ٹھیک بات ہے

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾	اور جب آیا ہمارا حکم بچالیا ہم نے شعیب کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے اور پکڑ لیا ان لوگوں کو جو ظلم کرتے تھے سبب آواز نے پھر انہوں نے صبح کی اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے پڑے ﴿۹۴﴾

ناديكم المنكر فما كان جواب قومه الا ان قالوا ائتنا بعذاب الله ان كنت من الصادقين قال رب انصرني على القوم المفسدين - (سورۂ عنکبوت) ✦

کہ تم مردوں کے پاس آتے ہو اور رستہ لوٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بُرے کام کرتے ہو۔ پھر اُس کی قوم کا جواب کچھ نہ تھا بجز اس کے کہ اُنہوں نے کہا کہ ہمارے لئے خدا کا عذاب لا اگر تو سچا ہے لوط نے کہا اے پروردگار میری مدد کر ظالم قوم پر ✦

غرض کہ حضرت لوط اُن کو بُری باتوں کے چھوڑنے کی نصیحت کرتے تھے اس عرصہ میں یہ تینوں رسول جو حضرت ابراہیم کے پاس آئے تھے وہاں پہنچے حضرت لوط اُن کے آنے سے کبیدہ خاطر اور اُن کے سبب سے دل تنگ ہوئے اور کہا کہ آج کا دن نہایت سخت ہے ✦

یہی مضمون سورۂ عنکبوت میں ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ جب آگئے ہمارے رسول لوط

ولما ان جاءت رسلنا لوطا سيء بهم وضاق بهم ذرعا وقالوا لا تخف ولا تحزن انا منجوك واهلك الا امرأتك كانت من الغابرين۔ انا منزلون على اهل هذه القرية رجزا من السماء بما كانوا يفسقون ولقد تركنا منها اية بينة لقوم يعقلون (عنکبوت) ✦

کے پاس تو اُن کے آنے سے کبیدہ خاطر اور اُن کے سبب دل تنگ ہُوا انہوں نے کہا کہ مت ڈر اور غمگین مت ہو بیشک ہم تجھ کو اور تیرے لوگوں کو بچا دینگے بجز تیری جورو کے کہ وہ پیچھے رہجانے والوں میں سے ہے اور ہم اُتارنے والے ہیں اس بستی کے لوگوں پر عذاب آسمان سے اس لئے کہ وہ بدکاری کرتے ہیں اور بیشک ہم نے چھوڑا اُس بستی کا نشان ظاہر واسطے اُن لوگوں کے جو سمجھتے ہیں ✦

یہی مضمون سورہ حجر میں ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ جب لوط کے لوگوں کے پاس

فلما جاء ال لوط المرسلون قال انكم قوم منكرون قالوا بل جئناك بما كانوا فيه يمترون واتيناك بالحق وانا لصادقون۔ (سورۃ الحجر) ✦

وہ رسول آئے تو کہا تم انجان لوگ ہو اُنہوں نے کہا کہ ہاں ہم تیرے پاس وہ لائے ہیں جس میں وہ شبہ کرتے تھے اور ہم تیرے پاس سچائی سے آئے ہیں اور بیشک ہم سچے ہیں ✦

اُن تینوں شخصوں یا رسولوں کے آنے کی خبر پاکر حضرت لوط کی قوم کے لوگ دوڑے یعنی حضرت لوط کا مکان گھیر لیا ✦

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾	گویا کہ اس میں بسے ہی نہ تھے۔ سن دوری ہو (خدا کی رحمت سے) مدین کو جس طرح دوری ہوئی ثمود کو ﴿۹۵﴾

یہی مضمون مگر اس سے کسی قدر زیادہ تفصیل کے ساتھ سورہ حجر میں آیا ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ اُس شہر کے لوگ خوشی کرتے ہوئے آئے (یعنی لوط کے گھر پر اُس کا گھر گھیر کر جو لوگ اُس کے گھر میں آئے تھے اُن کے گرفتار کر لینے کے لئے) حضرت لوط نے کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں پھر اُن کو فضیحت مت کرو اور خدا سے ڈرو اور مجھ کو ذلیل مت کرو۔ اُن لوگوں نے کہا کہ کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا تھا دنیا کے لوگوں سے (یعنی دوسرے ملک کے لوگوں سے ملنے اور بلانے اور اپنے ہاں رکھنے سے) لوط نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو (یعنی اگر تم میرے مہمانوں کو پکڑنا چاہتے ہو) قسم ہے تیری زندگی کی کہ بیشک وہ اپنی گمراہی میں اندھے ہو رہے تھے۔ پھر جا لیا اُن کو ہولناک آواز نے سورج نکلتے ہوئے۔ پھر ہم نے اُس شہر کی بلندی کو نیچا ان میں ڈالدیا۔ اور ہم نے اُن پر آگ میں پکے ہوئے مقدر کئے ہوئے پتھر برسائے۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں عبرت پکڑنے والوں کو ✦

> وجاء اهل المدينة يستبشرون قال ان هؤلاء ضيفي فلا تفضحون واتقوا الله ولا تخزون قالوا اولم ننهك عن العالمين ـ قال هؤلاء بناتي ان كنتم فاعلين ـ لعمرك انهم لفي سكرتهم يعمهون ـ فاخذتهم الصيحة مشرقين فجعلنا عاليها سافلها وامطرنا عليهم حجارة من سجيل ان في ذلك لايات للمتوسمين ـ (سورة الحجر) ✦

اور سورہ قمر میں فرمایا ہے کہ جھٹلایا لوط کی قوم نے ڈرانے والوں کو بیشک ہم نے بھیجی اُن پر پتھروں کی بوچھاڑ بجز لوط کے لوگوں کے ہم نے اُن کو بچایا صبح کے وقت اپنے پاس سے انعام کر کے اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں اُس کو جو شکر کرتا ہے اور بیشک اُن کو ڈرایا تھا ہمارے عذاب سے پھر اُنہوں نے تکرار کی ڈرانے والوں سے اور بیشک اُنہوں نے دند مچائی اُس کے یعنی لوط کے مہمانوں سے پھر بیکار کر دیں ہم نے اُن کی آنکھیں پھر وہ چکھیں میرے عذاب اور میرے ڈرانے والوں کا اور بے شبہ گھیر لیا اُن کو بہت سویرے جگہ پر قائم رہنے والے عذاب نے پھر چکھیں میرا عذاب اور میرے ڈرانے والوں کا ✦

> كذبت قوم لوط بالنذر انا ارسلنا عليهم حاصبا الا ال لوط نجيناهم بسحر نعمة من عندنا كذلك نجزي من شكر ولقد انذرهم بطشتنا فتماروا بالنذر ـ ولقد راودوه عن ضيفه فطمسنا اعينهم فذوقوا عذابي ونذر ـ (۵۴-القمر ۳۳ لغایت ۳۹)

سورہ ہود کی اور اُن سورتوں کی جن کا ہم نے ذکر کیا تمام آیتوں پر غور کرنے کے بعد تین امور بحث طلب معلوم ہوتے ہیں ✦

اول سدوم والوں نے کیوں حضرت لوط کا گھر گھیرا اور مہمانوں کو پکڑنا چاہا ✦

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۹﴾	اور بیشک ہم نے بھیجا موسےٰ کو اپنی نشانیوں اور کھلی ہوئی دلیلوں کے ساتھ فرعون کے اور اس کے درباریوں کے پاس پھر انہوں نے (یعنی درباریوں نے) فرعون کے حکم کی پیروی کی اور فرعون کا حکم اچھا نہ تھا ﴿۹۹﴾

دوم ۔ ھولاء بناتی ان کنتم فاعلین سے کیا مطلب ہے ◆

سوم ۔ جو عذاب نازل ہوا وہ کیا تھا اور کیونکر تھا اور سورہ قمر میں جو فطمسنا اعینھم ہے اُس کا کیا مطلب ہے ◆

امر اول کی نسبت علمائے مفسرین کا یہ خیال ہے کہ وہ رسول جن کو اُنہوں نے فرشتے قرار دیا ہے نہایت خوبصورت امرد بنکر آئے تھے اور جب وہ حضرت لوط کے گھر میں آئے تو اُن کی بیوی نے لوگوں سے جا کر کہدیا کہ ہمارے گھر میں ایسے خوبصورت لوگ آئے ہیں کہ اُن سے زیادہ خوبصورت دیکھنے میں نہیں آئے اُن سے زیادہ اچھے کپڑے پہنے کوئی نہیں ہے اور نہ زیادہ خوشبو والا ہے ۔ یہ سُن کر لوط کی قوم اُن پر دوڑ پڑی اور خدا کے اس کلام سے کہ وہ بدکاری کیا کرتے تھے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کا دوڑنا بدکاری کے لئے تھا ◆

انهم كانوا شبابا مردا حسان الوجوه فكان يجيم قومه عليه بسببهم (تفسير كبير سورة الحجر) ◆

فلما دخلت الملائكة دار لوط عليه السلام مضت امرأته عجوز السوء فقالت لقومه دخل دارنا قوم ما رأيت احسن وجوها ولا انظف ثيابا ولا اطيب رائحة منهم فجاء قومه يهرعون اليه اي يسرعون وبين تعالى ان اسراعهم انما كان لطلب الخبيث بقوله ومن قبل كانوا يعملون السيئات ۔
(تفسير كبير سورة هود)

مگر میرے نزدیک یہ تفسیر صحیح نہیں ہے اور نہ اس تفسیر کی بنیاد کسی معتبر روایت پر ہے بلکہ صرف یہودی روایت پر مبنی ہے ۔ خدا کے اس کلام پر کہ " ومن قبل یعملون السیئات " وہی ایک عمل خاص مراد لینا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ بہت سے اور بھی گناہ کرتے تھے لوٹ مار کرتے تھے اپنی مجلسوں میں خراب کام کرتے تھے جیسا کہ سورہ عنکبوت میں بیان ہوا ہے پس " ومن قبل یعملون السیئات " کے عام معنی ہو سکتے ہیں کہ حضرت لوط کا گھر گھیر لینا اور شورہ پشتی کرنا اُن سے کوئی عجیب بات نہیں تھی کیونکہ وہ پہلے ہی شریر و بدذات و برے کام کرنے والے تھے ◆

اس باب میں ہم کو قیاسات وظنیات پر گھر گھیر لینے کا سبب بیان کرنا ضرور نہیں ہے کیونکہ خود قرآن مجید میں اُس کی تصریح موجود ہے سورۃ الحجر میں خدا نے فرمایا ہے کہ جب اُس شہر کے لوگ خوشی خوشی دوڑے آئے تو لوط نے

وجاء اهل المدينة يستبشرون قال ان هؤلاء ضيفي فلا تفضحون واتقوا الله ولا تخزون قالوا اولم ننهك عن العالمين ۔
(سورة الحجر) ◆

يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ (۱۰۰)	آگے چلیگا فرعون اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر لاڈالیگا ان کو آگ میں اور بُری جگہ ان کو لاکر ڈالاگیا (۱۰۰)

کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں ان کو فضیحت مت کرو تو شہر کے لوگوں نے کہا کہ کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا تھا دنیا کے لوگوں سے ✦

جس زمانہ میں حضرت لوط سدوم میں جاکر رہے ہیں اُس زمانہ میں طوائف الملوکی تھی۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کا حاکم یا بادشاہ جدا جدا تھا سدوم کی بھی ایک چھوٹی سی سلطنت خدا تھی صاف صاف قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت لوط وہاں جاکر رہے تو وہاں کے لوگوں نے منع کردیا تھا کہ تم اور لوگوں سے راہ ورسم وآمیزش نہ رکھنا پس جب کہ یہ اجنبی شخص حضرت لوط کے گھر میں آئے اُن لوگوں نے آکر گھیر لیا کہ یہ اجنبی شخص کون ہیں اور اُن کا گرفتار کرلینا چاہا حضرت لوط نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں ان کو مت پکڑو۔ مفسرین کی عادت یہودیوں کی تقلید کرنے کی ہوگئی ہے انہوں نے قرآن مجید کے الفاظ اولم ننھک عن العلمین پر خیال نہیں کیا اور جو کچھ یہودیوں کی روایتوں میں تھا اُسی کو قرآن مجید کی تفسیر میں لکھ دیا ✦

دوسرے امر کو بھی مفسرین نے اپنے خیال کے موید سمجھا ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت لوط نے کہا کہ جس بدخیال سے تم میرے مہمانوں کو لینا چاہتے ہو اُن کے بدلے میں میری بیٹیاں لےلو اور جو کرنا چاہتے ہو اُن کے ساتھ کرو۔ پھر مفسرین کو اس تفسیر کے قرار دینے کے بعد مشکل پیش آئی بعضوں نے کہا کہ بناتی سے مراد حضرت لوط کی اصلی بیٹیاں ہیں اُس پر یہ مشکل پیش ہوئی کہ وہ کیونکر اُن کو ایسا کام کرنے کے لئے دیتے تھے اُس پر یہ قرار دیا کہ مطلب یہ تھا کہ بعد نکاح کے اُن کے ساتھ جو چاہو کرو۔ بعضوں نے کہا کہ بناتی سے لوط کی امت کی بیٹیاں مراد ہیں کیونکہ پیغمبر بمنزلہ باپ کے ہے اور اُس کی امت کی عورتیں بمنزلہ اُس کی بیٹیوں کے ہیں ✦

مگر یہ تفسیر محض غلط ہے جس کی بنا توریت کی متزلزل روایتوں پر مبنی ہے حالانکہ خود توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس میں غلطی ہے۔ غالباً یہ بات صحیح ہے کہ حضرت لوط کی دو بیٹیاں تھیں توریت میں بھی مذکور ہے کہ حضرت لوط نے اُن لوگوں سے جنہوں نے گھر گھیر لیا تھا یہ کہا کہ۔ حال اینک مرا دو دختریست کہ مرد سے را ندانستہ اند تمنا اینکہ ایشاں را بہ شما بیروں آورم و با ایشاں آنچہ در نظر شما پسند است بکنید (کتاب پیدائش باب ۱۹ ورس ۸) ✦

حالانکہ توریت ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لوط کی بیٹیوں کی شادی ہوچکی تھی اور اُن کے شوہر موجود تھے چنانچہ توریت میں اسی قصہ کے بیان میں لکھا ہے کہ۔ پس لوط بیروں

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۱﴾	اُن کے پیچھے لگائی گئی لعنت اس دنیا میں اور قیامت کے دن ہیں بُرے عطیہ پر بُرا عطیہ دیا گیا یعنی لعنت پر لعنت ﴿۱۰۱﴾

رفتہ و بہ داماد انش کہ دختران اش را بنکاح آوردہ بودند متکلم شدہ گفت (کتاب پیدایش باب ۱۹ ورس ۱۴) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن عورتوں کو حضرت لوط نے بیٹیاں کہا وہ اُن کی صلبی بیٹیاں نہ تھیں +

بنت اور بنوث کا لفظ عبری زبان میں عام عورتوں پر بولا جاتا ہے جیسا کہ کتاب امثال سلیمان باب ۳۱ ورس ۲۹ میں استعمال ہوا ہے۔ پس توریت میں جو لفظ بنوث اور قرآن مجید میں لفظ بناتی آیا ہے اُس سے ایسی عورتیں مراد ہیں جو حضرت لوط کے ہاں کسی تعلق سے موجود تھیں اور کیا عجب ہے کہ لونڈیاں ہوں کیونکہ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط جب مصر سے واپس آئے ہیں تو متمول اور مالک مویشی و صاحب لونڈی و غلام کے تھے +

اس بات کی تردید کہ حضرت لوط نے اُن لوگوں سے جنہوں نے اُن کا گھر گھیر لیا تھا یہ کہا تھا کہ جس خیال سے تم میرے مہمانوں کو پکڑنا چاہتے ہو اُس کے بدلے میری بیٹیاں لیلو اور ان کے ساتھ جو چاہو سو کرو خود قرآن مجید سے ثابت ہوتی ہے +

اول یہ کہ قرآن مجید سے پایا جاتا ہے کہ قوم لوط عورتوں کے ساتھ بھی اسی قسم کی بدفعلی کرتی تھی جیسے کہ امردوں کے ساتھ کرتی تھی قرآن مجید میں آیا ہے کہ وہ لوگ مردوں کے پاس یعنی لونڈوں کے پاس جاتے تھے اور جوروؤں میں بھی جو طریقہ کہ اُن کے لئے خدا نے

اتاتون الذکران من العالمین و تذرون ماخلق لکم ربکم من ازواجکم بل انتم قوم عادون۔ (سورۂ شعرا)

پیدا کیا ہے اُس کو بھی چھوڑ دیا تھا یعنی خلاف فطرت انسانی اپنی جوروؤں کے ساتھ بھی بدفعلی کرتے تھے۔ پس کیا حضرت لوط اُن عورتوں کو خواہ وہ اُن کی بیٹیاں ہوں یا اور کوئی اس لئے اُن کو حوالہ دیتے تھے کہ جس طرح وہ امردوں کے ساتھ بدفعلی کرتے ہیں اُس کے بدلے اُن کے ساتھ بدفعلی کریں نعوذ باللہ حاشا و کلا +

دوسری یہ کہ جب حضرت لوط نے کہا کہ یہ میری اچھی بیٹیاں تمہارے لئے ہیں اُن کو ماخوذ کرلو اور میرے مہمانوں کو ذلیل مت کرو تو اُن لوگوں نے کہا کہ تو واقف ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں میں یعنی اُن کے گرفتار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور تو جانتا ہے جو ہم چاہتے ہیں یعنی اُن اجنبی آدمیوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہنا کہ ہم کو تیری بیٹیوں میں حق نہیں ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ

لقد علمت مالنافی بناتک من حق وانک تعلم ما نرید۔ (سورۂ ہود) +

<table>
<tr>
<td>وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۳﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰي وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۵﴾</td>
<td>اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا ولیکن انھوں نے آپ پر ظلم کیا پھر اُن کے کچھ کام نہ آئے اُن کے معبود جن کو وہ پکارتے تھے اللہ کے سوا۔ کچھ بھی نہیں جبکہ آیا حکم تیرے پروردگار کا اور کچھ زیادہ نہ کیا اُنھوں نے بجز ہلاکت کے ﴿۱۰۳﴾ اور اسی طرح تیرے پروردگار کا پکڑنا ہے جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظالم ہوتی ہیں بیشک اُس کا پکڑنا سخت دکھ دینے والا ہے ﴿۱۰۴﴾ بیشک اس میں نشانی ہے اُس کے لئے جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے یہ ایک دن ہے کہ جمع کئے جاوینگے اُس میں آدمی اور یہ دن ہے سب کے حاضر کئے جانے کا ﴿۱۰۵﴾</td>
</tr>
</table>

اُن لوگوں میں حق ہے یعنی اُن کے گرفتار کرنے کا حق ہے ۔ پس اگر وہ حق اُن کے ساتھ بدکاری کا سمجھا جاوے تو کیسی غلطی ہے بلکہ وہ حق صرف یہ تھا کہ جو اجنبی لوگ اُن کے شہر میں آکر حضرت لوط کے گھر میں چھپے تھے اُن کو گرفتار کریں پس قرآن مجید سے جو امر ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت لوطؑ ان عورتوں کو بطور اول ضمانت کے اُن لوگوں کو حوالہ کرنا چاہتے تھے اور یہ درخواست کرتے تھے کہ ان کے مہانوں کو گرفتار کر کے ذلیل نہ کریں +

اس بیان پر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اگر صرف بطور اول یعنی بطور ضمانت عورتوں کو سپرد کرنا منظور تھا تو " ھن اطہر لکم " یعنی وہ پاکیزہ تر ہیں تمہارے لئے کیوں فرمایا +

مگر یہ فرمانا اُس بدخیال کا جو مفسرین نے قرار دیا ہے ثبوت نہیں ہوسکتا اور نہ اُس مدعا کے برخلاف ہے جو ہم نے بیان کیا ہے +

اول سورۃ الحجر میں ھن اطہر لکم ۔ کے الفاظ نہیں ہیں ۔ اُس میں صرف یہ لفظ ہیں کہ ۔ ھؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین +

دوسرے یہ کہ ۔ ھن اطہر لکم ۔ کے ہونے سے سورۃ الحجر کی آیت کے مطلب پر کچھ زیادتی اور سورۃ الحجر کی آیت میں اُن لفظوں کے نہ ہونے سے سورہ ہود کی آیت کے مطلب سے کچھ کمی لازم نہیں آتی ھن اطہر کی دو قرائتیں ہیں مشہور قرأت میں اطہر کی رے کا پیش ہے اور دوسری قرأت میں اطہر کی رے کا زبر ہے یعنی نصب ہے جن لوگوں نے رے کا زبر پڑھا ہے وہ اس کو حال قرار دیتے ہیں اور از روے قواعد نحوی کے اس کی دو ترکیبیں قرار دیتے ہیں ایک صورت میں لفظ ھن حال اور ذوالحال میں فصل واقع ہوتا ہے اور

وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۶﴾	اور ہم اُس کو ڈھیل میں نہیں ڈالتے مگر ایک وقت شمار کیے گئے یعنی وقت معین تک ﴿۱۰۳﴾ جس دن کہ آویگا کوئی شخص نہ بولیگا مگر خدا کے حکم سے پھر کچھ اُن میں بدبخت ہونگے اور کچھ نیک بخت ﴿۱۰۴﴾ پھر جو بدبخت ہوئے تو وہ آگ میں ہونگے اُن کے اُس میں بھینکنا ہے اور ڈھینچنا ہے ﴿۱۰۵﴾ ہمیشہ رہینگے جب تک ہیں آسمان و زمین (یعنی ہمیشہ ہمیشہ) مگر جب کہ چاہے تیرا پروردگار بیشک تیرا پروردگار کرتا ہے جو چاہتا ہے ﴿۱۰۶﴾

اُس کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری صورت میں ھن فصل واقع نہیں ہوتا اور اس پر کوئی اعتراض نحوی بھی وارد نہیں ہوتا صرف اتنی بات ہے کہ اطھر کی رے کو منصوب پڑھنا مشہور قرات کے برخلاف ہے چنانچہ اس کی بحث تفسیر کبیر و تفسیر کشاف میں مندرج ہے ہم دونوں تفسیروں کی عبارت نقل کرتے ہیں جس دوسری ترکیب نحوی کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ تفسیر کشاف میں مذکور ہے +

تفسیر کبیر کی عبارت حاشیہ پر ثبت ہے اُس میں لکھا ہے کہ عبد الملک بن مروان اور حسن اور عیسے بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ اُن لوگوں نے ھن اطھر لکم فتح کے ساتھ پڑھا ہے حال کی بنا پر جیسا کہ ہم نے خدا کے اس قول میں ذکر کیا ہے وھذا بعلی شیخا مگر یہ کہ اکثر نحویوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ غلطی ہے اور کہا ہے کہ اگر ھولاء بناتی ھن اطھر فتحہ کے ساتھ پڑھا جاوے تو خدا کے اس قول کے مشابہ ہوگا وھذا بعلی شیخا مگر یہ کہ ھن کا لفظ بیچ میں آگیا ہے اور یہ امر اس بات کو روکتا ہے کہ اطھر کو فتحہ سے پڑھا جاوے اس بحث کو لوگوں نے بہت بڑھایا ہے +

روی عن عبد الملک بن مروان والحسن وعیسی بن عمر انہم قرؤا ھن اطھر لکم بالنصب علی الحال کما ذکرنا فی قولہ تعالی وھذا بعلی شیخا اکثر النحویین اتفقوا انہ خطاء قالوا لو قرء ھولاء بناتی ھن اطھر بالفتح کان ھذا نظیر قولہ وھذا بعلی شیخا الا ان کلمۃ ھن قد وقعت فی البین وذلک یمنع من جعل اطھر بالفتح حالا وطولوا فیہ (تفسیر کبیر) +

تفسیر کشاف کی عبارت حاشیہ پر ثبت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ابن مروان نے ھن اطھر لکم کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے سیبویہ نے اس کو ضعیف لکھا ہے اور کہا ہے کہ ابن مروان اپنی غلطی میں بگڑ گیا۔ اور عمرو بن علاء

قرء ابن مروان ھن اطھر لکم بالنصب وضعفہ سیبویہ وقال احتبی ابن مروان فی لحنہ وعن ابی عمرو بن العلاء من قرأ ھن اطھر بالفتح فقد تربع فی لحنہ وذلک لان انتصابہ علی ان یجعل حالا قد عمل

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً
غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۱۰﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ
مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا
كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِنَّا
لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ
مَنْقُوْصٍ ﴿۱۱۱﴾

اور جو لوگ نیک بخت ہوئے تو وہ جنت میں ہونگے ہمیشہ
رہینگے اُس میں جب تک ہیں آسمان و زمین (یعنی ہمیشہ
ہمیش) مگر جب کہ چاہے تیرا پروردگار بطور بخشش کے
جو منقطع نہیں ﴿۱۱۰﴾ پس تو تردد میں مت ہو اُس سے
کہ یہ لوگ پرستش کرتے ہیں۔ وہ پرستش نہیں کرتے
مگر اسی طرح جس طرح پرستش کرتے تھے اُن کے باپ دادا
پہلے سے اور بیشک و شبہ ہم پورا دینگے اُن کو اُن کا
حصہ بغیر گھٹائے ہوئے کے ﴿۱۱۱﴾

فیها مافی هؤلاء من معنی الفعل کقوله هذا بعلی شیخا او ینصب هؤلاء بفعل مضمر کانه قیل خذوا هؤلاء و بناتی بدل ویعمل هذا المضمر فی الحال وهن فصل وهذا لا یجوز لان الفصل مختص بالوقوع بین جزئی الجملة ولا یقع بین الحال وذی الحال وقد خرج له وجه لا یکون هن فیه فصلا وذالک ان یکون هؤلاء مبتداء وبناتی هن جملة فی موضع خبر المبتداء کقولک هذا اخی هو ویکون اطهر حالا۔

(تفسیر کشاف) +

ہے کہ جس شخص نے ھن اطھر کو فتحہ کے ساتھ پڑھا وہ بڑی غلطی میں چار زانو ہو کر بیٹھا۔ اور یہ اس لئے کہ اس کا فتحہ پڑھنا اس بنا پر ہوگا کہ حال قرار دیا جاوے اور اس کا عامل معنی فعلیہ ہو جو ھؤلاء میں موجود ہے جیسے کہ خدا کے اس قول میں ھذا بعلی شیخا یا یہ کہ ھؤلاء کو فتحہ دیا جاوے فعل مضمر سے گویا یوں کہا گیا ہے خذوا ھؤلاء اور بناتی بدل ہو اور یہ مضمر حال میں عمل کرے ھن بیچ میں فصل واقع ہوا ہے لیکن یہ جائز نہیں کیونکہ فصل صرف جملہ کی دو جزوں میں واقع ہوتا ہے حال ذوالحال میں فصل نہیں واقع ہوتا ہے۔ مگر اس کی ایک اور وجہ نکالی گئی ہے جس میں ھن کو فصل ماننا نہیں پڑتا وہ یہ کہ ھؤلاء مبتدا ہو اور بناتی ھن پورا جملہ موضع خبر میں ہے جیسے کہ تیرا قول ھذا اخی ہو۔ اور اطھر حال قرار دیا جاوے (تفسیر کشاف) +

غرض کہ اس میں کچھ کلام نہیں ہے کہ چند علماء مفسرین و نحویین نے ھن اطھر کو حال قرار دیا ہے میں بھی اس کا حال ہونا تسلیم کرتا ہوں اور ہمیشہ قرأت مشہورہ کا اختیار کرنا پسند کرتا ہوں اس لئے اطھر کو مضموم پڑھتا ہوں اور باایں ہمہ حال ذوالحال قرار دیتا ہوں +

جملہ حالیہ پر سے واو حالیہ کا حذف کر دینا جائز ہے پس تقدیر کلام کی یہ ہے۔ کہ ھؤلاء بناتی وھن اطھر لکم۔ یعنی یہ میری بیٹیاں ہیں (اور) وہ پاکیزہ ہیں تمہارے لئے مبتدا و خبر کے درمیان میں جملہ معترضہ حالیہ واقع ہوا ہے اور یہ جائز ہے پوری ترتیب یوں ہے۔ ھؤلاء بناتی لکم وھن اطھر +

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۲﴾

اور بیشک ہم نے دی موسےٰ کو کتاب (یعنی توریت) پھر اختلاف کیا گیا اُس میں اور اگر نہ ہو چکا ہوتا حکم پہلے سے تیرے پروردگار کا تو البتہ فیصلہ کر دیا جاتا اُن میں اور بیشک وہ اُس سے بڑے شک میں ہیں شبہ کرنے والے ﴿۱۱۲﴾

الفیہ ابن مالک میں لکھا ہے کہ جملہ حالیہ جب کہ فعل مضارع مثبت نہ ہو تو آتا ہے صرف واو کے ساتھ یا صرف ضمیر کے ساتھ یا دونوں کے اور اُس کا شعر یہ ہے :-

وجملۃ الحال سوے ماقدما بواو او بمضمر او بهما

اور غایت التحقیق شرح کافیہ میں اُس کی یہ مثال دی ہے ۔ کلمتہ فوہ الی فی تقدیر کلام کی یہ ہے کلمتہ وفوہ الی فی مگر واو کو محذوف کر دیا ہے +

پس جب کہ حضرت لوط اُن عورتوں کو بطور اول یعنی ضمانت کے اُن لوگوں کو سپرد کرنا چاہتے تھے تو اُن کی عظمت ظاہر کرنے کو اُنہوں نے کہا کہ ھن اطھر ۔ نہ اس مقصد سے جس کا خیال مفسروں نے یہودیوں کی روایتوں کی تقلید سے کیا ہے +

قرآن مجید میں متعدد ایسے قصے بیان ہوئے ہیں جو توریت میں بھی مذکور ہیں مگر اُن قصوں کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا ہے جس سے وہ غلطیاں جو توریت میں اُن قصوں کی نسبت ہیں دور ہو جاتی ہیں پس اُن قصوں کی تفسیر میں ہر جگہ توریت کی اور یہودیوں کی روایتوں کی تقلید کرنا صریح غلطی ہے بلکہ سب سے مقدم قرآن مجید کے لفظوں پر غور کرنا چاہئے کہ اُن سے کیا مطلب حاصل ہوتا ہے اگر وہی مطلب حاصل ہو جو توریت میں ہے تو توریت یا یہودیوں کی روایت کو اُس کی تفسیر میں بیان کرنا کچھ مضائقہ نہیں ہے مگر قرآن مجید کے الفاظ کو خواہ نخواہ توریت یا یہودیوں کی روایتوں کے مطابق پھیر پھار کر لانا صریح غلطی ہے +

تیسرا امر جو عذاب نازل ہونے سے متعلق ہے قدرتی قانون پر مبنی ہے ۔ اور جس طرح خدا تعالےٰ اُن تمام واقعات کو جو قانون قدرت کے مطابق ہوتے ہیں انسانوں کے گناہوں کی طرف نسبت کیا کرتا ہے اور جس کی وجہ ہم اپنی تفسیر میں بتا چکے ہیں ۔ اسی طرح اس قدرتی واقعہ کو بھی سدوم کے لوگوں کے گناہوں سے منسوب کیا ہے +

مفسرین نے جو لغو و بیہودہ باتیں اپنی تفسیروں میں لکھی ہیں کہ حضرت جبریل اُس قطعہ زمین کو اپنے پروں پر اُٹھا کر آسمان تک لے گئے اور پہلے آسمان کے اس قدر قریب پہنچے کہ آسمان کے فرشتوں نے کتوں کے بھونکنے اور مرغوں کے اذان دینے کی آواز سُنی یہ سب محض غلط اور

وَإِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۱۱۳﴾	اور بیشک ہر ایک اُن دونوں میں کا جس وقت کہ (ہوگا) پورا دیگا تیرا پروردگار اُن کے عملوں کا (بدلا) بیشک وہ اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے ﴿۱۱۳﴾

موضوع کہانیاں ہیں جن کی مذہب اسلام میں کچھ بھی اصلیت نہیں ہے ✦

سدوم و عموراہ و ادما و زبوئیم یہ چار شہر اور بقول اسٹرابو کے چار یا اور نو اور کل تیرہ شہر اُس مقام پر واقع تھے جہاں اب ڈیڈ سی یعنی سمندر مردہ جس کو عربی جغرافیہ دان بحر لوط کہتے ہیں واقع ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بحر لوط کے گرد جو ملک کی حالت ہے اس سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ آتش خیز پہاڑوں کے لاوے کے نشان اب بھی پائے جاتے ہیں اور اب بھی زلزلے کثرت سے آتے ہیں ✦

علاوہ اس کے سدوم کی گھاٹی میں نفط کی کان تھی اور جا بجا نفط کے بہت بڑے بڑے غار تھے اور اسی وجہ سے اس شہر کا نام سدوم رکھا گیا تھا۔ توریت کتاب پیدائش باب ۱۴ ورس ۱۰ میں لکھا ہے کہ "سدوم از چاہ ہائے گل چرب پر بود" گل چرب جس کو لکھا ہے وہی نفط کا مادہ ہے جو پانی پر آجاتا تھا اور مٹی میں بھی ملا ہوا ہوتا تھا۔ اور یہ آتش گیر مادہ ہے جس میں حرارت سے دھواں اُٹھتا ہے اور کبھی کبھی زیادہ حرارت سے بھڑک جاتا ہے ✦

جغرافیہ کے محققوں نے لکھا ہے کہ "اکثر اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ ڈیڈ سی یعنی بحر لوط سے دھوئیں کے بادل اُٹھتے ہیں اور اُس کے کنارہ پر نئے سوراخ پائے جاتے ہیں۔ آج تک بحر لوط میں ایک قسم کا مادہ جس کو انگریزی میں اسفالٹس کہتے ہیں اور نفط کی ایک قسم ہے پانی کے اوپر آجاتا ہے ✦

غرضکہ اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ جہاں سدوم و عموراہ وغیرہ شہر آباد تھے وہاں آتشیں پہاڑ تھے اور نفط یا گندھک کی کانیں کثرت سے تھیں۔ آتشیں پہاڑ کے پھٹنے اور نفط یا گندھک کے مادہ میں آگ لگ جانے سے وہ تمام شہر غارت ہوئے اور زمین کی وہ موٹی تہ جو نفط کے مادہ سے بنی ہوئی تھی پھٹ گئی اور جل گئی اور تمام قطعہ زمین کا دھنس گیا اور پانی جو اُس تہ کے نیچے تھا اوپر آگیا اور ایک بہت بڑی جھیل پیدا ہوگئی جو اب ڈیڈ سی یا بحر لوط کے نام سے مشہور ہے اور دنیا میں عجائبات سے ہے ✦

قرآن مجید سے اس حادثہ کا واقع ہونا اس طرح پر معلوم ہوتا ہے کہ غالباً اُس شام کو جب کہ قوم لوط نے جاکر حضرت لوط کا گھر گھیرا وہ آتش خیز پہاڑ اور نفط یا گندھک کی کانیں جلنی شروع ہوئیں اور کچھ شبہ نہیں ہوسکتا کہ اُن کا دھواں تمام شہر میں گھٹ گیا ہوگا اور قوم لوط جو حضرت

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ ﴿۱۱۳﴾ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿۱۱۷﴾

پھر تو مستقیم رہ جس طرح کہ تجھ کو حکم کیا گیا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی ہے تیرے ساتھ اور حد سے آگے مت بڑھو بیشک وہ اُس کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے ﴿۱۱۲﴾ اور مت جھکو اُن کی طرف جو ظلم کرتے ہیں کہ پھر چھوئے تم کو آگ اور نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست پھر تم کو مدد نہیں دیجاویگی ﴿۱۱۳﴾ اور قایم کر نماز دن کے دونوں طرفوں میں یعنی نماز فجر و نماز مغرب اور کچھ رات گئے یعنی نماز عشا بیشک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو ﴿۱۱۴﴾ صبر کر بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیک کام کرنے والوں کا ﴿۱۱۵﴾ پھر کیوں نہ ہوئے تھے اگلے وقتوں میں تجھ سے پہلے سمجھ والے کہ منع کرتے فساد کرنے سے زمین میں بجز تھوڑے لوگوں کے جن کو ہم نے اُن میں سے نجات دی اور جو لوگ ظالم تھے اُنہوں نے پیروی کی اُس کی جس میں اُن کو آسودگی تھی (دنیا میں) اور وہ تھے گنہگار ﴿۱۱۶﴾ اور نہیں ہے تیرا پروردگار کہ ہلاک کرے بستیوں کو ظلم سے اور اُس کے لوگ نیک کام کرنیوالے ہوں ﴿۱۱۷﴾

لوط کا گھر گھیرے ہوئے تھی شہر میں دھواں گھٹ جانے کے سبب کامیاب نہ ہو سکی اندھیری کے سبب اُن کو کچھ نہ دکھائی دیتا ہوگا اور دھوئیں کے سبب اُن کی آنکھیں بیکار ہو گئی ہوں گی

ولقد راودوہ عن ضیفہ فطمسنا اعینہم۔ (سورۂ قمر) ◆ جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے سورۂ قمر میں فرمایا ہے کہ بیشک اُنہوں نے دُندمچائی لوط کے مہمانوں سے پھر بیکار کردیں ہم نے اُن کی آنکھیں ◆

مفسرین نے فطمسنا اعینہم کے معنی لکھے ہیں کہ اُن کو اندھا کر دیا اور یہ امر قرار دیا ہے کہ اُن فرشتوں نے جو حضرت لوط کے ہاں آئے ہوئے تھے بطور اعجاز کے اُن کو اندھا کر دیا اور اُن کو حضرت لوط کے مکان کا دروازہ جس کو وہ توڑ کر اندر جانا چاہتے تھے نہیں ملا ◆

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً
وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا
مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ
وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾
وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ
مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ
فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ
وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾
وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
اِنَّا عٰمِلُوْنَ
وَانْتَظِرُوْا اِنَّا
مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اور اگر چاہے تیرا پروردگار تو کر دے تمام لوگوں کو ایک گروہ (یعنی ایک ملت پر) ہمیشہ رہیں گے اختلاف کرنے والے مگر جس پر کہ رحم کیا تیرے پروردگار نے اور اسی کے لئے ان کو پیدا کیا ہے اور پورا ہوا حکم تیرے پروردگار کا کہ البتہ میں بھر دونگا جہنم کو جنوں سے اور آدمیوں سے سب (۱۱۹) اور اس ہر ایک چیز کو ہم تجھ پر بیان کرتے ہیں پیغمبروں کی خبروں میں سے جس سے تسلی دیتے ہیں ہم تیرے دل کو اور آئی ہے تیرے پاس اس میں (یعنی اس سورۃ میں) سچی بات اور نصیحت اور نصیحت واسطے مسلمانوں کے (۱۲۱) اور کہدے ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے عمل کرو اپنے طور پر اور بیشک ہم بھی عمل کرنے والے ہیں اور انتظار کرو بیشک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں (۱۲۲)

لیکن جو روایت کہ انہوں نے بیان کی ہے اس کی کوئی معتبر سند نہیں ہے اور نہ اعجاز کی کچھ حاجت ہے جب کہ آتشیں پہاڑوں کا اور زمین کی گندھک و نفط میں آتش پیدا ہوئی اس کے دھوئیں کے گھٹ جانے سے ان کی آنکھیں بیکار ہوگئیں اور دکھائی دینے سے رہگیا اسی کی نسبت خدا نے فرمایا کہ۔ فطمسنا اعینہم +

یہ حال دیکھ کر ان تینوں شخصوں نے جو حضرت لوط کے ہاں آئے ہوئے تھے سمجھا کہ آتش فشانی زیادہ ہونے والی ہے اور حضرت لوط کو صلاح دی کہ یہاں سے بھاگ چلو چنانچہ سورہ ہود میں آیا ہے کہ ان لوگوں نے کہا اے لوط ہم تیرے خدا کے بھیجے ہیں سو تو اپنے اہل کو پیکرات کے حصہ میں نکلجا اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی کہ اس کو بھی وہی پہنچنے والا ہے جو اوروں کو پہنچا ہے۔ بے شبہ ان کا وعدہ صبح کا وقت ہے کیا صبح قریب نہیں +

، قالوا یالوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد الا امراتک انہ مصیبہا ما اصابہم ان موعدہم الصبح الیس الصبح بقریب (سورۃ ھود) +

اور سورہ حجر میں یہ ہے کہ اپنے اہل کو پیکر نکلجا اور ان کے پیچھے چلا جا اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہاں تم کو حکم دیا جاتا ہے

فاسر باھلک بقطع من اللیل واتبع

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾	اور اللہ ہی کے لئے ہیں تمام چھپی ہوئی باتیں آسمانوں کی اور زمین کی اور اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے کام سب کا سب پھر عبادت کر اُس کی اور بھروسہ کرو اُس پر اور نہیں ہے تمہارا پروردگار بے خبر اُس چیز سے جو تم کرتے ہو ﴿۱۲۳﴾

ادبارھم ولا یلتفت منکم احد وامضوا حیث تؤمرون۔ وقضینا الیہ ذلک الامر ان دابر ھؤلاء مقطوع مصبحین۔ — ہم نے اُس کی طرف یہ طے کر دیا کہ اُن کا پچھا صبح کے وقت کٹ جائیگا +

ولا یلتفت منکم احد۔ یعنی کوئی مڑ کر نہ دیکھے (سورۂ حجر) + اس سے غرض وہاں سے جلد چلے جانے کی تاکید ہے۔ جیسے کہ خدا نے حضرت آدم کی نسبت کہا تھا ولا تقربا ھذہ الشجرۃ یعنی پاس نہ جانا اس درخت کے۔ مگر حضرت لوط کی بیوی جو ایمان والوں میں نہ تھی اُس نے اس نصیحت کو نہیں مانا اور اُس عذاب میں مبتلا ہو کر مرنے والوں کے ساتھ مر گئی +

جن لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ حضرت لوط کی بیوی بھی ساتھ بھاگی تھی مگر اس نے بھاگتے میں جو مڑ کر دیکھا تو نمک کی ہو گئی یا مڑ کر دیکھنے کے سبب مر گئی اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور نہ قرآن مجید سے یہ بات پائی جاتی ہے +

سُوْرَۃُ یُوْسُفَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
الٓرٰ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ⑴
اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمۡ
تَعۡقِلُوۡنَ ⑵ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡكَ اَحۡسَنَ
الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ
وَاِنۡ كُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ
الۡغٰفِلِیۡنَ ⑶ اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡهِ
یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ
كَوۡكَبًا وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ
رَاَیۡتُهُمۡ لِیۡ
سٰجِدِیۡنَ ⑷

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان
الٓر - یہ آیتیں ہیں بیان کرنے والی کتاب کی ⑴
بیشک ہم نے اُس کو نازل کیا ہے قرآن عربی زبان کا
تاکہ تم سمجھو ⑵ ہم قصہ سُناتے ہیں تجھ کو قصوں میں کا سب سے
اچھا ساتھ اُس کے کہ ہم نے وحی کیا ہے تجھ کو یہ قرآن اور
ہاں تو تھا اس سے پہلے غافلوں میں سے (یعنی تجھ کو اس
بات سے کہ اس قصہ کی وحی ہوگی غفلت تھی) ⑶
جس وقت کہا یوسف نے اپنے باپ کو کہ اے میرے باپ
بیشک میں نے دیکھا (یعنی خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور
چاند اور سورج کو - میں نے اُن کو دیکھا اپنے لئے سجدہ
کرنے والے ⑷

⑷ (انی رایت) یہ حضرت یوسف کا خواب ہے - خواب کی نسبت بہت کچھ کہا گیا ہے اور لکھا گیا ہے مگر اس زمانہ میں علم فزیالوجی[1] اور سیکالوجی[2] نے بہت ترقی کی ہے اور اعضائے انسانی کے خواص و افعال کو بہت تحقیقات کے بعد منضبط کیا ہے اس لئے ہم کو دیکھنا چاہئے کہ خواب کی نسبت اُس تحقیقات سے کیا امور ثابت ہوتے ہیں اور ہمارے ہاں کے علما اور حکما نے اس کی نسبت کیا لکھا ہے اور درحقیقت خواب ہے کیا چیز چنانچہ ہم ان سب امور کو اس مقام پر مختصراً بیان کرتے ہیں +

یہ امر مسلم ہے اور ہر شخص یقین کرتا ہے کہ تمام اعضائے انسانی پر دماغ حکومت کرتا ہے انسان کا سر چند ہڈیوں سے جسے کھوپڑی کہتے ہیں جڑا ہوا ہے کھوپڑی کی بناوٹ اور اس کے جوڑوں اور جوڑوں کی درزوں کی ترکیب جو ہر انسان میں کسی نہ کسی قدر مختلف ہوتی ہیں جداگانہ خاصیتیں رکھتی ہیں پھر کھوپڑی کے اندر بھیجا ہوتا ہے جسے مخ کہتے ہیں جس میں بے انتہا باریک ریشے یا رگیں ہوتی ہیں اُسی میں ایک شاخ گردن سے ریڑھ کی ہڈی کے فقرات میں چلی گئی ہے اور دماغ ہی سے نکلے ہوئے پٹھے اور رگیں اور ریشے سینہ میں اور تمام اعضا میں پھیلے ہوئے ہیں تمام حس و حرکت جو انسان کرتا ہے وہ دماغ کے سبب کرتا ہے - اُن پٹھوں اور ریشوں اور

[1] علم افعال اعضاء ۔ [2] علم النفس ۔ علم قوائے ذہنیہ (احمد پاشا) +

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ
عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ
كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ
عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵ وَكَذٰلِكَ
يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ
تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ
عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا
عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ
اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶

یوسف کے باپ یعنی یعقوب نے کہا کہ اے میرے بیٹے تو نہ بیان کرنا قصہ اپنی خواب کا اپنے بھائیوں پر وہ مکر کرینگے تیرے لئے کسی طرح کا مکر بیشک شیطان انسان کے لئے ہے دشمن علانیہ (۵) اور جس طرح کہ تجھ کو خدا نے برگزیدہ خواب دکھایا ہے اسی طرح تجھ کو برگزیدہ کریگا اور تجھ کو سکھلائیگا علم حوادث عالم کے مآل کا اور پورا کریگا اپنی نعمت کو تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر جس طرح اس کو پورا کیا ہے اس سے پہلے تیرے دادا پردادا ابراہیم و اسحق پر بیشک تیرا پروردگار جاننے والا ہے حکمت والا (۶)

رگوں میں بعض تو ایسے ہیں کہ شے محسوس کا اثر دماغ پر پہنچا دیتے ہیں جب انسان اس کو حس کرتا ہے اور اگر ان کے ذریعہ سے اثر نہ پہنچے تو انسان کسی شے کو حس نہ کرے نہ روشنی کو جان سکے نہ کسی کو دیکھ سکے نہ آواز کو سن سکے نہ ذائقہ کو پہچانے نہ کسی چیز کے چھونے کو جانے ❖

جب ان محسوسات کا اثر دماغ پر پہنچتا ہے تو دماغ میں ان پٹھوں اور رگوں اور ریشوں کو تحریک ہوتی ہے جو محرک کہلاتے ہیں اور ان سے ایک قسم کا تغیر دماغ میں پیدا ہوتا ہے اور جب تک وہ تغیر رہتا ہے وہ شے محسوس بھی سامنے رہتی ہے اور انہی محسوسات کے ذریعہ سے انسان کے اعضا حرکت کرتے ہیں۔ جو حرکت قصد و ارادہ سے ہو وہ حرکت ارادی ہے مگر جب وہ حرکت دفعۃً بلا قصد و بلا سوچے سمجھے ہو تو وہ حرکت طبعی کہلاتی ہے جیسے خوف کی حالت میں ہو جاتی ہے ❖

علاوہ اس کے دماغ میں ایک قوت ہے جس میں تمام خارجی چیزوں کی جن کو ہم نے دیکھا ہے تصویریں بطور نقش کے محفوظ ہوتی ہیں اور اس لئے وہ سب ہم کو یاد رہتی ہیں اور یہی سبب ہے کہ باوجود موجود نہ ہونے اس شے کے اس کی صورت کا بعینہ ہم تصور کر لیتے ہیں اور اگر ان محفوظ نقشوں میں کچھ دھندلاپن آجاتا ہے تو ان چیزوں کو بھول جاتے ہیں یا یاد دلانے سے یاد آتی ہیں اور جب منقش نہیں رہتیں تو بالکل یاد نہیں آتیں ❖

علاوہ اس کے دماغ میں یہ قوت بھی ہے کہ جس شے کو ہم نے دیکھا ہے اس کے اجزا کو علیحدہ کر کے اپنے خیال کے سامنے لے آویں مثلاً ہاتھی کی صرف سونڈ ہی کا یا صرف اس کے کانوں ہی کا تصور خیال کے سامنے لے آویں۔ اور یہ بھی قوت ہے کہ متعدد چیزیں جو ہم نے دیکھی ہیں ان کے اجزا کا علیحدہ علیحدہ تصور کر کے ایک کے اجزا کو دوسرے میں یا چند کے اجزا کو

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ (٧) اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ (٨) اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ (٩)	بیشک تھیں یوسف میں اور اُس کے بھائیوں میں کچھ نشانیاں جو پوچھا کبھی کرنے والے تھے (٧) جب کہ اُنہوں نے کہا کہ یوسف اور اُس کا بھائی زیادہ پیارا ہے ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ایک قوی گروہ ہیں بیشک ہمارا باپ صریح گمراہی میں ہے (٨) مار ڈالو یوسف کو یا اُس کو پھینک آؤ کسی زمین میں تا کہ صرف تمہارے باپ کی توجہ تمہارے لئے ہو جاوے اور اس کے بعد تم ہو جاؤ ایک اچھے گروہ (٩)

ایک میں جوڑ دیں - مثلاً ہم نے بکری اور مور اور انسان کو دیکھا ہے تو وہ قوت بکری کے سر کو علیحدہ اور مور کے دھڑ کو علیحدہ تصور کر کے مور کے دھڑ پر بکری کا سر لگا ہوا تصور کر کے خیال کے روبرو لے آویگی - یا انسان میں مور کے بازو لگے ہوئے تصور کر کے پردار انسان یا پردار فرشتہ اپنے خیال میں بنالیگی - اسی طرح مختلف اور عجیب عجیب صورتیں جن کا کبھی وجود دنیا میں نہیں ہوا بنا کر خیال میں جلوہ نما کرتی ہے +

وہی قوت کبھی ایسا کرتی ہے کہ اجزائے مختلفہ کی ترکیب تو نہیں دیتی بلکہ چھوٹی چیز کو اس قدر بڑا بنا کر خیال میں لے آتی ہے کہ ایک نہایت مہیب صورت بن جاتی ہے مثلاً آدمی کے قد کو تاڑ سے بھی لمبا اُس کے سر کو گنبد سے بھی بڑا اُس کے ہاتھوں کو کھجور کے درخت سے بھی زیادہ اُس کے دانتوں کو عجیب بے ہنگم طور کی بنی ہوئی خیال کے سامنے حاضر کر دیتی ہے +

یہ تمام اعضا انسان کے اوقات معینہ تک کام کرتے رہتے ہیں اور زمانہ معینہ تک آرام کرتے ہیں یا کسی امر غیر طبعی سے معطل ہو جاتے ہیں اور انسان بیہوش ہو جاتا ہے - حالت مرض میں جب یہ حالت طاری ہوتی ہے تو بیہوشی اور غشی کہلاتی ہے اور حالت صحت میں اُس کو نیند کہتے ہیں +

مگر چونکہ دماغ میں تمام ادراکات کے لئے جداگانہ حصے معین ہیں اس لئے حالت غشی و نیز حالت نیند میں دماغ کے بعض حصے معطل یا آرام میں ہوتے یا سو جاتے ہیں اور بعض حصے کام کرتے یا جاگتے رہتے ہیں - اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ بعضی دفعہ بیہوشی طبعی و غیر طبعی میں بھی انسان ایسی باتیں یا کام کرتا ہے جو حالت ہوش یا بیداری میں کرتا مگر اُس کو کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ اُس نے کیا کیا - لوگوں کی باتیں سنتا ہے مگر جواب نہیں دیتا یا اور باتوں کا ادراک کرتا ہے مگر ظاہر نہیں کر سکتا اور وہ ادراکات مختلف پیرایہ میں اُس کو محسوس ہوتے ہیں جن کا کچھ وجود نہیں ہوتا اور کبھی وہی خیالات اور صورتیں جو اُس کے دماغ میں منقش ہیں مختلف قسم سے اُس کو محسوس ہوتی

قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ لَا تَقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ وَ اَلۡقُوۡهُ فِیۡ غَیٰبَتِ الۡجُبِّ یَلۡتَقِطۡهُ بَعۡضُ السَّیَّارَۃِ اِنۡ کُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ ﴿۱۰﴾	ایک کہنے والے نے اُن میں سے کہا کہ یوسف کو مارت ڈالو اُس کو ڈالدو کسی گہرے اندھے کوئیں میں اُٹھا لیگا اُس کو کوئی راہ چلنے والوں میں سے۔ اگر تم ہو کرنیوالے ﴿۱۰﴾

ہیں اور جب یہ امور نوم طبعی میں واقع ہوتے ہیں تو اُن کو خواب کہتے ہیں طبعی یا غیر طبعی بیہوشی میں بھی امورات خارجی دماغ کے اُس حصہ پر جو جاگ رہا ہے اثر کرتے ہیں اور وہ اُس کو عجیب پیرایہ سے خواب میں دکھائی دیتے ہیں۔ مثلاً آدمی سوتا ہو اور سامعت کا حصہ جاگتا ہو اور سونے والے کے قریب کوئی شخص کسی چیز کو کوٹتا ہو تو دماغی قوت جو چھوٹی چیز کو بڑھا کر پیش کرتی ہے اُس آواز کو نہایت مہیب آواز بنا دیتی ہے اور اُس آواز کے سلسلہ سے توپوں کا خیال پیدا کر دیتی ہے اور سونے والا خواب میں یہ سمجھتا ہے کہ توپیں چل رہی ہیں۔ یا مثلاً سونے والے کا بستر ٹھنڈا یا نم ہو گیا قوت حاسہ جو جاگتی تھی اُس نے اُس کا حس کیا اور بستر کی نمی سے پانی کے خیال کو اور اُس سے دریا کے یا تالاب کے یا حوض کے خیال کو پیدا کیا اور سونے والا خواب میں دیکھ سکتا ہے کہ وہ دریا میں یا تالاب میں پڑا تیر رہا ہے۔ اگر کوئی لمبی چیز اُس کے بستر پر پڑی ہو یا کوئی شخص رسی کو اس طرح پر ڈالے کہ سونے والا جاگ نہ اُٹھے اور قوت حاسہ جاگتی ہو تو خواب میں دیکھ سکتا ہے کہ سانپ اُس کو چمٹ گیا ہے۔ اسی قسم کے بہت سے اسباب خارجی سے عجیب عجیب خواب دیکھ سکتا ہے +

بعضے لوگ خواب دکھلانے کی ایسی مشق کر لیتے ہیں کہ سونے والے کے پاس بیٹھ کر ایسی آسانی اور سہولیت سے کہ وہ جاگ نہ اُٹھے اُس کی قوت حاسہ یا سامعہ کو اس طرح پر اثر مطلوبہ پہنچاتے ہیں کہ وہ سونے والا وہی خواب دیکھ سکتا ہے جس کا دکھانا اُن کو مطلوب ہو +

جس طرح کہ یہ امور خارجیہ خواب دیکھنے پر مؤثر ہیں اُس سے بہت زیادہ خود سونے والے کے امور ذہنی جو اُس کے خیال میں بس گئے ہیں اور دماغ میں نقش پذیر ہو گئے ہیں خود اپنی طبیعت سے یا کسی واقعہ سے یا کسی کے اعتقاد کامل ہونے سے یا محبت عشقی و اعتقادی سے خواب دیکھنے پر مؤثر ہوتے ہیں اور وہ اُنہی امور ذہنی کو بعینہٖ یا کسی دوسرے پیرایہ میں جس کو قوت دماغی پیدا کر دیتی ہے عجیب عجیب طرح سے خواب میں دیکھ سکتا ہے +

بعض لوگوں کو ایسی مشق ہو جاتی ہے کہ جو خواب اُن کو دیکھنا منظور ہو سوتے وقت اُس کا ایسا قوی تصور کرتے ہیں اور دماغ میں اُس کا نقش جما لیتے ہیں کہ سوتے میں وہی خواب دیکھتے ہیں +

بعضے امور ایسے ہوتے ہیں جو بالکل بھول گئے ہیں اور کبھی اُن کا خیال بھی نہیں آتا مگر وہ دماغ

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾	یوسف کے بھائیوں نے کہا اے ہمارے باپ کیا ہے تجھ کو کہ تو ہم کو امین نہیں سمجھتا یوسف پر اور بیشک ہم اُس پر بھلائی چاہنے والے ہیں ﴿۱۱﴾

میں سے محو نہیں ہوئے اور سوتے وقت مطلق اُن کا خیال بھی نہیں ہوتا مگر دماغ میں ایک ایسا سلسلہ خیالات کا پیدا ہوتا ہے کہ اُن بھولے ہوئے امور کو پیدا کر دیتا ہے اور سونے والا اُسی کا خواب دیکھنے لگتا ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ جاگتے میں باتوں کا سلسلہ رفتہ رفتہ اس طرح پہنچ جاتا ہے کہ بھولی باتیں یا بھولے ہوئے کام یاد آجاتے ہیں ✦

بعضی دفعہ بسبب کسی مرض کے یا بسبب غلبہ کسی خلط کے دماغ پر ایسا اثر پیدا ہوتا ہے کہ سونے والا اُسی حالت کے مناسب اور عجیب عجیب پیرایہ میں مختلف قسم کے خواب دیکھتا ہے ✦

مگر جب تک کہ انسان کا نفس اُن ظاہری باتوں سے جن سے حالت بیداری میں مشغولی ہوتی ہے بسبب بیہوشی کے یا سو جانے کے یا استغراق کے بیخبر نہ ہو اُس وقت تک مذکورہ بالا حالت اُس پر طاری نہیں ہوتی دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ کوئی شخص ایسا خواب کبھی نہیں دیکھ سکتا یعنی ایسی چیزیں اور ایسے اُمور اُس کو خواب میں نہیں دکھائی دیتے جن کو اس نے کبھی نہ دیکھا ہو نہ سُنا ہو اور نہ کبھی اُس کا خیال اُس کو ہوا ہو۔ یہ باتیں جو بیان ہوئیں ایسی ہیں جن سے کوئی اختلاف نہیں کر سکتا اور ہر ایک شخص پر یہ حالتیں گذرتی ہیں اور جاہل اور عالم سب اُن کو جانتے ہیں ✦

شیخ بوعلی سینا نے اشارات میں لکھا ہے کہ حس مشترک میں جو انسان کے دماغ کے ایک حصہ کا نام ہے جب کسی چیز کا نقش جم جاتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ گویا اُس چیز کو دیکھ رہا ہے گو کہ وہ چیز سامنے نہ رہی ہو مگر اُس کی صورت حس مشترک میں موجود رہتی ہے اور وہ توہم نہیں ہوتا بلکہ دیکھنے ہی کی مانند ہوتا ہے۔ بوندیں جو لگاتار برسے گرتی ہیں وہ بوندیں نہیں معلوم ہوتیں بلکہ پانی کی سیدھی دھار معلوم ہوتی ہے یا کسی چیز کے ایک سرے کو جلا کر زور زور سے پھراویں تو ایک گول روشن چکر معلوم ہونے لگیگا۔

الحس المشترك هو لوح النقش الذی اذا تمكن منه صار النقش فی حكم المشاهدة وربما زال الناقش الحسی عن الحس فبقيت صورته وهيئته فی الحس المشترك فبقی فی حكم المشاهد دون المتوهم وليحضر ذكرك ما قيل لك فی امر القطر النازل خطا مستقيما والنقطة الجوالة محيطا دائرة فاذا تمثلت الصورة فی لوح الحس المشترك صارت مشاهدة سواء كان فی ابتداء الحال ارتساما فيه من المحسوس الخارج او بقاؤها مع بقاء المحسوس او ثباتها بعد زوال المحسوس او وقوعها فيه لا من قبيل المحسوس ان امكن۔

(اشارات شیخ) ✦

اَرۡسِلۡهُ مَعَنَا غَدًا یَّرۡتَعۡ وَ یَلۡعَبۡ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّیۡ لَیَحۡزُنُنِیۡۤ اَنۡ تَذۡهَبُوۡا بِهٖ وَاَخَافُ اَنۡ یَّاۡكُلَهُ الذِّئۡبُ وَاَنۡتُمۡ عَنۡهُ غٰفِلُوۡنَ ﴿۱۳﴾	کل اس کو ہمارے ساتھ بھیج تاکہ خوب کھاوے اور کھیلے اور بیشک ہم اس کے لئے نگہبان ہیں (۱۲) یعقوب نے کہا بیشک مجھ کو غمگین کرتا ہے کہ تم اس کو لیجاؤ اور اس سے ڈرتا ہوں کہ اس کو بھیڑیا کھاجاوے اور تم اس سے بے خبر ہو (۱۳)

غرضکہ جب کسی چیز کی صورت اُس کے دیکھنے کے وقت حس مشترک میں جم جاتی ہے تو دیکھنے کی مانند ہوجاتی ہے خواہ وہ چیز سامنے موجود رہے یا نہ رہے یا یہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز سامنے تو نہیں آئی کہ دکھائی دے مگر اُس کی صورت جس کا آنا ممکن ہو حس مشترک میں آجاتی ہے +

امام فخرالدین رازی شرح اشارات میں لکھتے ہیں کہ حس مشترک میں صورت جم جانے کی نسبت جو کچھ شیخ نے لکھا ہے اُس کی چار صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ اُس چیز کو دیکھنے کے وقت اُسکی صورت حس مشترک میں جم گئی ہے دوسرے یہ کہ اُس کی صورت حس مشترک میں جمی ہوئی ہے اور وہ چیز بھی سامنے موجود ہے۔ تیسرے یہ کہ اُس کی صورت تو حس مشترک میں جمی ہوئی ہے مگر وہ چیز سامنے موجود نہیں رہی۔ چوتھے یہ کہ وہ چیز سامنے تو نہیں آئی مگر اُس کی صورت حس مشترک میں جم گئی۔ پھر امام صاحب لکھتے ہیں کہ پہلی تین صورتوں کی مثال تو بوندوں کے اوپر سے گرنے اور کسی چیز کے ایک سرے کو جلاکر چکر دینے سے ثابت ہوتی ہے۔ مگر چوتھی صورت کی مثال اُس سے ثابت نہیں ہوتی اس لئے شیخ نے اُس کی مثال اس طرح پر دی ہے +

بیمار آدمی اور جو بخار میں مبتلا ہوتے ہیں کبھی اُن کو ایسی چیزیں دکھائی دیتی ہیں جن کو وہ سمجھتے ہیں کہ درحقیقت موجود ہیں حالانکہ وہ چیزیں موجود نہیں ہوتیں ان چیزوں کی صورتوں کی حس مشترک میں منتقش ہونے کا کوئی اندرونی سبب ہوتا ہے یا کوئی ایسا سبب جو اندرونی سبب میں اثر کرتا ہے۔ اور کبھی حس مشترک میں صورتیں جم جاتی ہیں جو خیال میں اور وہم میں ہوتی ہیں

اشارة قد یشاهد قوم من المرضى والممرورین صورًا محسوسة ظاهرة حاضرة ولا نسبتها الى محسوس خارج فیکون انتقاشها اذن من سبب مؤثر فی سبب باطن والحس المشترك قد ینتقش ایضا من الصور الجائلة فی معدن التخیل والتوهم کما کانت هی ایضا ینتقش فی معدن التخیل والتوهم من لوح الحس المشترك وقریبا مما یجری بین المرایا المتقابلة (اشارات شیخ) +

اور کبھی حس مشترک کی موجودہ صورتیں خیال و وہم میں آجاتی ہیں۔ اس کی مثال دو آئینوں کی سی ہے جو ایک دوسرے کے مقابل رکھے ہوں اور ایک میں جو عکس ہے وہ دوسرے میں پڑے۔ غرضکہ سب لوگ متفق ہیں کہ خواب دیکھنا صرف انسان کے دماغی افعال سے متعلق ہے +

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾	اُنہوں نے کہا کہ اگر اُس کو بھیڑیا کھا جاوے اور ہم ایک قوی گروہ ہیں تو اُس وقت بیشک ہم تقصیر وار ہیں ﴿۱۴﴾ پھر جب اُس کو لیگئے اور سب گتھ گئے کہ اُس کو ڈالدیں گہرے اندھے کوئیں میں اور ہم نے اُس کے پاس (یعنی یوسف کے پاس) وحی بھیجی کہ البتہ تو اُن کو متنبہ کرے گا اُن کے اس کام سے کہ وہ نہ جانتے ہونگے ﴿۱۵﴾

اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب تفہیمات میں ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ نبوت فطرت کے ماتحت ہے جیسا کہ کبھی انسان کے دل میں بہت سے علوم اور باتیں جم کر بیٹھ جاتی ہیں اور اُنہی پر مبنی ہوتی ہیں وہ چیزیں جو اُس کو رویا میں فایض ہوتی ہیں پھر وہ اُن چیزوں کی صورتیں دیکھتا ہے جن کو اُس نے پیدا کیا ہے نہ اُس کے سوا اور کسی کو۔ اس سے بھی اس بات کی تشریح ہوتی ہے کہ جو انسان کے خیال اور دماغ میں ہے اُس کو خواب میں دیکھتا ہے +

عمان النبوة تحت الفطرة كما ان الانسان قد يجتمع في صميم قلبه ويجد في نفسه علم وادراكات عليه تبتني ما يفاض عليه من رؤياه فيرى الامور مشبحة بما اخذته دون غيرها۔
(تفہیمات الٰہیہ) +

مگر صوفیائے کرام اور علمائے اسلام یہی سمجھتے ہیں کہ دماغ میں سوائے اُن موثرات طبعی کے اور کوئی چیز ہے جو ملاء اعلیٰ سے تعلق رکھتی ہے اور موثر ہوتی ہے اور اسی لئے شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں خواب کی پانچ قسمیں قرار دی ہیں چنانچہ اُنہوں نے لکھا ہے کہ "رویا کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) بشارت خدا کی طرف سے اور نفس کی خوبیوں یا بُرائیوں کا نورانی تمثل ملکی طور پر (۲) شیطان کا خوف دلانا۔ (۳) دل کی باتیں جس طرح کی عادت بیداری کی حالت میں پڑی ہوتی ہے اُس کو قوت متخیلہ یاد کر لیتی ہے اور وہ حس مشترک میں آکر ظاہر ہوتی ہیں (۴) اخلاط کے غلبہ کی وجہ سے طبعی طور پر خیالات کا آنا (۵) متنبہ ہونا نفس کا بدنی اذیتوں سے +

ومن الرؤيا اقسام بشرى من الله وتمثل نوراني للمحامد والرذائل المندمجة في النفس على وجه ملكي وتخويف من الشيطان وحديث نفس من قبل العادة التي اعتادها النفس في اليقظة تحفظها المتخيلة ويظهرها الحس المشترك ما اختزن فيها وخيالات طبيعية لغلبة الاخلاط وتنبه النفس باذى ما في البدن اما البشرى من الله فحقيقتها ان النفس الناطقة اذا انتهزت فرصة عن غواشي البدن باسباب خفية لا يكاد يتفطن لها الا بعد تامل وافر استعدت لان يفيض عليها من منبع الخير والجود كمال علمي فافيض عليها شيء على حسب استعدادها من العلوم المخزونة عنده وهذه الرؤيا تعليم الٰهي كالمعراج المنامي الذي رأى النبي صلى الله عليه وسلم فيه ربه في احسن صورة ففهم الكفارات والدرجات وكالمعراج المنامي الذي انكشف فيه عليه صلى الله عليه وسلم احوال الموتى بعد موتهم كما في حديث جابر بن سمرة رضي الله عنه وكقصة ما سيكون من الوقائع لا بعينه في الدنيا

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝۱۶ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝۱۷	اور وہ آئے اپنے باپ کے پاس شام کو روتے ہوئے (۱۶) اُنہوں نے کہا اے ہمارے باپ بیشک ہم کرنے لگے ایک دوسرے سے دوڑ میں بڑھ جاتا اور ہم نے چھوڑا یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر کھا لیا اُس کو بھیڑیے نے اور تو ہم پر یقین کرنے والا نہیں اور گو کہ ہم ہیں سچے (۱۷)

وأما الرؤيا الملكية فحقيقتها ان في الانسان ملكات حسنة وملكات قبيحة ولكن لا يعرف حسنها وقبحها الا عند التجرد الى الصورة الملكية فمن تجرد اليها فظهر له حسناته وسيأته في صورة مثالية فصاحب هذا يرى الله تعالى واصلها الانقياد لله تعالى ويرى الرسول صلى الله عليه وسلم واصلها الانقياد لرسول المركوز في صدره ويرى الانوار واصلها الطاعات المكتسبة في صدره وجوارحه تظهر في صورة الانوار والطيبات كالعسل والسمن واللبن فمن رأى الله ورسوله والملائكة في صورة قبيحة او في صورة الغضب فليعرف ان في اعتقاده خللا وضعفا او نفسه تشكيكا وكذلك الانوار التي حصلت بسبب الطهارة يظهر في صورة الشمس والقمر اما التخويف من الشيطان فوحشة تظهر من الحيوان الملعونة كالقرد والفيل والكلاب السود من الناس فاذا راى ذلك فليتعوذ بالله وليتفل ثلثا عن يساره وليتحول عن جنبه الذي كان عليه واما البشرى فلها تعبير والعمدة فيه معرفة الخيال اي شي مظنة لاي معنى فقد ينتقل الذهن من المسمى الى الاسم كرؤية النبي صلى الله عليه وسلم انه كان في دار عقبة بن رافع فاتي برطب ابن طاب قال عليه الصلوة والسلام فاولت ان الرفعة لنا في الدنيا والعافية في الاخرة وان ديننا قد طاب وقد ينتقل الذهن من الملابس الى ما يلابسه كالسيف للقتال وقد ينتقل الذهن من الوصف الى جوهر مناسب كما غلب على خلد رآه النبي صلى الله عليه وسلم في صورة سوار من ذهب وبالجملة فلا تعد من شي الى شي حتى شي وهذه الرؤيا شعبة من النبوة لانه ضرب من افاضة غيبية وتلميح من الحق وهو اصل النبوة واما سائر انواع الرؤيا فلا تعبير لها (حجۃ اللہ البالغہ) ٭

لیکن بشارت الٰہی کی حقیقت یہ ہے کہ نفس ناطقہ کو جب بدنی حجابات سے فرصت ملتی ہے جس کے مخفی اسباب ہوتے ہیں اور بغیر پورے تأمل کے معلوم نہیں ہوتی تو اس وقت نفس اس بات کے قابل ہوتا ہے کہ اُس پر جود اور خیر کے مخزن سے یعنی ملاء اعلٰے سے کمال علمی کا فیضان ہو پس اُس پر اُس کی لیاقت کے موافق جو اس کے علوم مخزونہ کا مادہ ہے کچھ فیضان ہوتا ہے اور یہ خواب تعلیم الٰہی ہے جیسے کہ معراج کا خواب جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کو نہایت عمدہ صورت میں دیکھا تھا۔ اور خدا نے اُس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کفارات اور درجات بتلائے۔ یا وہ معراج کا خواب جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مردوں کا حال منکشف ہوا تھا بعد اُن کے قطع تعلق کے دنیا سے جیسا کہ جابر بن سمرہ نے روایت کی ہے یا آئندہ واقعات دنیا کا علم۔ اور ملکی خواب کی یہ حقیقت ہے کہ انسان میں بُرے اور بھلے دونوں قسم کے ملکات ہیں لیکن اس حسن و قبح کو جب پہچان سکتا ہے کہ صورت ملکیہ کی طرف تجرد حاصل ہو۔ پس جس کو تجرد ہوتا ہے اُس کو بھلائیاں اور برائیاں صورت مثالیہ میں دکھائی دیتی ہیں پس ایسا شخص خدا کو دیکھتا ہے

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾	اور ڈال لائے اُس کے کرتے پر جھوٹ موٹ خون۔ یعقوبؑ نے کہا کہ (یوسف کا یہ خون نہیں ہے) بلکہ تمہارے دل نے تمہارے لئے ایک بات بنالی ہے ۔ پھر صبر اچھا ہے اور اللہ سے مدد مانگی گئی ہے اُس پر جو تم بیان کرتے ہو ﴿۱۸﴾

جس کی اصل خدا کی اطاعت ہوتی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے اور اُس کی اصل پیغمبر کی اطاعت ہوتی ہے جو اُس کے دل میں مرکوز ہے اور انوار دیکھتا ہے اور اُس کی اصل وہ عبادتیں ہیں جو اُس کے دل اور اعضا نے حاصل کی ہیں ۔ یہ سب چیزیں انوار اور پاک چیزوں مثلاً شہد ۔ گھی ۔ دودھ کی صورت میں متمثل ہوتی ہیں ۔ پس جو شخص خدا یا رسول یا فرشتوں کو بُری صورت میں یا غصہ کی صورت میں دیکھنے تو اُس کو جان لینا چاہئے کہ اُس کے اعتقاد میں ابھی خلل اور ضعف ہے اور یہ کہ اُس کا نفس جنوز کامل بھی نہیں ہوا ہے ۔ اسی طرح وہ انوار جو طہارت کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں آفتاب اور ماہتاب کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں ۔ اور شیطان کا خوف دلانا تو یہ وحشت اور خوف ہے ملعون حیوانوں سے مثلاً بندر ۔ ہاتھی گتے سے اور سیاہ آدمیوں سے پس جب آدمی ایسا خواب دیکھے تو چاہئے کہ خدا سے پناہ مانگے اور بائیں جانب تین بار تھو تھو تھو کردے اور اُس کروٹ کو بدلدے جس پر لیٹا ہوا تھا ۔ اور خوشخبری والی خواب کی تعبیر ہوتی ہے اور عمدہ طریقہ اُس کا خیال کا پہچانتا ہے یعنی کس چیز سے کیا چیز سمجھی جاسکتی ہے پس اکثر مسمّے سے اسم کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عقبہ بن رافع کے گھر میں تھے اور خواب دیکھا کہ اُن کے پاس ابن طاب کی کھجوریں رکھی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اُس کی تاویل کی کہ ہم کو دنیا میں بلندی اور قیامت میں عافیت ہوگی اور یہ کہ ہمارا دین پاکیزہ ہے ۔ اور کبھی ملبوسات سے اُس کے متعلقات کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے جیسے تلوار سے لڑائی کی طرف ۔ اور کبھی کسی صفت سے ایک جوہر کی طرف جو اُس کے مناسب ہے مثلاً ایک شخص جو مال کو بہت عزیز رکھتا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو سونے کے کنگن کی صورت میں دیکھا ۔ غرض کہ ایک شے سے دوسری شے کی طرف خیال منتقل ہونے کی مختلف صورتیں ہیں اور یہ خواب نبوت کی ایک شاخ ہے کیونکہ جو فیض غیبی کی ایک قسم ہے اور حق کا خلق کی طرف قریب ہوتا ہے اور وہ نبوت کی مثل ہے ۔ باقی خواب کی اور اقسام کی کچھ تعبیر نہیں +

ایک جگہ تفہیمات میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ رویا کی حقیقت ظاہر ہونا مناسبت کا

وَجَاۤءَتۡ سَیَّارَۃٌ فَاَرۡسَلُوۡا وَارِدَهُمۡ فَاَدۡلٰی دَلۡوَهٗ ؕ قَالَ یٰبُشۡرٰی هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوۡهُ بِضَاعَۃً ؕ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۹﴾

اور آیا ایک قافلہ پھر اُنھوں نے بھیجا اپنے اپنے اگوے کو (پانی کے لئے) پھر ڈالا اُس نے اپنا ڈول۔ بولا آؤ مژدہ ہو۔ یہ لڑکا ہے اور چھپا لیا اُس کو دولت سمجھ کر۔ واللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے تھے ﴿۱۹﴾

الحقیقة امر خصوصی مناسبة للنفس الناطقة مبداء علی علی جهة خاصة و هیئة المعلومة یقتضی فیضان علم خاص بتعین العلم بتمثیل بصور واشباح مخزونة فی الخیال فیحضر تلک الصور علی نفس حضورا فینتقش و تقع عند هذه الحواس الظاهرة واقبال النفس علی الحواس الباطنة فلا یتعین علم باشباح الا مناسبة بجهة بینها وبینه۔
(تعلیقات شیخ)

ہے نفس ناطقہ کو مبداء اعلیٰ سے خاص طرح پر اور صورت معلومہ میں کہ مقتضی ہو علم خاص کے فیضان کی پھر متعین ہوجاتا ہے علم اور جسم ہوجاتا ہے صورتوں اور شکلوں میں جو جمع ہیں خیال میں پھر یہ صورتیں نفس کے سامنے آجاتی ہیں حاضر ہوکر اور پھر منتقش ہوتا ہے واقعہ ان حواس ظاہری میں اور متوجہ ہوتی ہے روح اندرونی حواس پر پھر علم شکلوں میں متعین نہیں ہوتا مگر بوجہ اُس مناسبت کے جو اُس علم اور شکل میں ہے ◆

شیخ بوعلی سینا بھی اس بات کے قائل ہیں کہ بعض لوگوں کو خواب کی حالت میں

اذا قلت الشواغل الحسیة وبقیت شواغل اقل لم یبعد ان یکون للنفس فلتات تخلص عن شغل التخیل الی جانب القدس فانتقش فیها نقش من الغیب فسلم الی عالم التخیل وانتقش فی الحس المشترک وهذا فی حال النوم او فی حال مرض ما یشغل الحس و یوهن التخیل فان التخیل قد یوهنه المرض وقد یوهنه کثرة الحرکة لتحلل الروح الذی هو آلته فیسرع الی سکون ما وفراغ ما فینجذب النفس الی الجانب الاعلی بسهولة فاذا طرا علی النفس نقش اثر بحیث التخیل الیه وتلقاه ایضا وذلک لتنبه من هذه الطرق وحرکة التخیل بعد استقرار او وهن فانه سریع مثل هذا التنبه ولا ستخدام النفس الناطقة له صارفا انه من معاونی النفس عند مثال هذه السوانح فان قبله التخیل حال تخرج النفس الشواغل منه النقش فی لوح الحس المشترک۔
(اشارات شیخ) ◆

عالم قدس سے فیضان ہوتا ہے اور وہ فیضان ایک صورت خاص میں متشکل ہوکر خواب میں دکھائی دیتا ہے چنانچہ شیخ نے اشارات میں لکھا ہے کہ پس جب حسی اشتغال کم ہوجاتے ہیں تو کچھ بعید نہیں کہ نفس کو تخیل کے شغل سے فرصت ملے اور وہ قدس کی جانب جائے۔ پس اُس میں غیب کا کوئی نقش منتقش ہوجائے پھر وہ تخیل کے عالم کی سیر کرے اور حس مشترک میں نقش منتقش ہوجائے۔ اور یہ خواب کی حالت میں ہوتا ہے یا مرض کی حالت میں جو حس کو غافل کردے اور تخیل کو ضعیف کردے کیونکہ تخیل کو کبھی مرض سست کردیتا ہے اور کبھی زیادہ حرکت ہونی کیونکہ اُس سے روح جو تخیل کا آلہ ہے تحلیل ہوجاتی ہے پس متخیلہ کسی قدر سکون اور آرام چاہتی ہے اس لئے روح کو جانب اعلیٰ کی طرف توجہ کرنے کا آسانی سے موقع ملتا ہے پس

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾	اور انہوں نے اُس کو بیچا بقیمت گنتی کے کھوٹے درہموں کے اور وہ تھے اُس کی قدر نہ پہچاننے والوں میں سے ﴿۲۰﴾

جب نفس میں کوئی نقش آتا ہے تو تخیل دوڑ کر اُس کو لے لیتا ہے اور یہ یا تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس امر طاری کی وجہ سے اُس کو تنبہ ہوا ہے اور تخیل نے آرام حاصل کر کے حرکت کی ہے کیونکہ تخیل ایسے تنبہ کی طرف جلد مائل ہوتا ہے اور یا اس وجہ سے کہ نفس ناطقہ کی ہی قدرتی طور سے اس کی خدمت کر رہا ہے کیونکہ نفس ناطقہ ایسے موقعوں پر نفس کے معاون ہوتا ہے پس جب اُس کو تخیل قبول کر لیتا ہے اُس وقت کہ نفس اُس کے شواغل کو ہٹا دیتا ہے تو حس مشترک کی لوح میں نقش اُتر آتا ہے +

غرضکہ صوفیہ کرام اور علمائے اسلام اور فلاسفہ مشائین میں سے شیخ بوعلی سینا اس بات کے قائل ہیں کہ بعض لوگوں کو جن کے نفس کامل ہیں یا زہد و مجاہدہ و ریاضات سے ان کے نفوس میں تجرد حاصل ہوا ہے اُن کو خواب میں ملاء اعلےٰ سے ایک قسم کے علم کا فیضان ہوتا ہے اور وہ فیضان اُن کے صُورِ خیالیہ میں سے کسی صورت میں جو اُس فیضان علم کے مناسب ہے متمثل ہوتا ہے اور وہ تمثل حس مشترک میں منتقش ہو جاتا ہے اور اُس کے مطابق اُن کو خواب دکھائی دیتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں کہ یہی ایک خواب اس قابل ہوتا ہے کہ اس کی تعبیر دیجاوے اور اس کے سوا کوئی خواب تعبیر کے لائق نہیں ہوتا +

ملاء اعلےٰ کے مفہوم کو متعدد لفظوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کبھی تو ایک عالم مثال قرار دیا جاتا ہے جس میں اس عالم کی تمام باتیں ماکان و مایکون بطور مثال کے موجود ہیں اور اس کا عکس مجملاً یا تفصیلاً خواب میں انسان کے نفس پر پڑتا ہے۔ اور کبھی نفوس فلکی کو ماکان اور مایکون کا عالم سمجھا جاتا ہے اور اُس سے نفس انسانی پر فیض پہنچنا مانا جاتا ہے اور کبھی عقول عشرہ مفروضہ حکما کو عالم ماکان و مایکون قرار دیکر اس کے فیضان کو تسلیم کیا جاتا ہے اور کبھی اُس سے ملائکہ مقصود ہوتے ہیں +

صوفیہ کرام نے چند اصطلاحات قرار دی ہیں جن کے مجموعہ پر ملاء اعلےٰ یا منبع الخیر والجود یا مبدء الاعلےٰ یا حضرت القدس اطلاق ہوتا ہے اور اُس کی یہ تفصیل ہے +

تدلیات ۔ جن سے مطلب ہے ان امور متعینہ کا جو قوائے افلاک میں مکنون ہیں اور جن کو حکما نفوس فلکی سے تعبیر کرتے ہیں +

لاہوت ۔ اصطلاح فلاسفہ میں اُس کو انانیۃ اولیٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے +

جبروت ۔ فلاسفہ نے اُس کو عقل سے تعبیر کیا ہے اور علمائے شرع نے ملائکہ سے +

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾	اور کہا اُس شخص نے جس نے مصر والوں میں سے اُس کو خریدا تھا اپنی بیوی سے کہ اُس کو عزت سے رکھ شاید کہ ہم کو نفع دے یا ہم اُس کو بنا لیں بیٹا اور اس طرح ہم نے رکھا یوسف کو اُس ملک میں اور تاکہ ہم اُس کو سکھاویں حوادث عالم کے مآل کو اور اللہ زبردست ہے اپنے کام پر ولیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ﴿۲۱﴾

رحموت۔ جس کو حکما نفس کہتے ہیں ❖

ناسوت۔ اس کو حکما ہیولے قرار دیتے ہیں ❖

لاہوت تو بمنزلہ ماہیت کے ہے اور جبروت بمنزلہ اُس کے لوازم کے اور رحموت بمنزلہ ایک کلی کے جو فرد واحد میں منحصر ہو اور ناسوت کو ایسا قرار دیا ہے جیسے نفس بدن کے لئے یا صورت ہیولے کے لئے ❖

اس امر کو تفسیر کبیر میں اور زیادہ صاف طرح پر بیان کیا ہے اُس میں لکھا ہے کہ یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ خدا تعالےٰ نے نفس ناطقہ کو اس طرح کا پیدا کیا ہے کہ اس کے لئے یہ بات ممکن ہے کہ عالم افلاک تک پہنچ جاوے اور لوح محفوظ کو پڑھ لے اس بات سے جو اُس کو مانع ہے وہ اُس کا تدبیر بدن میں مشغول رہنا ہے اور سونے کے وقت میں اُس کی یہ مشغولی کم ہو جاتی ہے اور قوۃ لوح محفوظ کے پڑھ لینے کی قوی ہو جاتی ہے پس جب روح کا کوئی ایسا حال ہو جاتا ہے تو وہ انسان کے خیال میں خاص اثر جو اس ادراک روحانی کے مناسب ہوتا ہے ڈال دیتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اثر اُن ادراکات کا خیال میں منقش ہو کر بطور خواب کے دکھائی دیتا ہے ❖

قد ثبت انه تعالى خلق جوهر النفس الناطقة بحيث يمكنها الصعود الى عالم الافلاك ومطالعة اللوح المحفوظ لكن مانع ذلك اشتغالها بتدبير البدن وفي وقت النوم يقل هذا التشاغل فتقوى على هذه المطالعة فاذا وقعت الروح على حالة من الاحوال تركت آثارا مخصوصة مناسبة لذلك الادراك الروحاني الى عالم الخيال۔ (تفسیر کبیر) ❖

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ بلاشبہ عقل انسانی بلکہ مشاہدہ اور تجربہ اس بات کو ضرور ثابت کرتا ہے کہ ایک واجب الوجود یا علۃ العلل خالق جمیع کائنات موجود ہے۔ ولا نعلم ماهيته ولا حقيقة صفاته الا ان نقول انه حي قادر خالق لا تاخذه سنة ولا نوم له ما في السموات وما في الارض وهو على كل شيء قدير۔ اور یہ تمام الفاظ صفاتی جو اُس واجب الوجود کی نسبت منسوب کرتے ہیں صرف مجاز ہے لان حقيقة صفاته غير معلومة پس مفہوم ما اعطٰے کا جو صوفیہ کرام لوگوں نے اصطلاح

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا	اور جب یوسف جوانی کو پہنچا ہم نے اُس کو دیا حکم اور علم اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو (۲۲) اور بہکاوٹ کی اُس سے (یعنی یوسف سے) اُس عورت نے جس کے گھر میں وہ تھا اُس کو (یعنی یوسف کو) اپنے آپ کی حفاظت سے ڈگمگا دینے کو اور بند کر دئیے دروازے اور کہا (یوسف سے) آؤ تیرے لئے (ہوں) یوسف نے کہا کہ خدا کی پناہ بیشک وہ میرا مربی ہے (یعنی مصریوں میں سے وہ شخص جس نے یوسف کو خریدا تھا اور جس کا ذکر اکیسویں آیت میں ہے) اور عزت سے رکھا ہے مجھے اس میں کچھ شک نہیں کہ فلاح نہیں پاتے ظلم کرنے والے (۲۳) اور اُس عورت نے اُس کے (یعنی یوسف کے) ساتھ قصد کیا اور یوسف نے اُس عورت کے ساتھ قصد کیا ہوتا اگر نہ

اور فلاسفۂ عالم نے قرار دیا ہے یہ صرف خیال ہی خیال ہے اُس کی صداقت اور واقعیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو کسی امر کو گو کہ وہ واقعات خواب ہی کیوں نہ ہوں اُس پر مبنی کرنا نقش بر آب ہے واما الاحادیث المرویة فی هذا الباب فکلها غیر ثابتة و انما هی مقالات الصوفیة من بنیاتهم ولیس من کلام النبی محمد صلعم +

یوں کہا جاتا ہے کہ بعد سلوک طریقت اور اختیار کرنے زہد و مجاہدہ و ریاضت کے یہ راز کھلتا ہے اور حجاب اُٹھ جاتے ہیں اور حقیقت نفس بہیئت ملاء اعلیٰ وما فیہا منکشف ہو جاتی ہے ہم قبول کرتے ہیں کہ کچھ منکشف ہوتا ہوگا مگر ہم کس طرح تمیز کریں کہ جو کچھ منکشف ہوا ہے وہ حقیقت ہے یا وہی خیالات ہیں جو متمثل ہو گئے ہیں جس طرح کہ اور خیالات متمثل ہو جاتے ہیں الا عندی کمال الانسان ان یکون متخلقا بصفاته بنیاته مکنونة فی مخلوقاته وقد شرحها فی کلامه علی لسان رسوله محمد صلی الله علیه وسلم وهی مکتوبة فی کتابه فحسبنا الله ورسوله وکتابه الذی سماه بقرآن المجید والفرقان الحمید تبارک وتعالی شانه وما اعظم برهانه +

پس ہمارے نزدیک بجز اُن قویٰ کے جو نفس انسانی میں مخلوق ہیں اور کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں ہے اور یوسف علیہ السلام کی خواب جن کا نفس نہایت متبرک اور پاک تھا اور اُن دو نوجوانوں کے خواب جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانہ میں تھے اور [illegible]

اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾	یہ ہوتا کہ دیکھی یعنی سمجھی اُس نے دلیل اپنے رب یعنی برائی کی- ایسا ہوا تاکہ ہم پھیریں اُس سے یعنی یوسف سے برائی اور بےحیائی کو بیشک وہ ہے ہمارے مخلص بندوں میں سے ﴿۲۴﴾

میں مبتلا تھے اور اُن کے نفوس بسبب آلایش کفر پاک نہ تھے اور اسی طرح فرعون کا خواب جو خود اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا اور اُس کا نفس مبدا فیاض سے کچھ مناسبت نہ رکھتا تھا اور باقی سب کے خواب یکساں مطابق واقعہ کے اسی ایک قسم کے تھے اور اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بجز قواے نفس انسانی کے اور کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں ہے گو کہ وہ خواب کیسے ہی مطابق واقعہ کے ہوں +

اب حضرت یوسف علیہ السلام کے خوابوں کو دیکھو- پہلا خواب اُن کا یہ ہے کہ اُنہوں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو اپنے تئیں سجدہ کرتے دیکھا +

حضرت یوسف علیہ السلام کے اُن کے سوا گیارہ بھائی اور بھی تھے اور ماں اور باپ تھے باپ اور ماں کا تقدس اور عظم و شان اور قدر و منزلت اُنکے دل میں منقش تھی جد یوں کو بھی وہ اپنے باپ کی ذریات جانتے تھے مگر اس سبب سے کہ اُن کے باپ اُن کو سب سے زیادہ چاہتے تھے اور خود اُن کے باپ ماں اور اُن کے سبب سے اُن کے بھائی اُن کی تابعداری سب چاؤ و محبت سے کرتے تھے اور اس لئے اُن کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ ماں باپ اور بھائی سب میرے تابع و فرماں بردار اور میری منزلت و قدر کرنے والے ہیں +

یہ کیفیت جو اُن کے دماغ میں منقش تھی اُس کو متخیلہ نے سورج اور چاند اور ستاروں کی شکل میں جن کو وہ ہمیشہ دیکھتے تھے اور اُن کا تفاوت درجات بھی اُن کے خیال میں متمکن تھا متمثل کیا اور اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھ کو سجدہ کرتے ہیں پس اُن کی تعبیر حالت موجودہ میں یہ تھی کہ ماں باپ اور بھائی سب اُن کے فرمانبردار ہیں +

سجدہ کے لفظ سے بعض مفسرین نے واقعی سجدہ کرنا مراد لی ہے اور بعض نے اطاعت و تواضع جیسا کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے المراد بالسجود نفس السجود او التواضع مگر میں قول ثانی کو ترجیح دیتا ہوں گو خواب میں یہ دیکھنا کہ سورج اور چاند اور ستارے زمین پر اُتر آئے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں کوئی تعجب کی بات نہیں- مگر یہ روایت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں فلاں ستارے زمین پر اُترے تھے محض بے اصل اور غلط بلکہ مجعول ہے +

اس واقعہ کے ایک مدت بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے ماں باپ بھائیوں کا مصر میں جانا اور موافق آداب سلطنت کے آداب بجا لانا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا فرمانا کہ

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۵﴾

اور دونوں نے دوڑ کر ایک دوسرے سے پہلے پہنچنا چاہا دروازہ کو (یعنی یوسف نے اس لیے کہ دروازہ کی راہ بھاگ جاوے اور عورت نے اس لیے کہ اس کو پکڑ لے اور بھاگنے نہ دے) اور عورت نے پھاڑ ڈالا اُس کا یعنی یوسف کا کرتا پیچھے سے (یعنی یوسف تو ہاتھ نہ آئے مگر پیچھے سے اُن کا کرتا ہاتھ آیا جس کو پھاڑ لیا) اور پایا اُن دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازہ کے پاس۔ عورت نے کہا کہ کیا سزا ہے اُس شخص کی جو ارادہ کرے تیری جورو کے ساتھ بُرے کام کا مگر یہ کہ قید کیا جاوے یا دکھ دینے والا عذاب (دیا جاوے) ﴿۲۵﴾

ھذا تاویل رویای من قبل قد جعلھا ربی حقا ایک امر اتفاقی تھا کیونکہ یہ بات قرآن مجید سے نہیں پائی جاتی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی جو نبی تھے اُس خواب سے یہ سمجھے تھے کہ حضرت یوسف ایسی منزلت میں پہنچینگے کہ ماں باپ اور بھائی جا کر اُن کو سجدہ کرینگے اگر قرآن مجید سے اس خواب کی کچھ تعبیر پائی جاتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ حضرت یعقوب نے حضرت یوسف سے کہا کہ خدا تجھ کو حوادث عالم کا مآل تعلیم کریگا اور اپنی نعمت تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر اسی طرح پوری کریگا جس طرح کہ اُس نے ابراہیم اور اسحٰق پر پوری کی ہے۔ اور یہ تعبیر ایک عام تعبیر ہے جو ایک جوان صالح کے عمدہ خواب کی تعبیر میں بیان ہو سکتی ہے۔ چاند سورج ستاروں کے سجدہ کرنے سے حوادث عالم کے علم کو تعبیر کرنا نہایت پر لطف قیاس ہے +

دوسرا اور تیسرا خواب اُن دو جوانوں کا ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانہ میں تھے اُن میں سے ایک نے دیکھا کہ میں شراب چھان رہا ہوں دوسرے نے دیکھا کہ اُس کے سر پر روٹی ہے اور پرند اُس کو کھا رہے ہیں یہ دونوں شخص کسی جرم کے متہم ہو کر قید ہوئے تھے پہلا شخص جو غالباً ساقی تھا درحقیقت بے گناہ تھا اور اُس کے دل کو یقین تھا کہ وہ بیگناہ قرار پا کر چھوٹ جاویگا وہی خیال اُس کا سوتے میں شراب طیار کرنے سے جو اُس کا کام تھا متمثل ہو کر خواب میں دکھلائی دیا +

دوسرا شخص جو غالباً باورچیخانہ سے متعلق تھا درحقیقت مجرم تھا اور اُس کے دل میں یقین تھا کہ وہ سولی پر چڑھایا جاویگا اور جانور اُس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاوینگے وہی خیال اُس کا سوتے

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ (۲۶) وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ (۲۷)	یوسف نے کہا اُسی نے پھسلائی مجھ سے مجھ کو اپنے آپے کی حفاظت سے ڈگانے کو اور حاضر ہوا ایک ملنے والا (اُس نے فیصلہ کیا) اگر ہے اُس کا کرتا پھٹا ہوا آگے سے تو وہ ہے سچی اور وہ ہے جھوٹوں میں سے (۲۶) اور اگر ہے اُس کا کرتا پھٹا ہوا پیچھے سے تو وہ ہے جھوٹی اور وہ ہے سچوں میں سے (۲۷)

میں روٹی سر پر رکھ کر لیجانے سے جو اُس کا کام تھا اور پرندوں کا روٹی کو کھانے سے متمثل ہو کر خواب میں دکھائی دیا حضرت یوسف علیہ السلام اس مناسبت طبعی کو جو اُن دونوں خوابوں میں تھی سمجھے اور اس کے مطابق دونوں کو تعبیر دی اور مطابق واقعہ کے ہوئی +

چوتھا خواب وہ ہے جو خود بادشاہ نے دیکھا کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بالیں ہیں اور اور سوکھی +

ملک مصر ایک ایسا ملک ہے جس میں مینہ بہت ہی کم برستا ہے دریائے نیل کے چڑھاؤ پر کھیتی ہونے یا قحط پڑنے کا مدار ہے۔ چڑھاؤ کے موسم میں اگر بائیس فیٹ چڑھ جاوے تو فصل اچھی ہوتی ہے اور چوبیس فیٹ چڑھاؤ میں غرقی ہو جاتی ہے اور اگر صرف اٹھارہ یا ساڑھے اٹھارہ فیٹ چڑھاؤ ہو تو قحط ہو جاتا ہے +

قدیم مصریوں نے دریائے نیل کے چڑھاؤ کے جس پر اچھی فصل یا قحط کا ہونا منحصر تھا متعدد جگہ اور متعدد طرح سے پیمانے تیار رکھے تھے اور اُن کو بہت زیادہ اچھی فصل ہونے یا قحط ہونے کا خیال اور ہمیشہ اُسی پر چرچا رہتا تھا +

مصر میں قحط ہونے کا یہ سبب بھی ہوتا ہے کہ دریائے نیل کی طغیانی کے چڑھاؤ کی بہاؤ کا رُخ اس طرح پر پڑ جاوے کہ زراعت کی زمینیں پانی پھیلنے سے محروم رہجاویں حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں اور اس سے پہلے بھی دریائے نیل بےاعتدالی کے طور پر بہتا تھا یعنی ملک مصر میں اُس کے مناسب اور یکساں بہنے کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا +

اس زمانہ میں بھی جب کسی ندی یا دریا کا رُخ بدلتا معلوم ہوتا ہے تو لوگ اندازہ کرتے ہیں اور آپس میں چرچا کرتے ہیں کہ اتنے دنوں میں دریا اُس طرف بہنے لگیگا اور فلاں طرف کی زمینیں چھوٹ جاوینگی اسی طرح غالباً اُس زمانہ میں مصر کی نسبت اور قحط پڑنے کی نسبت چرچے ہوتے ہونگے اور بادشاہ مصر کو اُس کا بہت خیال رہتا ہوگا وہی خیال

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾	پھر جب اُس کے خاوند نے دیکھا اُس کے کرتے کو پھٹا ہوا پیچھے سے اُس نے کہا بیشک یہ ہے تمہارے مکر سے بیشک تمہارا مکر بڑا ہے ﴿۲۸﴾

پیداوار کے زمانہ کا موٹی تازی گایوں اور ہری ہری بالوں سے اور قحط کے زمانہ کا دبلی گایوں اور سوکھی بالوں سے متمثل ہو کر فرعون کو خواب میں دکھائی دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اُسی حالت کے مناسب تعبیر دی جو مطابق واقع کے ہوئی کما قال الفارابی ان التعبیر هو حدس من المعبر یستخرج به الاصل من الفرع ✦

اگر عبری توریت کے حساب کو صحیح مانا جاوے تو یہ قحط سنہ ۲۲۹۶ دنیاوی یعنی سنہ ۱۷۰۸ قبل مسیح میں شروع ہوا تھا اور سنہ ۲۳۰۲ دنیاوی یعنی سنہ ۱۷۰۲ قبل مسیح میں ختم ہوا تھا ✦

مصر کا قحط افریقیہ کے اکثر حصوں اور بالخصوص یمن میں اور تمام فلسطین میں نہایت شدید تھا مگر یہ سمجھنا کہ اُن برسوں میں اُن ملکوں میں مطلق کچھ پیدا نہیں ہوا تھا صحیح نہیں ہے بلکہ جو حال عموماً قحط زدہ ملکوں کا ہوتا ہے ویسا ہی اُن ملکوں کا تھا اور اسی لئے قرآن مجید میں سبع شداد کا لفظ آیا ہے اور شدید قحط میں یہی ہوتا ہے کہ پیداوار اُن ملکوں میں نہایت قلیل ہوتی ہے اور پھر متواتر قحط ہوتا ہے اور شدید ہو جاتا ہے کیونکہ غلہ کا ذخیرہ موجود نہیں رہتا ✦

خوابوں کی نسبت اب صرف ایک بحث باقی ہے کہ اگر وہی چیزیں خواب میں دکھائی دیتی ہیں جو دماغ میں اور خیال میں جمع ہیں تو یہ کیوں ہوتا ہے کہ بعضی دفعہ یا اکثر دفعہ وہی امر واقع ہوتا ہے جو خواب میں دیکھا گیا ہے ✦

مگر اس باب میں خواب کی حالت اور بیداری کی حالت برابر ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بیداری کی حالت میں آدمی باتیں سوچتا ہے اور اپنے دل میں قرار دیتا ہے کہ یہ ہوگا اور وہی ہوتا ہے یا کسی شخص کو یاد کرتا ہے اور وہ شخص آ جاتا ہے اور بہت دفعہ اُس کے مطابق نہیں ہوتا پس اُس کی بیداری کے خیال کے مطابق واقعہ کا ہونا ایک امر اتفاقی ہوتا ہے۔ اسی طرح خواب میں بھی جو باتیں وہ دیکھتا ہے اور وہ وہی ہوتی ہیں جو اُس کے دماغ اور خیال میں جمع ہوتی ہیں پس کبھی اُن کے مطابق بھی کوئی واقعہ اسی طرح واقع ہوتا ہے جس طرح کہ بیداری کی حالت میں خیالات کے مطابق واقع ہو جاتا ہے ✦

ہاں اس میں شبہ نہیں کہ انبیاء اور صلحاء کے خواب بسبب اس کے کہ اُن کے نفس کو تجرد فطری و خلقی یا اکتسابی حاصل ہوتا ہے اُن کے خواب بالکل سچے اور اصلی اور مطابق اُن کی

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿۲۹﴾	اے یوسف درگذر کر اس سے اور اے عورت معافی مانگ اپنے گناہ کی بیشک تو تھی خطا کرنے والوں میں ﴿۲۹﴾

حالت نعش کے ہوتے ہیں اور اُن سے اُن کے نفس کا تقدس اور متبرک ہونا ثابت ہوتا ہے ✦

[۱] ولقد همت به وهم بها - کی نسبت مفسرین نے بہت لمبی لمبی دور از کار بحثیں کی ہیں - کہیں اس پر بحث ہے کہ ، ھم بھا ، کے لفظ سے حضرت یوسف سے گناہ صادر ہوا یا نہیں - کہیں اس پر بحث ہے کہ رویت برہان سے کیا مراد ہے پھر ایک روایت کہی جاتی ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت دانتوں میں انگلی کاٹتے ہوئے دکھائی دی ایک روایت بتائی جاتی ہے کہ مکان کی چھت پر کچھ الفاظ لکھے ہوئے دکھائی دئے - اسی طرح کی بہت سی بیفائدہ اور بیہودہ باتیں تفسیروں میں لکھی ہیں اور اُن پر جرح و قدح و تعدیل و تصویب کی ہے - مگر قرآن مجید کا مطلب بہت صاف ہے البتہ کسی قدر قواعد نحو کے مطابق اُس پر بحث ہو سکتی ہے اگرچہ ہمارے نزدیک اخفش و سیبویہ یا بصریئین و کوفیئین کے مستنبطہ قواعد نحو سے قرآن مجید کو جکڑنا اور اُس پر جرح محض غلط دنا واجب ہے کیونکہ کتنا ہی استقرا کیا جاوے کسی زبان کے تمام محاورات و طرز ادا اور ایڈیم[۱] کا استقرا نہیں ہو سکتا لیکن ہم اول اصلی ہو صاف معنی قرآن مجید کے بیان کر کے بقدر ضرورت مسئلہ نحوی پر بھی بحث کرینگے ✦

پہلی آیت میں خدا نے فرمایا تھا کہ اُس عورت نے مکان کے دروازے بند کر دئے اور یوسف سے کہا کہ آ میں تیرے لئے ہوں یعنی حضرت یوسف سے فحش کی خواہش کی حضرت یوسف نے کہا خدا کی پناہ یعنی انکار کیا - اور یہ دلیل پیش کی کہ جس نے مجھ کو گھر میں رکھا ہے یعنی اُس عورت کا شوہر وہ میرا رب یعنی مربی ہے اور مجھ کو عزت سے رکھا ہے اور ظلم کرنے والے فلاح نہیں پاتے ✦

اب دوسری آیت میں جو لفظ ، وھم بھا ، کا ہے اُس کے یہ معنی کہ حضرت یوسف نے اُس عورت سے فحش کا قصد کیا یا اُن کے دل میں اُس کا ارادہ آیا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتے کیونکہ پہلی آیت میں صاف اس کام سے انکار بطور نص قطعی بیان ہو چکا ہے اور اس لئے ضرور ہے کہ ، ھم بھا ، کے معنی عدم وقوع ، ھم ، کے ہوں پس ھم بھا ، لولا کی جزا ہے اور جزا بسبب اہم اور مقصود بالذات ہونے کے شرط پر مقدم ہو گئی ہے - اس لئے دوسری آیت کے صاف معنی جو نص قرآنی سے پائے جاتے ہیں یہ ہیں کہ " اگر یوسف نے

[۱] محاورہ ، جمہ ایڈیم ✦

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾	اور کہا چند عورتوں نے شہر میں کہ عزیز کی عورت لگاوٹ کرتی ہے اپنے غلام سے اس کو اپنے آپ کی حفاظت سے ڈگمگا دینے کو بیشک اُس کا دل پھٹ گیا ہے محبت سے بیشک ہم دیکھتی ہیں اُس کو علانیہ گمراہی میں ﴿۳۰﴾

دلیل اپنے رب کی نہ دیکھی ہوتی یعنی نہ سمجھی ہوتی تو یوسف نے اُس کے ساتھ قصد کیا ہوتا پس قرآن مجید سے فحش کا قصد کرنا یا اُس کا ارادہ دل میں آنا حضرت یوسف کی نسبت بیان نہیں ہوا ہے +

رویت کا لفظ آنکھ سے ہی دیکھنے پر مخصوص نہیں ہے بلکہ دل میں جو بات یقین اور استحکام سے آجاتی ہے اُس پر بھی رویت کا اطلاق ہوتا ہے - اس آیت میں جو لفظ رآ کا ہے اُس کی نسبت بھی تفسیر کبیر میں آنکھ سے دیکھنے کے معنی نہیں بیان ہوئے ہیں بلکہ اُس رویت قلبی کے معنی لئے ہیں جو انبیاء وصلحاء کو منکرات پر اقدام کرنے سے روکتی ہے +

فالمراد بالرؤیة حصول تلک الاخلاق یعنی تطہیر نفوس الانبیاء وتذکیر الاحوال الرادعة لھم عن الاقدام علی المنکرات -
(تفسیر کبیر) +

فالمعنی عبارة عن جواذب الطبیعة وبروثة البرھان عبارة عن جواذب العبودیة +
(تفسیر کبیر) +

اب یہ بات غور طلب ہے کہ "برھان ربه" سے کیا مراد ہے - تعجب ہے کہ تمام مفسرین نے پہلی آیت میں جو لفظ "ربی" ہے اُس سے وہ شخص مراد لیا ہے جس نے حضرت یوسف کو خرید کر اپنے گھر میں رکھا تھا اور پرورش کیا تھا اور دوسری آیت میں جو لفظ "ربه" ہے اُس سے خدا مراد لیا ہے جس کے لئے کوئی قرینہ نہیں ہے بلکہ بلحاظ سیاق پہلی آیت کے دوسری آیت میں بھی وہی شخص مراد ہے جو پہلی آیت میں تھا +

اب معنی آیت کے اور لفظ "برھان" کے بالکل صاف ہیں یعنی اگر یوسف نے یہ دلیل نہ سمجھی ہوتی کہ جس نے مجھ کو اپنے گھر میں رکھا ہے اور میرا رب یعنی مربی یا پرورش کرنے والا ہے اُس کی عورت کے ساتھ نحش ظلم ہے اور ظلم کرنے والے فلاح نہیں پاتے تو یوسف نے اُس کے ساتھ قصد کیا ہوتا +

اب یہی بحث کہ "لولا" جب بطور شرط کے واقع ہو تو جزا کا اس پر مقدم کرنا بموجب قواعد مستنبطہ نحو جائز ہے یا نہیں اُس کی نسبت تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ہم اس بات

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ
اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ
كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ
اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ
اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ
حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا
مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

پھر جب عزیز مصر کی عورت نے سنیں اُن کی مکر کی باتیں اُن کے پاس بلاوا بھیجا اور تیار کی اُن کے لئے دعوت اور دی اُن میں سے ہر ایک کو چھری اور کہا (یوسف کو) نکل آ اُن کے سامنے پھر جب اُن عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو اُس کو بڑا جانا اور کاٹ لئے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں واہ رے خدا کی قدرت یہ انسان نہیں ہے مگر بزرگ فرشتہ ﴿۳۱﴾

لا نسلم ان یوسف علیہ السلام ھم بھا والدلیل علیہ انہ تعالیٰ قال وھم بھا لولا ان رأ برھان ربہ وجواب لولا ھھنا مقدم وھو کما یقال قد کنت من الھالکین لولا ان فلانا خلصک ۔ (تفسیر کبیر) +

ہم نہیں مانتے کہ حضرت یوسف نے اُس عورت کے ساتھ قصد کیا تھا کیونکہ خدا نے کہا ہے کہ اُس کے ساتھ قصد کیا ہوتا اگر نہ دیکھتا دلیل اپنے پروردگار کی۔ اس جگہ جواب لولا کا مقدم ہے اور اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی کہے کہ تو ہوتا مرے ہوؤں میں سے اگر نہ فلاں شخص تجھ کو بچاتا +

اس پر زجاج کا اعتراض نقل کیا ہے اس کا اعتراض یہ ہے کہ 'لولا' کا جواب پہلے لانا شاذ ہے اور کلام فصیح میں موجود نہیں ہے +

اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ جواب 'لولا' کا مؤخر لانا ثابت ہے مگر مقدم لانا ناجائز نہیں ہے

واصبح فؤاد ام موسیٰ فارغا ان کادت لتبدی بہ لولا ان ربطنا علی قلبھا لتکون من المؤمنین (سورۂ قصص) اور جواب 'لولا' کے مقدم آنے پر سورۂ قصص کی اس آیت سے سند لی ہے۔ موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا قریب تھا کہ اُس کو ظاہر کر دیوے اگر ہم نے نہ بندش کی ہوتی اُس کے دل پر +

اس پر زجاج کا دوسرا اعتراض نقل کیا ہے کہ 'لولا' کا جواب بغیر لام کے نہیں آتا اگر 'ھم بھا' 'لولا' کا جواب ہوتا تو یوں کہا جاتا۔ ولقد ھمت بہ ولھم بھا لولا ان رأ برھان ربہ +

اس کا جواب یہ دیا ہے کہ 'لولا' کا جواب لام کے ساتھ ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بغیر لام کے لانا جائز نہیں ہے +

اس کے بعد تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ 'لولا' جواب چاہتا ہے (یعنی 'وھم بھا' اُس کا جواب ہو سکتا ہے پھر ضرور ہے کہ وہ اُس کا جواب ہے۔ یہ بات کچھ نہیں چاہئے کہ ہم اُس کے جواب کو مضمر مانیں گے اور بہت جگہ قرآن میں جواب کو چھوڑ دیا جاتا ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ اس بات میں

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾	عزیز مصر کی عورت نے کہا کہ یہی ہے کہ جس کی بابت تم مجھ کو ملامت کرتی ہو، اور بیشک میں نے اس کے نفس کی اُس کو اپنے آپ کی حفاظت سے ڈگمگانے کو پھر وہ بچا رہا، اور اگر وہ نہ کریگا جو میں اُس کو کہتی ہوں تو وہ ضرور قید کیا جاویگا اور البتہ ہوگا چھوٹا بنے ہوؤں میں سے ﴿۳۲﴾

کہ قرآن میں جواب چھوڑ دیا گیا ہے کچھ جھگڑا نہیں ہے مگر اصلی بات یہ ہے کہ جواب کا محذوف ہونا نہیں چاہئے صرف اُسی جگہ اُس کا حذف کرنا یا چھوڑنا بہتر ہوتا ہے جب کہ لفظ میں ایسی بات پائی جاوے کہ اُس سے وہ جواب محذوف متعین ہو جاوے اور اگر اس جگہ ہم جواب کو محذوف مانیں تو لفظ میں کوئی دلالت ایسی نہیں ہے جو جواب محذوف کو متعین کرے اور اس جگہ بہت جواب مضمر ہو سکتے ہیں اور ایک کو باقیوں سے بہتر سمجھنے کی دلیل نہیں ہے۔ انتہیٰ ✦

صاحب تفسیر کبیر نے اس بات کی کوئی مثال نہیں دی کہ ، لولا ، کا جواب بغیر لام کے بھی آیا ہے مگر قرآن مجید میں متعدد اس کی مثالیں ہیں سورہ نور میں ہے ۔ ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکی منکم من احد ابدا (آیت ۲۱) ۔ اور سورہ واقعہ میں ہے ۔ فلولا ان کنتم غیر مدینین ترجعونها ان کنتم صٰدقین (آیت ۸۵ و ۹۰) ۔ اور اس شعر زمانہ جاہلیت میں بھی جواب ، لولا ، کا بغیر لام کے آیا ہے اور وہ شعر یہ ہے :۔

ولولا انني رحيل حرام   هضم ترديتها وتمت نا ها

اور فرزدق نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی شان میں کہا ہے :۔

ماقال لا قط الا فی تشهده   لولا التشهد کانت لاؤه نعم

اگرچہ ان آیتوں اور شعروں میں ، لولا ، کا جواب موخر ہے مگر جب کہ اُس کا جواب بحالت موخر ہونے کے بغیر لام کے آیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ بحالت مقدم ہونے کے بغیر لام کے نہ آوے چنانچہ ہم اس کی مثال بھی پیش کرینگے ✦

بلاشبہ صاحب تفسیر کبیر نے نہایت عمدہ طریق پر بیان کیا ہے کہ ' وهم بها ' جواب مقدم ہے ' لولا ' کا لیکن ہم مختصر طور پر یہ بات کہتے ہیں کہ خود قرآن مجید سے ثابت ہے کہ ' وهم بها ' جواب مقدم ہے ، لولا ، کا کیونکہ پہلی آیت سے کسی قسم کے ' هم ' یعنی قصد سے انکا بیان ہو چکا ہے ۔ تو دوسری آیت میں ہر قسم کے ' هم ' یعنی قصد سے نفی ہونی چاہئے اور اُسکی نفی نہیں ہوتی جب تک کہ ' وهم بها ' کو ، لولا ، کا جواب مقدم نہ قرار دیا جاوے پس نص قرآنی سے ثابت ہے کہ ' هم بها ' جواب مقدم ، لولا ، کا ہے ✦

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٣﴾	یوسف نے کہا اے میرے پروردگار قیدخانہ مجھ کو زیادہ پیارا ہے اُس بات سے جو وہ مجھ سے چاہتی ہیں۔ اور اگر تو نہ پھیریگا مجھ سے اُن کا مکر (تو مجھے خوف ہے) میں جھک جاؤنگا اُن کی طرف اور ہو جاؤں جاہلوں میں سے ﴿۳۳﴾

ہم اسی قدر پر اکتفا کرنا نہیں چاہتے بلکہ بیان کرتے ہیں کہ عرب کے اشعار میں بغیر اِلّا کے بھی لولا کا جواب مقدم آیا ہے امرؤ القیس کہتا ہے ۔

يغالين فيه الجزء لولا هواجر جنادبها صرعى لهن فصيص

غلو کریں وہ اونٹنیاں قناعت کرنے میں پانی سے چارہ پر اگر ایسی دوپہر نہ ہوتی جس میں ٹڈیاں زمین پر گرپڑی ہیں اور وہ چرچر بول رہی ہیں گویا پینے کی وہ چرچراہٹ ہی ۔

زہیر جو بہت مشہور اور قدیم شاعر زمانہ جاہلیت کا ہے کہتا ہے :-

المجد في غيرهم لولا مآثره وصبر نفسه والحرب تستعر

بزرگی اس کے سوا اوروں میں ہوتی ہے اگر نہ ہوتی اُس کی یعنی ممدوح کی خوبیاں او استقلال نفس ایسی حالت میں کہ لڑائی بھڑک رہی ہے ۔

۲۶ (شہد شاھد)۔ شاھد کا لفظ زیادہ تر گواہ کے معنوں میں مستعمل ہے مگر ایسے گواہ پر جس نے اُس واقعہ کو جس کا وہ گواہ ہے بچشم خود دیکھا ہو اس لئے قرآن مجید کے ترجموں نے اس کا ترجمہ کیا ہے (گواہی داد گواہے) اور اردو میں ترجمہ کیا ہے (گواہی دی گواہ نے) مگر یہ ترجمہ صریح غلط ہے کیونکہ اگر "شاھد" کے معنی گواہ کے لئے جاویں تو اُس کی گواہی "ان کان قمیصہ قد من قبل الی آخرہ" ہوگی اور صاف ظاہر ہے کہ وہ گواہی نہیں ہے بلکہ وہ ایک واقعہ کی نسبت حکم یا فیصلہ ہے پس خود سیاق قرآن ان معنوں سے جو مترجموں نے اختیار کئے ہیں انکار کرتا ہے اسی لئے اُس تفسیر کے مصنف نے جو تفسیر ابن عباس کے نام سے مشہور ہے "شہد شاھد" کی تفسیر میں لکھا ہے حکم حاکم شاہد سے حاکم مراد لینا گو سیاق قرآن کے مناسب ہو مگر لفظ کی دلالت سے بہت بعید ہے ۔

شہد اور شاھد کا لفظ جیسا کہ گواہ کے معنوں میں مستعمل ہے اُس سے زیادہ حاضر اور موجود ہونے کے معنوں میں مستعمل ہے پس صحیح ترجمہ ان لفظوں کا وہ ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے کہ (حاضر ہوا حاضر ہونے والا) یعنی اُس تنازع کے وقت جو اُس عورت اور حضرت یوسف میں ہوا ایک شخص آیا اور اُس نے فیصلہ کیا کہ "ان كان قميصه قد من قبل الخ" ۔

فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۳۴)	پھر قبول کی اس کی دعا اس کے پروردگار نے پھیر دیا اس سے ان کا مکر بیشک وہ سننے والا ہے جاننے والا (۳۴)

اب اس بات پر بحث ہے کہ وہ شاہد کون تھا۔ تفسیر کبیر میں متعدد روایتیں اسکی نسبت لکھی ہیں جو اسی قسم کی ہیں جیسے کہ بے سر پا روایتیں تفسیروں میں ہوتی ہیں۔ مگر وہ روایت جس پر ایک گروہ مفسرین کا اتفاق ہے اس قابل ہے کہ اس پر اعتنا کیا جاوے اور وہ یہ ہے کہ اس عورت کا ایک چچازاد بھائی تھا وہ ایک حکیم آدمی تھا اتفاق سے اس وقت وہ بادشاہ کے ساتھ تھا اور اس عورت کے پاس جانے والا تھا اس نے کہا کہ میں نے دروازے سے کھینچا تانی اور شور اور قمیص پھٹنے کی سنی مگر میں نہیں جانتا کہ تم دونوں میں سے کون آگے تھا۔ پس اگر کرتا آگے سے پھٹا ہو تو تو سچی ہے اور وہ شخص جھوٹا ہے اور اگر پیچھے سے پھٹا ہو تو وہ شخص سچا ہے اور تو جھوٹی ہے۔ پھر جب قمیص کو دیکھا اور معلوم ہوا کہ وہ پیچھے سے پھٹا ہے تو اس عورت کے چچازاد بھائی نے کہا کہ بیشک یہ تمہارا مکر ہے اور بیشک تمہارا مکر بڑا ہے۔ یعنی یہ تمہارا کام ہے۔ پھر اس نے یوسف سے کہا کہ اس سے درگذر کرو اور اس کو پوشیدہ رکھو اور اس عورت سے کہا کہ تو معافی مانگ اپنے گناہ سے۔ یہ قول ہے ایک گروہ عظیم کا مفسرین میں سے ٭ پس یہ روایت ایسی ہے کہ اس کو تسلیم کیا جا سکتا ہے اور اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شہد شاہد کا لفظ بمعنی گواہ کے نہیں آیا بلکہ ایسے شخص کی نسبت آیا ہے جو وہاں حاضر تھا ٭

> انه كان ابن عم لها وكان رجلا حكيما واتفق في ذلك الوقت انه كان مع الملك يريد ان يدخل عليها فقال قد سمعنا الجلبة من وراء الباب وشق القميص الا انا لا ندري ايكما صاحبه فان كان شق القميص من قدامه فانت صادقة والرجل كاذب وان كان من خلفه فالرجل صادق وانت كاذبة فلما نظروا الى القميص ورأوا الشق من خلفه قال ابن عمها انه من كيدكن ان كيدكن عظيم اي من عملكن ثم قال ليوسف اعرض عن هذا واكتمه وقال لها استغفري لذنبك وهذا قول طائفة عظيمة من المفسرين - (تفسير كبير) ٭

انتیسویں اور تیسویں آیت کے اکثر الفاظ نہایت غور طلب ہیں اور مفسرین نے بلاشبہ ان پر غور کی ہے اور اپنی سمجھ کے موافق ان کی تفسیر بھی بیان کی ہے مگر تشفی کے قابل نہیں ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ تفسیر نامعتمد روایتوں پر مبنی ہے ہم چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے خود قرآن مجید کی دوسری آیتوں سے ان کی تفسیر سمجھیں ٭

ان آیتوں میں ہے کہ جب شہر کی عورتوں نے حضرت یوسف کے ساتھ عزیز مصر کی عورت کے عشق کا چرچا کیا اور کہا کہ وہ علانیہ گمراہی میں ہے اور جب عزیز مصر کی عورت نے ان کا چرچا کرنا سنا تو ان کو دعوت میں بلایا جس میں حضرت یوسف بھی موجود ہوئے مفسرین لکھتے ہیں کہ وہ چار یا پانچ عورتیں تھیں ایک عزیز مصر کے شراب پلانے والے کی عورت۔ دوسری اس کی ...ی

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾	اس کے بعد پیدا ہوئی اُن کے لئے بعد اس کے کہ دیکھیں انھوں نے نشانیاں کہ قید کریں یوسف کو ایک مدت تک ﴿۳۵﴾

پکانے والے یعنی داروغہ باورچیخانہ کی عورت۔ تیسری افسر جیل خانہ کی عورت چوتھی داروغہ اصطبل کی عورت۔ پانچویں حاجب یعنی افسر منتظم دربار کی عورت +

ان آیتوں میں دو الفاظ قابل غور ہیں جن میں سے ایک لفظ "بمکرھن" ہے یعنی جب عزیز مصر کی عورت نے اُن عورتوں کا چرچا کرنا سُنا تو اُس نے بلفظ بمکرھن سے تعبیر کیا۔ پس غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اس چرچے کو کیوں اس لفظ سے تعبیر کیا۔ تفسیر کبیر میں اور اسی طرح اور تفسیروں میں لفظ "بمکرھن" کی تفسیر بقولھن کی ہے پھر اس پر بحث کی ہے کہ اُن کے قول کو مکر کے لفظ سے کیوں تعبیر کیا ہے۔ تفسیر کبیر میں اس کی تین وجہیں لکھی ہیں جو صحیح نہیں معلوم ہوتیں +

اول یہ کہ اس ترجیح سے اُن کا مطلب یہ تھا کہ عزیز مصر کی عورت ہم کو بھی یوسف دکھا دے مگر کیسی قدر بعید از عقل ہے کہ اُن عورتوں نے جو عزیز مصر کے محل میں آنے جانے والی اور اس کے افسروں کی عورتیں تھیں اور حضرت یوسف بھی وہیں رہتے تھے اور اُنہوں نے اُن کو کبھی نہ دیکھا ہو +

دوسرے یہ کہ عزیز مصر کی عورت کے عشق کا راز اُن کو معلوم تھا مگر اس کے چھپانے کو کہا تھا جب انہوں نے اُس کا چرچا کیا تو یہ دغابازی و مکر ہوا تسلیم کرو کہ دغابازی اور خلاف وعدگی ہوئی رازداری نہ ہوئی مگر اس میں مکر کیا ہوا +

تیسرے یہ کہ انہوں نے عزیز مصر کی عورت کی پوشیدہ غیبت کی جو مکر کے مشابہ تھی اس توجیہ کا بودا پن خود اس سے ظاہر ہے اب ہم قرآن مجید ہی سے تلاش کرتے ہیں کہ اُن عورتوں نے جو چرچا کیا اُس پر مکر کا کیوں اطلاق کیا۔ قرآن مجید کی اور آیتوں سے جن کا ہم ذکر کریں گے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورتیں خود حضرت یوسف کے عشق میں مبتلا تھیں اور حضرت یوسف کو اپنی طرف ملتفت کرنا چاہتی تھیں اور ظاہر میں عزیز مصر کی عورت کو یوسف کے عشق پر ملامت کرتی تھیں۔ اور اس لئے اُن کے اُس چرچے اور ملامت کرنے کو اُن کے مکر سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عورتیں معہ عزیز مصر کی عورت کے اُس عشق بازی میں شریک تھیں اور ایک کو دوسری کا حال معلوم تھا اور اسی سبب سے عزیز مصر کی عورت نے اُن کی بات چیت کو مکر سے تعبیر کیا اور بسبب رازدار ہونے کے یوسف کی دعوت میں اُن کو بلایا اور سب نے ملکر حضرت یوسف کو فحش کے ارتکاب پر مجبور کرنا یا اُن کو کسی جرم کے حیلہ میں پھنسانا چاہا تھا کیونکہ حضرت یوسف پہلے جرم کے اتہام سے بری ہوچکے تھے۔ اور وہ مجلس جس میں حضرت یوسف اور وہ عورتیں بلائی

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ اَحَدُ
هُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا
وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ
فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ
مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ اِنَّا نَرٰىكَ
مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا
طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ
قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا
عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ اِنِّيْ تَرَكْتُ
مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ
مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ
بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ
عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ
مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾

اور داخل ہوئے اُس کے ساتھ قیدخانہ میں دو جوان ایک نے
اُن دونوں میں سے کہا کہ بیشک میں دیکھتا ہوں اپنے کو
کہ نچوڑتا ہوں شراب کو (یعنی انگوروں کو) اور دوسرے
نے کہا کہ بیشک میں دیکھتا ہوں اپنے کو کہ اُٹھائے ہوں میں روٹی
اپنے سر پر چڑیاں اُس میں سے کھاتی ہیں بتا ہم کو اس کی
تعبیر بیشک ہم دیکھتے ہیں تجھ کو نیک لوگوں میں سے ﴿۳۶﴾
یوسف نے کہا کہ نہ آنے پاویگا تمہارے پاس کھانا کہ وہ دیا جاتا
ہے مگر بتاؤں گا میں تم دونوں کو اُس کی تعبیر اس سے پہلے
کہ تعبیر کا مصداق تمہارے پاس آئے یہ تمہارے لئے اُس چیز سے
کہ سکھایا ہے مجھ کو میرے پروردگار نے بیشک میں نے چھوڑ رکھا
ہے (یعنی کبھی پیروی نہیں کی) اُن لوگوں کے دین کو جو
نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور وہ آخرت سے بھی منکر ہیں ﴿۳۷﴾
اور تابعداری کی میں نے اپنے باپ دادوں ابراہیم اور اسحٰق اور
یعقوب کے دین کی اور نہیں ہے ہمارے لئے کہ ہم شریک کریں
اللہ کے ساتھ کوئی چیز یہ فضل اللہ کا ہم پر اور آدمیوں
پر ولیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے ﴿۳۸﴾ اے میرے
دونوں ساتھی قیدخانہ کے کیا چند معبود جدا جدا کے سوائے)
بہتر ہیں یا ایک خدائے واحد زبردست غالب ﴿۳۹﴾

گئی تھیں دعوت کی تھی جس میں متعدد قسم کے کھانے تھے اور اُن کے کاٹنے کے لئے ہر ایک کو چھری دیگئی تھی چنانچہ تفسیر کبیر اور نیز تفسیر موسوم بہ ابن عباس میں لکھا ہے کہ وہ عورتیں دعوت میں بلائی گئی تھیں اور پھل کاٹنے یا گوشت کاٹنے کو چھریاں اُن کو دی تھیں اور وہ گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھاتے تھے مگر اُن عورتوں نے صرف حضرت یوسف کو جرم میں پھنسانے کے لئے خود دانستہ اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور اسی جرم کے اتہام میں اُن کو قیدخانہ میں بھیجا ◆

حاصل الكلام: انها دعت اولئك النسوة واعتدت لكل واحدة منهن سكينا اما لاجل اكل الفاكهة او لاجل قطع اللحم (تفسير كبير) ◆

وآتت (اعطت) كل واحدة منهن سكينا تقطع بها اللحم لانهم كانوا لا ياكلون الا ما يقطعون بسكاكينهم (تفسير ابن عباس) ◆

اب اس مطلب کو ہم قرآن مجید کی آیتوں سے ثابت کرتے ہیں۔ جب بادشاہ نے خواب کی تعبیر دیا

مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً
سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا
أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ
إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ
الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (٤٠)
يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ
خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ
مِنْ رَأْسِهِ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ
تَسْتَفْتِيَانِ (٤١) وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ
نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ
فَأَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ
فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ (٤٢) وَقَالَ
الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ
سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ
سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ
أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا
تَعْبُرُونَ (٤٣) قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا
نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ (٤٤)

نہیں عبادت کرتے تم اُسکے سوا (کسی اور کی) مگر کہ نام
ہیں کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے اُنکے نام رکھ لیئے ہیں نہیں
بھیجی ہے اُن پر اللہ نے کوئی دلیل نہیں ہے حکم کرنا مگر خدا
کو اُس نے حکم کیا ہے کہ نہ عبادت کرو مگر اُسی کی یہ ہے
دین درست و لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے (۴۰) اے میرے
دونوں ساتھیو قید خانہ کے لیکن تم دونوں میں کا ایک پلائیگا
اپنے مالک یعنی بادشاہ کو شراب لیکن دوسرا پس سولی دیا جاویگا
اور اُسکے سر میں سے پرندے کھاویں گے فیصل کر دیا گیا وہ امر جس
میں تم دونوں نے پوچھا تھا (۴۱) اور یوسف نے اُن دونوں
میں سے اُس سے جسکی نسبت گمان کیا تھا کہ وہ چھوٹ جاویگا
کہا کہ ذکر کیجیو میرا اپنے مالک سے۔ پھر بھلا دیا اُس کو شیطان
نے ذکر کرنے کو اپنے مالک سے پھر یوسف رہا قید خانہ میں
چند برس تک (۴۲) اور کہا بادشاہ نے کہ میں نے خواب
میں دیکھا کہ سات موٹی گائیں کھاتی ہیں سات دبلیوں کو۔ اور
سات ہری بالیں اور سوکھی ہوئی اے دربار والو مجھ کو جواب
دو میرے خواب کے باب میں اگر تم خواب کی تعبیر دیتے ہو (۴۳)
اُنہوں نے کہا کہ یہ تو پریشان خواب ہیں اور ہم پریشان خوابوں
کی تعبیر جاننے والے نہیں ہیں (۴۴)

کہ جو حضرت یوسف نے دی تھیں سُنکر کہا کہ حضرت یوسف کو قید خانہ سے لاؤ تو جو شخص لینے آیا تھا اُس سے حضرت یوسف نے کہا کہ تو پھر جا اپنے مالک کے پاس اور اُس سے پوچھ کہ کیا حال ہے

فارجع الی ربک فسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیہن ان ربی بکیدہن علیم۔ (آیت ۵۰) ۔

ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے بیشک میرا رب یعنی وہ جس نے میری پرورش کی ہے اُن کے مکر کو جانتا ہے۔ اِس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے ہاتھ خود مکر کرنے کی لئے کاٹے تھے ۔

اس پر بادشاہ نے یا عزیز مصر نے اُن سے پوچھا کہ تمہاری کیا حالت تھی جب کہ تم نے لگاوٹ

قال ما خطبکن اذ راودتن یوسف عن نفسہ قلن حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء (آیت ۵۰)

کی یوسف سے اُس کو اپنے آپ کی حفاظت سے ڈگا دینے کو اُن عورتوں نے کہا نعوذ باللہ خدا کی

وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ
أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ (۴۵)
يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ
بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ
سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ
وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَعْلَمُونَ (۴۶) قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ
دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا
مِمَّا تَأْكُلُونَ (۴۷) ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ
سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا
مِمَّا تُحْصِنُونَ (۴۸) ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ
ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ
يَعْصِرُونَ (۴۹) وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ
فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ
فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ
أَيْدِيَهُنَّ
إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ
عَلِيمٌ (۵۰)

اور کہا ان دونوں میں سے اس نے جو چھوٹ گیا تھا اور ایک
مدت بعد یاد کیا کہ میں بتا دونگا تم کو اس کی تعبیر پس مجھ کو
بھیجو (یعنی جانے دو قید خانہ میں) (۴۵) اے یوسف
اے بڑے راستباز ہمیں بتا سات موٹی گایوں کے سات دبلیوں کے
کھا لینے میں اور سات ہری بالوں اور اور سوکھی ہوئی میں
تا کہ میں لوگوں کے پاس جاؤں تا کہ وہ جان لیں (۴۶) یوسف نے
کہا تم کھیتی کرو گے سات برس پے در پے پھر جو کچھ تم کاٹو اس کو
اس کی بالوں میں چھوڑ دو مگر تھوڑی سی کو جس میں سے تم
کھاؤ (۴۷) پھر آئینگے اس کے بعد سات برس نہایت سخت (یعنی
قحط کے) وہ کھا لینگے جو کچھ پہلے سے ان کے لئے تم نے جمع
کیا تھا مگر اس میں سے تھوڑا سا جو تم بچا رکھو (۴۸) پھر اس کے
بعد ایک برس آویگا اس میں مینہ برسایا جاویگا لوگوں پر اور اس
میں انگور نچوڑینگے (۴۹) اور بادشاہ نے کہا اس کو
(یعنی یوسف کو) میرے پاس لے آؤ پھر جب اس کے یعنی یوسف
کے پاس ایلچی آیا تو یوسف نے کہا کہ اپنے مالک کے پاس پھر جا
اور اس سے پوچھ کہ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے کاٹ لئے
تھے ہاتھ بیشک میرا مالک (فی تفسیر ابن عباس یعنی سیدی)
ان کے مکر کو جانتا ہے (۵۰)

ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں جانی - اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جس طرح عزیز مصر کی عورت
نے حضرت یوسف سے لگاوٹ کی باتیں کی تھیں وہی حال ان عورتوں کا تھا جنہوں نے دانستہ
مکر کرنے کے لئے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے +

تفسیر کبیر میں بادشاہ کے اس قول کی نسبت اذ راودتن یوسف عن نفسہ دو احتمال
لکھے ہیں ایک یہ کہ اگرچہ راودتن صیغہ جمع کا ہے
لیکن اس سے مراد واحد ہے یعنی وہی عورت عزیز
مصر کی۔ مگر یہ احتمال محض غلط ہے اول تو اس لئے
کہ صیغہ جمع سے واحد مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں
دوسرے یہ کہ بادشاہ نے یوسف کے پیغام پر یہ سوال کیا

ان قوله اذ راودتن يوسف عن نفسه وان كانت صيغة
الجمع فالمراد منها الواحد كقوله تعالى الذين قال لهم الناس
ان الناس قد جمعوا لكم (والثاني) ان المراد منه خطاب
الجماعة ثم ههنا وجهان (الاول) ان يكون واحدة منهن
راودت يوسف عن نفسه (والثاني) ان كل واحدة
منهن راودت يوسف لاجل امراة العزيز +
تفسیر کبیر

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ
عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا
عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ قَالَتِ امْرَاَتُ
الْعَزِيْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا
رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ
الصّٰدِقِيْنَ (51) ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ
اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ
لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ (52)
وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ
بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ
اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (53)
وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ
لِنَفْسِيْ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ
الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ (54)
قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ
الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ (55)
وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي
الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ
نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ
الْمُحْسِنِيْنَ (56) وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ
خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا
يَتَّقُوْنَ (57)

یوسف کے مالک نے کہا (یعنی اُن عورتوں سے پوچھا) کہ تمہارا کیا
حالت تھی جب کہ تم نے لگاوٹ کی باتیں کیں یوسف سے کہ
اپنے آپے کی حفاظت سے ڈگمگا دینے کو انہوں نے کہا کہ دہائی
خدا کی ہم نے اس پر کوئی بُرائی نہیں جانی ۔ عزیز کی عورت نے کہا
کہ اب کھل گئی سچی بات میں نے لگاوٹ کی باتیں کیں یوسف سے
اس کو اپنے آپے کی حفاظت سے ڈگمگا دینے کو اور بیشک وہ کچھ شبہ
نہیں کہ سچوں میں سے ہے (51) یہ اس لئے تھا تاکہ عزیز جان لے کہ میں نے
اُس کے پیچھے اُس کی خیانت نہیں کی اور یہ کہ اللہ نہیں چلنے دیتا
کرنے والوں کے مکر کو (52) اور میں اپنے آپ کو بری نہیں کرتی کیونکہ
نفس البتہ فریب دینے والا ہے برائی پر مگر اُس وقت کہ میرا پروردگار
مہربانی کرے بیشک میرا پروردگار بخشنے والا ہے مہربانی کرنے
والا (53) اور بادشاہ نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ میں اُس کو
خالص اپنے لئے (یعنی اپنی خدمت کیلئے) کر لوں گا ۔ پھر جب بادشاہ
نے اُس سے (یعنی یوسف سے) بات چیت کی تو کہا بیشک تو آج کے
دن بڑے رتبہ کا امانت دار ہے (54) یوسف نے کہا کہ مجھ کو مقرر
کر دیجئے خزانوں پر بیشک میں نگہبانی کرنے والا جاننے والا
ہوں (55) اور اسی طرح ہم نے منزلت دی یوسف کو اس زمین
(یعنی ملک مصر) میں رہتا تھا اُس ملک میں جہاں چاہتا تھا ۔
پہنچا دیتے ہیں ہم اپنی رحمت جس کو ہم چاہتے ہیں اور نہیں ضائع
کرتے بدلا نیک کام کرنے والوں کا (56) اور البتہ آخرت کا بدلا
بہتر ہے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور پرہیزگار ہوتے
ہیں (57)

تھا اور حضرت یوسف نے صاف کہا تھا کہ اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے
تھے پس اُنہی عورتوں سے بادشاہ نے ، اذ راودتن یوسف عن نفسہ ، کہہ کر سوال کیا پس تحقیق معلوم ہوا
کہ وہ صیغہ جمع کا اُن عورتوں کی نسبت بولا گیا ہے جو تعداد میں چار پانچ تھیں پھر اُس سے واحد مراد لینا
خلاف واقع اور خلاف حقیقت ہے ۔ دوسرا احتمال یہ لکھا ہے کہ اُس سے گروہ عورتوں کا مراد ہے خواہ
اُن میں سے ہر ایک نے حضرت یوسف کو خود اپنے ساتھ خوش کرنے کی لگاوٹ کی ہو خواہ عزیز مصر کی عورت

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ
فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾
وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ
ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ
اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا
خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ
بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ
وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ
عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾
وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ
فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ
اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى
اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ
فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ
وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ
اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ
عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰهُ
خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ
الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

اور آئے یوسف کے بھائی پھر اُس کے سامنے گئے یوسف نے اُن کو پہچانا
اور وہ اُس کو نہیں پہچانتے تھے (۵۸) اور جب مہیا کردیا
اُن کو اُن کا سامان تو کہا کہ لاؤ میرے پاس بھائی اپنے کو جو کہ تمہارے
باپ سے ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا پیمانہ دیتا ہوں اور
میں بہت اچھی مہمانی کرنیوالا ہوں (۵۹) پھر اگر تم اُس کو
نہ لاؤ گے تو تمہارے لئے میرے پاس پیمانہ نہیں ہے (یعنی تم کو اناج
نہیں دینے کا) اور میرے پاس مت آؤ (۶۰) اُنہوں نے کہا کہ
ہم اُس (بھائی) کی نسبت اُس کے باپ سے بات چیت کرینگے اور
بیشک ہم (اس کام کو) کرنے والے ہیں (۶۱) یوسف نے
اپنے خدمتگاروں کو (فی تفسیر ابن عباس لفتیانہ لغلمانہ)
کہا کہ رکھ دو اُن کی پونجی (یعنی روپیہ جو اُنہوں نے غلہ کے
عوض میں دیا تھا) اُن کی خورجیوں میں شاید کہ وہ اُس کو جان
لینگے جب کہ پھر جاوینگے اپنے لوگوں میں شاید کہ وہ پھر آویں (۶۲)
پھر جب پھر گئے اپنے باپ کے پاس تو اُنہوں نے کہا اے ہمارے باپ
منع کیا گیا ہے ہم سے پیمانہ (یعنی اناج دینا) پھر بھیج ہمارے ساتھ ہمارے
بھائی کو تاکہ ہم پیمانہ لیں اور بیشک ہم اُس کے لئے البتہ نگہبان
ہیں (۶۳) یعقوب نے کہا کہ میں تم کو اُس پر امانت دار بناؤں
مگر جیسے کہ میں نے امانت دار کیا تھا تم کو اُس کے بھائی پر اس سے
پہلے۔ پھر اللہ بہتر ہے حفاظت کرنیوالا اور وہ بہت بڑا مہربان
ہے مہربانوں کا (۶۴)

کے ساتھ مگر گو یہ احتمال اُس تفسیر کا مؤید ہے جو ہم نے بیان کی ہے مگر اس احتمال میں بھی جو دو شقیں بیان ہوئی ہیں اُن میں سے ہم پہلی شق کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ زیادہ تر الفاظ قرآن کے مناسب ہے +

ان آیتوں کے بعد کی آیت میں جو عزیز مصر کی عورت کا قول ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس کی بابت تم مجھ کو ملامت کرتی ہو۔ قالت فذلکن الذی لمتننی فیہ (آیت --) + اس کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اُن کی ملامت یوسف کے ساتھ عشق رکھنے کی تھی مفسرین نے اس واقعہ کی صورت اس طرح سمجھی ہے کہ اُن عورتوں نے حضرت یوسف کو کبھی نہیں دیکھا تھا اور عزیز مصر کی عورت نے اُن کو دعوت میں بلایا کہ جب وہ یوسف کے حسن و جمال کو دیکھینگی تو ملامت نہیں کرنے کیں جب اُنہوں نے دفعۃً حضرت یوسف

وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ
رُدَّتْ إِلَيْهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا
نَبْغِي هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ
إِلَيْنَا وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا
وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ذَٰلِكَ كَيْلٌ
يَسِيرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ
حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ
لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ
بِكُمْ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ
قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿۶۶﴾
وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ
وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ
مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ
مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ
أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ
مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ
يَعْقُوبَ قَضَاهَا وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۶۸﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا
عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا
أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۶۹﴾

اور جب اُنہوں نے کھولا اپنا اسباب اُنہوں نے پایا کہ اُن کی پونجی
پھیری گئی ہے اُن کو اُنہوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہم کیا چاہیں
اس سے زیادہ، یہ ہماری پونجی پھیری گئی ہے ہم کو۔ اور (وہاں جاکر)
اناج لادیں اپنے لوگوں کے لئے اور حفاظت کریں اپنے بھائی کی اور
زیادہ لادیں پیمانہ ایک اونٹ کا (یعنی اناج ایک اونٹ کی بوجھ کے
لائق) یہ پیمانہ (یعنی اناج جو لائے ہیں) تھوڑا ہے ﴿۶۵﴾ یعقوب
نے کہا کہ ہرگز میں نہ بھیجوں گا اُس کو تمہارے ساتھ جب تک تم نہ
دو پکا قول خدا کی سوگند، پھر لے آؤ گے اُس کو میرے پاس مگر یہ کہ تم
گھیر لئے جاؤ (یعنی گرفتار ہو جاؤ) پھر جب یعقوب کو اُنہوں نے
پکا عہد دیا تو یعقوب نے کہا کہ اللہ اُس پر جو ہم کہتے ہیں ذمہ دار
ہے ﴿۶۶﴾ اور یعقوب نے کہا کہ اے میرے بیٹو تم نہ داخل ہو ایک
دروازہ سے اور داخل ہو جدا جدا دروازوں سے۔ میں بے پرواہ
نہیں کرتا تم کو اللہ سے کسی چیز سے کسی کے لئے حکم نہیں ہے
بجز خدا کے اُسی پر میں نے توکل کیا اور اُسی پر چاہیے توکل کریں
توکل کرنے والے ﴿۶۷﴾ اور جب وہ داخل ہوئے (یعنی مصر میں)
جس طرح کہ اُن کو حکم کیا تھا اُن کے باپ نے نہ تھا کہ بے پرواہ کر
اُن کو اللہ سے کسی چیز سے لیکن ایک خواہش تھی یعقوب کے
دل میں اُس کو پورا کیا اور بے شک وہ (یعنی یعقوب) صاحب علم
تھا اُس چیز سے کہ ہم نے اُس کو سکھلایا تھا ولیکن اکثر آدمی
نہیں جانتے ﴿۶۸﴾ اور جب وہ داخل ہوئے یوسف کے پاس تو یوسف
نے جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو (کہا) میں بے شک تیرا بھائی ہوں
پھر تو غمگین ہو اُس سے جو وہ کرتے تھے ﴿۶۹﴾

کو دیکھا تو اُن کے حسن و جمال کے سبب اُن کو ہوش نہ رہا اُنہوں نے بجائے گوشت یا میوہ کے اپنے
ہاتھ کاٹ لئے اور کہا کہ یہ تو انسان نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے۔ اُس وقت عزیز مصر کی عورت نے
کہا کہ یہ وہی ہے جس کے عشق کی بابت تم مجھ کو ملامت کرتی ہو +

مگر جس طرح کہ ہم نے قرآن مجید کی ایک آیت سے دوسری آیت کی تفسیر بیان کی ہے اُس سے
صورت واقعہ اس کے برخلاف ہے جو مفسرین نے نکالی ہے بلکہ صورت واقعہ یہ تھی کہ اُن عورتوں کی ملامت

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ
السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ
أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿۷۰﴾
قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿۷۱﴾
قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ
بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿۷۲﴾
قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا
لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ
وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿۷۳﴾ قَالُوا فَمَا
جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ﴿۷۴﴾
قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ
فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَٰلِكَ نَجْزِي
الظَّالِمِينَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ
قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا
مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ كَذَٰلِكَ كِدْنَا
لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ
فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ
نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ وَفَوْقَ كُلِّ
ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوا إِنْ
يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ
فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا
لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرٌّ مَكَانًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ
بِمَا تَصِفُونَ ﴿۷۷﴾

پھر جب مہیا کر دیا اُن کا سامان رکھ دیا پانی پینے کا پیالہ (جو کہ
مرصع بجواہرات اور بیش قیمت تھا) اپنے بھائی کی خورجی میں
پھر پکارا پکارنے والا کہ اے قافلے والو بیشک تم البتہ چور ہو ﴿۷۰﴾
انہوں نے کہا اور اُن کے سامنے آئے کہ کیا چیز تمہاری جاتی رہی
ہے ﴿۷۱﴾ اُن لوگوں نے کہا کہ جاتا رہا ہے پیالہ بادشاہ کا اور
جو کوئی اُس کو لاوے اُس کے لئے ہے بوجھ ایک اونٹ کا اور میں
اُس عہد کے ضامن ہیں ﴿۷۲﴾ اُنہوں نے کہا خدا کی قسم بیشک
تم جانتے ہو کہ ہم نہیں آئے کہ فساد کریں زمین میں (یعنی
ملک میں) اور ہم ہرگز چور نہیں ہیں ﴿۷۳﴾ اُن لوگوں نے
کہا کہ پھر کیا بدلا ہے اُس کا (یعنی چُرانے کا) اگر تم جھوٹے ہو ﴿۷۴﴾
اُن لوگوں نے کہا اُس کا بدلا وہی شخص ہے جس کی خورجی میں وہ
پایا جاوے پھر وہی اُس کا بدلا ہے اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں
اپنے ملک میں ظلم کرنے والوں کو ﴿۷۵﴾ پھر شروع کی یوسف نے
اُن کی خورجیوں کی (تلاشی) پہلے اپنے بھائی کی خورجی کی
پھر نکالا اُس کو (یعنی پیالہ کو) اپنے بھائی کی خورجی میں سے
اس طرح ہم نے مکر کیا یوسف کے لئے نہیں تھا کہ لیلیوے اپنے
بھائی کو بادشاہ کے قانون میں مگر یہ کہ اللہ چاہے - بلند
کرتے ہیں ہم درجے جس کے چاہتے ہیں - اور برتر ہر جاننے کی
جاننے والا ہے ﴿۷۶﴾ اُنہوں نے کہا اگر یہ چُرالے تو بیشک
چرایا تھا اُس کے ایک بھائی نے اس سے پہلے - پھر پوشیدہ رکھا
اُس کو یوسف نے اپنے دل میں اور نہیں ظاہر کیا اُس کو (یعنی اُس
کے جواب کو) اُن پر اور کہا کہ تم شریر ہو اپنی جگہ میں اور اللہ
جانتا ہے جو کچھ کہ تم بیان کرتے ہو ﴿۷۷﴾

اس بات پر بھی کہ عزیز کی عورت جو بہت اعلیٰ درجہ کی ہے ایک اپنے غلام پر اس طرح فریفتہ ہو جاوے
اور وہ اُس پر ملتفت نہ ہو - پس اُس مجلس دعوت میں جب اُن عورتوں نے بھی - طرح سے حضرت یوسف
کی خوشامد اور اُن سے لگاوٹ کی اور آخرکار اُن کو دھمکانے اور ڈرانے اور جرم ٹھیرانے کے لئے
اپنے ہاتھ بھی کاٹ لئے اور جب بھی حضرت یوسف مخش کے مرتکب نہ ہوئے تو اُن عورتوں نے کہا کہ

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا
فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ
الْمُحْسِنِيْنَ (۷۸) قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ
اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ
اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ (۷۹) فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ
خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا
اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا
مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ
فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى
يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ
خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (۸۰) اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ
فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا
شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا
وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ (۸۱)
وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ
الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا
لَصٰدِقُوْنَ (۸۲) قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ
لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ
الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (۸۳) وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ
يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ
مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ (۸۴)

انہوں نے کہا کہ اے عزیز اس کا باپ ہے بہت بڈھا پھر لے تو ہم میں
سے ایک کو اس کی جگہ بیشک ہم دیکھتے ہیں تجھ کو احسان کرنے
والوں میں سے (۷۸) یوسف نے کہا پناہ بخدا کہ ہم لیویں سوائے
اس شخص کے پایا ہے ہم نے اپنا مال اس کے پاس بیشک اس وقت
ہم ہونگے ظالموں سے (۷۹) پھر جب نا امید ہوئے اس سے تو الگ
ہو بیٹھے آپس میں مشورہ کرنے کو کہا ان کے سب سے بڑے نے کیا
نہیں جانتے ہو تم یہ کہ تمہارے باپ نے لیا ہے تم سے پکا
عہد خدا سے اور اس سے پہلے کیا تقصیر کی تھی تم نے یوسف کے
حق میں پس میں نہ جاؤں گا اس سرزمین سے جب تک اجازت
نے مجھ کو میرا باپ یا حکم کرے اللہ میرے لئے اور وہ بہتر ہے
حکم کرنے والوں کا (۸۰) پھر جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو اے ہمارے
باپ بیشک تیرے بیٹے نے چوری کی اور ہم نے نہیں گواہی دی
مگر اس کی جو ہم جانتے تھے (یعنی اپنے ملک کے قانون کی کہ جو
چوری کرے وہی اس کے بدلے میں لیا جاوے) اور ہم نہیں تھے غیب کی
بات کے نگہبان (یعنی اس بات کو نہیں جانتے تھے کہ ہمارا بھائی چور
نکلیگا) (۸۱) اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں ہم تھے اور قافلے سے
جس میں ہم آئے تھے اور بیشک ہم سچے ہیں (۸۲) یعقوب نے
کہا بلکہ بنا لی ہے تمہارے لئے تمہارے دلوں نے ایک بات پس صبر اچھا
ہے امید ہے کہ اللہ میرے پاس لے آوے سب کو تحقیق وہ جاننے والا
ہے حکمت والا (۸۳) اور منہ پھیر لیا ان سے اور کہا ہائے میرا
افسوس یوسف پر اور سفید ہو گئیں اس کی (یعنی یعقوب کی)
آنکھیں پھر وہ غم سے بھرا ہوا تھا (۸۴)

یہ تو انسان نہیں ہے بلکہ ایک بزرگ فرشتہ ہے کہ کسی طرح داؤ میں نہیں آیا۔ اس پر عزیز مصر کی عورت نے کہا کہ یہ وہی ہے جس کی بابت تم مجھ کو ملامت کرتی ہو کہ میں تو اس پر فریفتہ ہوں اور وہ مجھ پر ملتفت نہیں ہوتا اس کے بعد عزیز مصر کی عورت کا یہ کہنا کہ میں نے اس سے خواہش کی اس کو اپنے آپ کی حفاظت سے ڈگمگانے کو مگر وہ نہیں ڈگمگایا اور بچا رہا اور اگر وہ نہ کریگا جو میں اس کو کہتی ہوں تو وہ

ولقد راودته عن نفسه فاستعصم ولئن لم يفعل ما آمره ليسجنن وليكونا من الصاغرين۔
(آیت ۳۲) +

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾	اُنہوں نے کہا بخدا ہمیشہ تو رہیگا یاد کرتا یوسف کو یہاں تک کہ تو ہو جاوے مضمحل یا ہو جاوے تو مرنے والوں میں سے ﴿۸۵﴾

ضرور قید کیا جاویگا اور البتہ ہوگا چھٹ بھیوں میں سے اُس پر حضرت یوسف کا یہ کہنا کہ "اے میرے خدا قید خانہ مجھے زیادہ پیارا ہے اُس بات سے قال رب السجن احب الی مما تدعوننی الیہ (آیت ۳۳) جو وہ مجھ سے چاہتی ہیں" بالکل مؤید و مثبت اُس واقعہ کا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے پس ان تمام آیتوں کے ملانے سے اس واقعہ کی وہی تصویر سامنے آجاتی ہے جو ہم نے بیان کی ہے +

(ثم بدا لھم من بعد ما رأوا الایات) اس میں کچھ شبہ نہیں ہوسکتا کہ حضرت یوسف کے قید میں بھیجنے کا ارادہ مجلس دعوت کے بعد پیدا ہوا پس سوال یہ ہے کہ قید میں بھیجنے کی بنیاد وہی پہلا واقعہ تھا جس میں کرتا پھٹا تھا یا اور کوئی نیا امر پیدا ہوا ہمارے نزدیک دعوت کے جلسہ میں اُن عورتوں کا مکر سے ہاتھ کاٹ لینا ایک نیا واقعہ حضرت یوسف کو قید میں بھیجنے کا پیدا ہوا لیکن مفسرین اُس پہلے ہی واقعہ کو قید کا سبب قرار دیتے ہیں بہرحال یہ ایک ایسا خفیف امر ہے جس میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں مگر تفسیر کبیر میں جو کچھ اُس کی نسبت لکھا ہے اُس کو اس مقام پر نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ "جب عورت کے شوہر کو حضرت یوسف کی پاکدامنی معلوم ہوئی تو اُس نے حضرت یوسف سے کچھ تعرض نہیں کیا پس عورت نے اس کے بعد ہر طرح کے حیلے کئے تاکہ یوسف اُس کے ڈھب پر چڑھ جائیں لیکن وہ بالکل ملتفت نہ ہوئے پس جب وہ مایوس ہوگئی تو ایک طریقہ نکالا اور اپنے شوہر سے کہا کہ اس عبرانی غلام نے مجھ کو لوگوں میں رسوا کیا لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے اُس کو پھسلایا اور میں اُس کی کوئی تاویل نہیں کرسکتی یا تو مجھ کو اجازت دو کہ میں گھر سے نکلکر اس کا دفعیہ کروں یا اُس کو قید کر دو جیسا کہ تم نے مجھ کو قید کر دیا ہے۔ اس بات پر عزیز مصر کو خیال ہوا کہ یوسف کا قید

اعلم انہ لما ظہر للمرأة براءة ساحة یوسف علیہ السلام فلاجرم لم یتعرض لہ فاحتالت المرأة بعد ذلک بجمیع الحیل حتی تحمل یوسف علیہ السلام علی موافقتہا علی مرادھا فلم یلتفت یوسف الیہا فلما ایست منہ احتالت فی طریق اخر وقالت لزوجہا ان ھذا العبد العبرانی فضحنی فی الناس یقول لھم انی راودتہ عن نفسہ وانا لا اقدر علی اظہار عذری فاما ان تاذن لی فاخرج واعتذر واما ان تحبسہ کما حبستنی فعند ذلک وقع فی قلب العزیز ان الاصلح حبسہ حتی یسقط عن السنة الناس ذکر ھذا الحدیث حتی تقل الفضیحة فھذا ھو المراد من قولہ ثم بدا لھم من بعد ما رأوا الایات لیسجننہ حتی حین لان البدأ عبارة عن تغیر الرأی عما کان علیہ فی الاول والمراد من الایة براءتہ بقد القمیص من دبر وخمش الوجہ والزام الحکم ایاھا قولہ انہ من کیدکن ان کیدکن عظیم۔ (تفسیر کبیر) +

کرنا مناسب ہے تاکہ لوگوں کی زبانوں پر یہ تذکرہ نہ رہے اور رسوائی کم ہو جائے اور خدا کے اس قول میں ثم بدا لھم من بعد ما رأوا الایات کا یہی مطلب ہے کیونکہ بدا کے یہ معنی ہیں کہ پہلے جو

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾	اس نے کہا بات یہ ہے کہ میری شکایت کرنا اپنی بیقراری اور اپنے غم کی اللہ ہی سے ہے اور میں جانتا ہوں اللہ سے جو کچھ کہ تم نہیں جانتے ﴿۸۶﴾

سنے بھی وہ بدل جانے - اور آیت سے مراد حضرت یوسف کی پاکدامنی ہے قمیص کے پیچھے کی جانب سے پھٹے ہونے سے اور فیصلہ کرنے والے کے اس الزام دینے سے کہ یہ تمہارا فریب ہے اور تمہارا فریب بہت بڑا ہے +

اس کے بعد جو آیتیں ہیں وہ حضرت یوسف کے قید میں جانے اور دو قیدیوں اور فرعون مصر کی خوابوں کے متعلق ہیں جن کی تفسیر بیان ہو چکی ہے +

اب تمام سورہ میں صرف دو تین مقام قابل غور باقی رہ گئے ہیں ایک یہ " وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم - دوسرے یہ کہ - اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا - فلما ان جاء البشیر القاہ علی وجھہ فارتد بصیرا - تیسرے یہ کہ - ولما فصلت العیر قال ابوھم انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون " پس اب ہم تینوں مقاموں کی تفسیر بیان کرنی چاہتے ہیں +

وابیضت عیناہ ، سے زوال بصارت یعنی اندھا ہونا مراد لینا صحیح نہیں ہے غم سے اور زیادہ رونے سے انسان کی آنکھوں میں اس کی بینائی میں ضعف آجاتا ہے اور آنکھوں کے ڈھیلوں میں جو سفیدی ہے اس کی رنگت اصلی سفید رنگ میں اور پُر رونق نہیں رہتیں بلکہ بے رونق اور اصلی رنگ سے زیادہ سفید ہو جاتی ہیں اور تراوت کی بجائے خشکی آجاتی ہے یہاں تک کہ آنسو نکلنے بھی موقوف ہو جاتے ہیں اور آنکھیں ڈگر ڈگر کرنے لگتی ہیں پس یہی حال حضرت یعقوب کی آنکھوں کا ہو گیا تھا قرآن مجید کے یہ الفاظ کہ ، من الحزن فھو کظیم ، صاف اسی مطلب کو ظاہر کرتے ہیں +

لیکن یہ حالت دفعةً بدل جاتی ہے جب کہ وہ غم دور ہو جاوے دل میں بشاشت اور دماغ میں قوت آجاتی ہے خون کی گردش تیز ہو جاتی ہے اور ان سب باتوں سے آنکھیں پر رونق ہو جاتی ہے ضعف بصر جاتا رہتا ہے اور اصلی بصارت پھر آجاتی ہے اسی حالت کی نسبت یات بصیرا اور فارتد بصیرا کہا گیا ہے - یہ سب امور طبعی ہیں جو انسان پر ایسی حالت میں گذرتے ہیں پس کوئی ضرورت نہیں کہ ہم ان طبعی واقعات کو بیہودہ اور بے سروپا روایتوں کی بناپر دور از کار قصے بنا دیں اور جھوٹے قصوں کو قرآن مجید کی تفسیر میں داخل کر کے کلام الٰہی کے ساتھ بے ادبی کریں +

تفسیر کبیر میں بھی بعض اقوال ایسے لکھے ہیں جو بہت کچھ اُس تفسیر سے جو ہم نے بیان کی ہے مناسبت رکھتے ہیں اس مقام پر اُن کا نقل کرنا خالی از لطف نہ ہوگا +

یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ	اے میرے بیٹو جاؤ اور خبر لگاؤ یوسف کی اور اُس کے بھائی کی

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ "جب حضرت یعقوب نے کہا کہ ہُوئے افسوس یوسف پر۔ تو اُن پر رونے نے غلبہ کیا اور رونے کے وقت آنکھ میں پانی بہت ہوجاتا ہے اور آنکھ ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا سپید ہوگئی ہے اس پانی سے۔ اور خدا کا یہ قول کہ یعقوب کی آنکھیں غم سے سپید ہوگئیں رونے کے غلبہ سے کنایہ ہے اور اس قول کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ غم کا اثر رونے کا غلبہ ہے نہ اندھا ہوجانا پس اگر ہم سپیدی کو غلبۂ بکا پر محمول کریں تو یہ تعلیل معقول ہوگی اور اگر اندھے پن پر محمول کریں تو یہ تعلیل موزوں نہ ہوگی۔ اس لئے ہم نے جو ذکر کیا وہی بہتر ہے۔ اور یہ تفسیر باوجود اس دلیل کے حضرت ابن عباس سے مروی بھی ہے جیسا کہ واحدی نے بسیط میں روایت کیا ہے پس اس روایت سے جو حضرت ابن عباس سے بیان ہوتی ہے صاف ظاہر ہے کہ ابیضت عیناہ سے حضرت یعقوب کا اندھا ہوجانا مراد نہیں ہے ✦

انہ لما قال یا اسفیٰ علی یوسف غلبہ البکاء وعند غلبۃ البکاء یکثر الماء فی العین فتصیر العین کانھا ابیضت من بیاض ذلک الماء وقولہ ابیضت عیناہ من الحزن کنایۃ عن غلبۃ البکاء والدلیل علی صحۃ ھذا القول ان تاثیر الحزن فی غلبۃ البکاء لا فی حصول العمی فلو حملنا الابیضاض علی غلبۃ البکاء کان ھذا التعلیل حسنا ولو حملنا علی العمی لا یحسن ھذا التعلیل فکان ما ذکرناہ اولیٰ وھذا التفسیر مع الدلیل رواہ الواحدی فی البسیط عن ابن عباس رضی اللہ عنھما۔ (تفسیر کبیر) ✦

ایک اور قول اسی مقام پر تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ "بعضوں نے کہا ہے کہ وہ اندھے نہیں ہوگئے تھے بلکہ اُن کو نظر آتا تھا لیکن کم نظر آتا تھا ✦

ومنھم من قال ما عمی لکنہ صار بحیث یدرک ادراکا ضعیفا۔ (تفسیر کبیر) ✦

اس کے بعد تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ "پھر وہ بصیر ہوگئے۔ اور ارتداد کے معنی کسی شے کا اس حالت پر واپس آجانا ہے جو پہلی تھی۔ اور خدا کا یہ قول فارتد بصیرا اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اُن کو بصیر کردیا جیسا کہ محاورہ میں کہتے ہیں کہ کھجور لمبی ہوگئی اور خدا نے اُس کو لمبی کردیا۔ اور اس میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے سو بعضوں نے کہا کہ وہ بالکل اندھے ہوگئے تھے اور اللہ نے اُن کو اس وقت بصیر کردیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُن کی نگاہ زیادہ رونے سے اور غم سے ضعیف ہوگئی تھی پس جب اُن پر کرتہ ڈالا اور یوسف کی زندگی کی خوشخبری دی تو اُن کو بہت خوشی حاصل ہوئی اور اُن کا سینہ کھل گیا اور غم جاتا رہا۔

فارتد بصیرا ای رجع بصیرا ومعنی الارتداد انقلاب الشیء الی حالۃ قد کان علیھا وقولہ فارتد بصیرا ای صیرہ اللہ بصیرا کما یقال طالت النخلۃ واللہ تعالیٰ اطالھا واختلفوا فیہ فقال بعضھم انہ کان قد عمی بالکلیۃ فاللہ تعالیٰ جعلہ بصیرا فی ھذا الوقت وقال آخرون بل کان قد ضعف بصرہ من کثرۃ البکاء وکثرۃ الاحزان فلما القوا القمیص علی وجھہ وبشر بحیاۃ یوسف علیہ السلام عظم فرحہ وانشرح صدرہ وزالت احزانہ فعند ذلک قوی بصرہ وزال النقصان عنہ۔ (تفسیر کبیر) ✦

وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرِيْنَ ﴿۸۷﴾	اور نا امید نہ ہو اللہ کی رحمت سے بیشک نہیں نا امید ہوتا کوئی اللہ کی رحمت سے بجز کافروں کی قوم کے ﴿۸۷﴾

پس اُن کی نگاہ ہو گئی اور جو نقصان تھا جاتا رہا +

اب "لاجد ریح یوسف" پر غور کرنی باقی ہے - یہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب کو اس بات پر کہ حضرت یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہرگز یقین نہیں تھا اور وہ بلاشبہ اُن کو زندہ سمجھتے تھے اور ایسے موقع پر یہی خیالات ہوتے ہیں کہ وہ کہیں چلا گیا ہوگا اور کسی نے اُس کو اپنے پاس رکھ لیا ہوگا یا بطور غلام کے بیچ ڈالا ہوگا اور اُس زمانہ کی حالت کے موافق یہ اخیر خیال زیادہ قوی ہوگا انہی وجوہات سے اُن کو ہمیشہ یوسف کی تلاش رہتی تھی اور ہمیشہ اُس کے ملنے کی توقع رکھتے تھے اور ان کے تلاش کرنے کی تاکید کیا کرتے تھے - یہ ایسا امر ہے جو ہمیشہ ہوتا ہے اس زمانہ میں بھی اگر کسی کا لڑکا گم ہو جاتا ہے یا کہیں نکل جاتا ہے تو ہمیشہ اُس کی تلاش میں رہتا ہے اور اس سے ملنے یا اُس کے مل جانے کی توقع رکھتا ہے +

اُس زمانہ میں مصر کی ایسی حالت تھی کہ لڑکے اور لڑکیوں کو پکڑ لیجا کر وہاں بیچ ڈالنا زیادہ قرین قیاس تھا اور کچھ تعجب نہیں ہے کہ حضرت یعقوب کو بھی یہ خیال ہو کہ کسی شخص نے یوسف کو پکڑ لیا ہو اور مصر میں لیجا کر بیچ ڈالا ہو - تفسیر کبیر میں ایک روایت لکھی ہے گو اُس روایت کا طرز بیان کیسا ہی فضول ہو مگر اُس کی فضولیات چھوڑ کر دو نتیجے اُس سے نکالے جا سکتے ہیں ایک یہ کہ حضرت یعقوب کو یوسف کے زندہ ہونے کا یقین تھا دوسرے یہ کہ اُن کو یوسف کے مصر میں ہونے کا احتمال تھا اور وہ روایت یہ ہے کہ "حضرت یعقوب نے کہا کہ میں خدا کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے یعنی میں خدا کا وہ احسان اور رحمت جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور وہ یہ ہے کہ خدا میرے لئے خوشی لائیگا اور مجھے پہلے سے اُس کی کچھ خبر نہ ہوگی پس یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حضرت یعقوب یوسف کے ملنے کی امید رکھتے تھے اور لوگوں نے اس امید کے مختلف وجوہ بیان کئے ہیں ایک یہ کہ ملک الموت اُن کے پاس آئے تو اُن سے یعقوب نے پوچھا کہ تم نے میرے بیٹے کی روح قبض کر لی اُنہوں نے کہا اے خدا کے پیغمبر نہیں - پھر ملک الموت نے مصر کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اُدھر تلاش کیجئے +

قال یعقوب علیہ السلام واعلم من اللہ مالا تعلمون ای اعلم من رحمتہ و احسانہ مالا تعلمون وھو انہ تعالیٰ یاتینی بالفرج من حیث لا احتسب فھو اشارۃ الی انہ کان یتوقع وصولہ الیہ وذکروا لسبب ھذا التوقع امورا احدھا ان ملک الموت اتاہ فقال ایھا الملک ھل قبضت روح ابنی یوسف قال لا یا نبی اللہ ثم اشار الی جانب مصر وقال اطلبہ ھھنا - تفسیر کبیر

بلاشبہ حضرت یعقوب نے مصر میں بھی تلاش کی ہوگی مگر وہ عزیز مصر کے ہاتھ بیچے گئے تھے

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ	پھر جب وہ داخل ہوئے یوسف پاس (اپنی تیسری دفعہ) تو اُنھوں نے کہا اے عزیز

اور محلوں میں داخل تھے اور ایک مدت تک قید رہے اُن کا پتا نہیں لگ سکتا ہوگا مگر جب حضرت یوسف کے بھائی مصر میں گئے اور حضرت یوسف بھی اُس زمانہ میں عروج کی حالت میں تھے اور رعایت اور سلوک کہ اُنھوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا اور پھر اپنے حقیقی بھائی کے لانے کی بھی تاکید کی تھی اور کچھ حالات بھی اُن کے سُنے ہونگے تو اُن کے بھائیوں اور اُن کے باپ کے دل میں ضرور شبہ پیدا ہوا ہوگا کہ کہیں یہ یوسف ہی نہ ہو مگر جس درجۂ شاہی پر اُس وقت حضرت یوسف تھے یہ شبہ پختہ نہ ہوتا ہوگا اور دل سے نکل جاتا ہوگا +

اس بات کا ثبوت کہ یوسف کے بھائیوں کے دل میں بھی شبہ تھا کہ وہ یوسف ہی ہو خود قرآن مجید سے پایا جاتا ہے کیونکہ جب حضرت یوسف نے اُن سے کہا کہ "تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا۔ تو بغیر اس کے کہ حضرت یوسف کہیں کہ میں یوسف ہوں اُن کے بھائی بول اُٹھے کہ ءانک لانت یوسف یعنی کیا سچ مچ تم یوسف ہو۔ اسی طرح حضرت یعقوب کے بیٹوں کے مصر میں آنے جانے اور حالات سُننے سے یوسف کی نسبت مصر میں ہونے بلکہ یوسف کے یوسف ہونے کا شبہ قوی ہو جاتا تھا اس امر کی تقویت کے علاوہ اُس پہلی روایت کی موید چند اور روایتیں تفسیر کبیر میں موجود ہیں +

ایک روایت یہ ہے کہ "سدی کا قول ہے کہ جب حضرت یعقوب کو اُن کے بیٹوں نے

قال السدی لما خبرہ بنوہ بسیرۃ الملک وکمال حالہ فی اقوالہ وافعالہ طمع ان یکون ھو یوسف وقال یبعد ان یظھر فی الکفار مثلہ۔ (تفسیر کبیر) +

عزیز مصر کے صفات اور اُن کے اقوال و افعال کے کمال سے مطلع کیا تو اُن کو امید ہوئی کہ وہ یوسف ہی ہونگے اور یہ کہا کہ کافروں میں تو ایسا شخص پیدا نہیں ہو سکتا +

ایک یہ کہ "اُنھوں نے قطعاً جان لیا کہ بنیامین چوری نہیں کر سکتا اور یہ سُنکر بادشاہ نے

علم قطعا ان بنیامین لا یسرق وسمع ان الملک ما آذاہ وما ضربہ فغلب علی ظنہ ان ذلک الملک ھو یوسف (تفسیر کبیر)

اُس کو نہ ستایا نہ مارا پس اُن کو گمان غالب ہوا کہ یہ بادشاہ یوسف ہی ہوگا +

ایک یہ کہ وہ اپنی اولاد کی طرف مخاطب ہوئے اور اُن کے ساتھ مہربانی سے باتیں کیں

انہ رجع الی ولدہ وتکلم معھم علی سبیل اللطف وھو قولہ یا بنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ۔ واعلم انہ علیہ السلام لما طمع فی وجدان یوسف بناء علی الامارات المذکورۃ قال لبنیہ تحسسوا من یوسف۔ (تفسیر کبیر) •

جیسا کہ خدا نے کہا یا بنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ۔ اور جان تو کہ حضرت یعقوب کو جب اُن نشانیوں کی اُمید بندھی تو اُنھوں نے بیٹوں سے

مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾	چھوا ہم کو اور ہمارے لوگوں کو سختی نے اور ہم لائے ہیں اک حقیر (یعنی تھوڑی سی) پونجی پھر پورا دے ہم کو بھاؤ اور خیرات کر ہم پر بیشک اللہ جزا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو ﴿۸۸﴾

کہا کہ یوسف کا پتہ لگاؤ +

پس جب کہ حضرت یعقوب کا شبہ اس قدر قوی ہو گیا اور جو مہربانی یوسف نے اپنے بھائی کے ساتھ کی تھی اُس کو سن کر اُن کو گمان غالب ہو گیا تھا کہ وہ بنیامین کا بھائی یوسف ہے تو اُن کو یقین کامل تھا کہ اب کے جو قافلہ واپس آویگا تو ٹھیک خبر یوسف کی لاویگا جب کہ تیسری دفعہ یہ لوگ مصر میں گئے تو حضرت یوسف نے سب کے سامنے کہدیا تھا کہ میں یوسف ہوں اور حضرت یعقوب کو معہ تمام کنبہ کے بُلانے کے لئے کہا تھا اور اُن کے لئے بہت سا سامان مہیا کرنے کو حکم دیا تھا جس کے لئے کچھ عرصہ لگا ہوگا اس عرصہ میں حضرت یوسف کے مصر میں موجود ہونے کی خبر افواہً حضرت یعقوب کو پہنچ گئی ہوگی اُس افواہ پر اُن کو یقین ہؤا اور اُنھوں نے فرمایا کہ "انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون" یعنی میں پاتا ہوں خبر یوسف کی اگر تم مجھ کو بہکا ہؤا نہ کہنے لگو +

ہم کو نہیں معلوم ہے کہ قرآن مجید میں کہیں "ریح" کا لفظ بمعنی بو کے آیا ہو اس مقام پر ریح کا لفظ یوسف کی طرف مضاف ہے تو اب ہم کو دیکھنا چاہئے کہ قرآن مجید میں اور کہیں بھی ریح کا لفظ کسی شخص یا اشخاص کی نسبت مضاف ہو کر آیا ہے یا نہیں اگر آیا ہے تو اس کے کیا معنی ہیں تلاش کے بعد ہم کو یہ آیت ملی "واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم" (سورۂ انفال آیت ۴۸) یعنی جاتی رہیگی ہوا تمہاری یعنی قوت واتفاق کی جو خبر مشہور ہے اس کی شہرت جاتی رہیگی +

علاوہ اس کے خود ریاح کو بشر یعنی خبر دینے والی خدا نے کہا ہے "ھو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ" (سورۂ اعراف آیت ۵۵) اور ریاح کو مبشرات بھی کہا ہے یعنی خبر دینے والیاں "ومن آیاتہ ان یرسل الریاح مبشرات" (سورۂ لقمان آیت ۴۵) پس ریح یوسف سے صاف مراد اس افواہی خبر سے ہے جس سے یوسف کا ہونا حضرت یعقوب نے سُنا تھا +

مفسرین کے دل میں یہ کہانی بسی ہوئی تھی کہ جب حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا ہے تو حضرت جبرئیل نے بہشت سے ایک قمیص لاکر حضرت ابراہیم کو پہنا دیا تھا جس کے سبب سے وہ آگ میں نہیں جلے ۔ وہ قمیص حضرت اسحٰق اور اُن کے بعد حضرت یعقوب پاس آیا حضرت یعقوب نے اس کو بطور تعویذ کے چاندی میں منڈھ کر حضرت یوسف کے گلے میں لٹکا دیا ۔ جب اُن کو اندھے کنوئیں میں ڈالا ہے تو وہ تعویذ اُن کے گلے میں رہ گیا تھا ۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ
اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ
لَاَنْتَ يُوْسُفُ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ
هٰذَآ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا
اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا
تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ
كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ
الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ
اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا
بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ
اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ
اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ
قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ
لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا
تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ
الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾
فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ
عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ
مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ قَالُوْا
يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا
خٰطِئِيْنَ ﴿۹۸﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ
رَبِّيْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۹﴾

یوسف نے کہا کہ کیا جانتے ہو تم جو کچھ کہ تم نے کیا یوسف
اور اُس کے بھائی کے ساتھ جب کہ تم جاہل تھے ﴿۸۹﴾ وہ بولے
اُٹھے کہ کیا بیشک تو البتہ تو ہی یوسف ہے یوسف نے کہا کہ میں
یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بیشک احسان کیا ہے اللہ نے
اوپر ہمارے بیشک جو کہ پرہیزگاری کرے اور صبر کرے پھر بیشک
اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیک کام کرنے والوں کا ﴿۹۰﴾ انہوں نے
کہا قسم خدا کی بیشک بزرگی دی ہے تجھ کو اللہ نے ہم پر اور بیشک
ہم تھے خطا کرنے والے ﴿۹۱﴾ یوسف نے کہا کہ کوئی سرزنش
نہیں ہے تم پر آج کے دن بخشے اللہ تعالیٰ تم کو اور وہ بہت
بڑا رحم کرنے والا ہے رحم کرنے والوں کا ﴿۹۲﴾ لے جاؤ میرے
اس کرتے کو اور ڈال دو اوپر منہ میرے باپ کے (یعنی اُس کے
سامنے) آویگا بینا ہو کر اور لے آؤ میرے پاس اپنے کنبہ کو
سب کو ﴿۹۳﴾ اور جب کہ جدا ہوا قافلہ (یعنی جدا ہوا شہر مصر
یعنی واپس چلا) کہا اُن کے باپ نے کہ بیشک میں پاتا ہوں ہوا
یعنی خبر (عام ترجمہ بو) یوسف کی اگر تم مجھ کو بہکا ہوا نہ کہو ﴿۹۴﴾
جن سے مخاطب کر کے یعقوب نے کہا تھا اُن لوگوں نے کہا کہ بخدا بیشک
تو اپنی قدیم گمراہی (یعنی غلط خیال اور اُلٹی سمجھ) میں پڑا ہوا
ہے ﴿۹۵﴾ پھر جب آیا خوشخبری دینے والا ڈال دیا اُس کو یعنی کرتے
کو اُس کے منہ پر (یعنی یعقوب کے سامنے) پھر وہ ہو گیا بینا ﴿۹۶﴾
یعقوب نے کہا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں جانتا ہوں اللہ
سے وہ جو تم نہیں جانتے ﴿۹۷﴾ انہوں نے کہا کہ اے ہمارے
باپ ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی معافی مانگ بیشک ہم تھے خطا
کرنے والے ﴿۹۸﴾ یعقوب نے کہا کہ میں تمہارے لئے معافی مانگوں گا
اپنے پروردگار سے بیشک وہ بخشنے والا ہے مہربان ﴿۹۹﴾

وہی قمیص انہوں نے بھیجا تھا جب وہ نکلا تو ہوا لگ کر تمام دنیا میں بہشت کے قمیص کی
خوشبو پھیل گئی اوروں نے تو نہ جانا کہ کاہے کی بو ہے مگر حضرت یعقوب نے بو کو پہچان
لیا اور جان گئے کہ بہشت کی یا یوسف کے قمیص کی ہے پس اس خیال پر قرآن مجید میں

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ
وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
اٰمِنِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ
وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا وَقَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا
تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ قَدْ
جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ
اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ
مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ
بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ
لِّمَا یَشَآءُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۰۱﴾
رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ
مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ
تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۲﴾
ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ
وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ
وَهُمْ یَمْكُرُوْنَ وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ
حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ
مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۴﴾
وَكَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ
عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

پھر جب وہ (یعنی یعقوب مع تمام خاندان کے) داخل ہوئے یوسف
کے پاس تو اُس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور
کہا داخل ہو مصر میں اگر خدا کی رضی ہو امن امان سے (۱۰۰)
اور اُس نے چڑھا لیا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور وہ سب
جھک پڑے سجدہ کرتے ہوئے اور یوسف نے کہا اے میرے باپ
یہ ہی تعبیر ہے میرے پہلے والے خواب کی بیشک اُس کو کیا میرے
پروردگار نے سچ اور بیشک بہت احسان کیا مجھ پر جب کہ
نکالا مجھ کو قید خانہ سے اور تم کو لے آیا جنگل میدان سے بعد
اس کے کہ جھگڑا ڈالا شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں
بیشک میرا پروردگار وہی جاننے والا ہے حکمت والا (۱۰۱)
اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو دیا ہے ملک اور تو نے مجھ کو
سکھایا ہے علم حوادث عالم کے تاویل کا[1] پیدا کرنے والا ہے
آسمانوں کا اور زمین کا تو ہی میرا مربی ہے دنیا و آخرت میں
مجھ کو مسلمان مار اور ملا دے مجھ کو نیکوں کے ساتھ (۱۰۲)
اے محمد یہ ہیں خبریں غیب کی ہم وحی بھیجتے ہیں اس کی تیرے
پاس اور تو نہ تھا اُن کے پاس جب اُنہوں نے ٹھان لیا
اپنا کام اور وہ مکر کرتے تھے اور نہیں ہیں اکثر آدمی۔
گو کہ تو حرص کرے ایمان لانے والے (۱۰۳) اور تو اُن سے
نہیں مانگتا اُس پر کچھ بدلا وہ نہیں ہے مگر نصیحت عالموں کے
لئے (۱۰۴) اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین
میں اُن پر گذرتے ہیں اور وہ اُن سے منہ پھیرنے والے ہیں (۱۰۵)

بھی دینے کے معنی یوں قرار دیئے۔ یہ قصہ تفسیر کبیر میں بھی مندرج ہے مگر افسوس ہے کہ ہم اُس پر
یقین نہیں کر سکتے۔ جو اپنا کُرتا کہ اُنہوں نے بھیجا تھا بلاشبہ وہ ایک شامہ کرتا ہوگا اور صرف
بطور نشانی کے بھیجا تھا کوئی اور عجیب بات اُس کرتے میں نہ تھی بجز اس کے کہ اُس سے

[1] الحوادث جمع حدث والحدیث هو الحادث وتاویلها مآلها ومآل الحوادث الی قدرة الله تعالی
وتکوینه وحکمته والمراد من تاویل الاحادیث کیفیة الاستدلال باصناف المخلوقات الروحانیة والجسمانیة
علی قدرة الله تعالی وحکمته وجلاله (تفسیر کبیر تحت آیت ۶)

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ
إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ (۱۰۶)
أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ
مِنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ
السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (۱۰۷)
قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ
عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي
وَسُبْحَانَ اللَّهِ
وَمَا أَنَا
مِنَ الْمُشْرِكِينَ (۱۰۸)
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ
الْقُرَىٰ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ
خَيْرٌ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا أَفَلَا
تَعْقِلُونَ (۱۰۹) حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ
الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا
جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَشَاءُ
وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ
الْمُجْرِمِينَ (۱۱۰)

اور ایمان نہیں لاتے اُن میں کے اکثر اللہ پر مگر ہاں وہ
شریک کرنے والے ہیں (۱۰۶) کیا وہ نڈر ہو گئے اس بات
سے کہ اُن پر گھٹا ٹوپ آوے عذاب اللہ کا یا آجاوے
اُن پر قیامت ناگہاں اور وہ نہ جانتے ہوں (۱۰۷)
کہدے (اے محمد) یہ ہے میری راہ میں تم کو بلاتا ہوں
خدا کی طرف سمجھ کے ساتھ۔ میں اور جس نے میری تابعداری
کی ہے (یعنی میں بھی سمجھ یا دلیل کے ساتھ خدا کی طرف بلاتا
ہوں اور جنہوں نے میری تابعداری کی ہے وہ بھی سمجھ یا دلیل
کے ساتھ خدا کی طرف بلاتے ہیں) اور پاک ہے اللہ
اور ہم نہیں ہیں (خدا کے ساتھ کسی کو) شریک کرنے
والوں میں سے (۱۰۸) اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے
مگر آدمیوں کو۔ ہم اُن کے پاس وحی بھیجتے تھے بستیوں
کے رہنے والوں میں سے پھر کیا وہ نہیں پھرے زمین
(یعنی ملک) میں تاکہ دیکھتے کہ کس طرح ہوا انجام
اُن لوگوں کا جو اُن سے پہلے تھے اور بیشک آخرت کا
گھر بہتر ہے اُن کے لئے جو ڈرتے ہیں پھر کیا تم نہیں
ڈرتے (۱۰۹) یہاں تک کہ جب نا اُمید ہو گئے رسول
اور اُن لوگوں نے گمان کیا کہ اُن کے (یعنی رسولوں
کی) طرف سے جھوٹ بولا گیا تو آئی اُن کے پاس
ہماری مدد پھر بچائے گئے وہ جن کو ہم نے چاہا اور
نہیں پھیرا جاتا ہمارا عذاب گنہگار قوم سے (۱۱۰)

حضرت یعقوب کو پورا یقین اور اُن کے دل کو تسلی ہو جاوے کہ یوسف زندہ ہے اور ایسے عالی درجہ پر خدا نے اُس کو پہنچا دیا ہے +

(لقد کان فی قصصہم عبرۃ) اب ہم کو غور کرنی چاہیئے کہ اس قصہ میں عبرت پکڑنے کی کیا چیزیں ہیں۔ مفسرین نے جو کچھ لکھا ہو لکھا ہو مگر چند باتیں بلاشبہ اس میں نہایت عبرت پکڑنے کی ہیں +

سب سے اول حضرت یوسف کی پاکدامنی ہے۔ حضرت یوسف جوان تھے اور انسان

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ	بیشک تھی اُن کے قصہ میں نصیحت سمجھ والوں کے لئے

کا نفس امارہ جوانی کے زمانہ میں ادنیٰ سی بات میں پاکدامنی سے ڈگمگا دیتا ہے۔ حضرت یوسف کو اُس ڈگمگا دینے کی اس قدر زیادہ ترغیبیں تھیں جو بہت کم کسی انسان کو ہوسکتی ہیں۔ عزیز مصر کی عورت جو ایک بادشاہ کی بیگم ہونے کا درجہ رکھتی تھی اُس کی خواستگار تھی۔ وہ خود بھی جوان اور خوبصورت تھی دنیا کی تمام نعمتیں یوسف کو دینے پر موجود تھی۔ وہ اور یوسف ایک محل میں رہتے تھے جب چاہیں تنہائی میں مل سکتے تھے متعدد دفعہ وہ عورت اس طرح پیش آئی کہ اُس حالت میں ایک جوان مرد کا ایک جوان عورت کی خواہش کا نہ پورا کرنا اگر ناممکن نہیں تو حد سے زیادہ مشکل ہے اور باوجود ان باتوں کے حضرت یوسف کا صرف خدا کے ڈر سے اور اس احسانمندی کی وجہ سے کہ اُس کے شوہر نے مجھے خریدا ہے اور پرورش کیا ہے اور اپنے گھر میں رکھا ہے میں کیونکر اُس کی خیانت کرسکتا ہوں پاکدامن رہنا بے انتہا غور کرنے اور نصیحت پکڑنے کے قابل ہے۔ اُدھر خدا کا خوف اور خدا کے احکام کی اطاعت نصیحت دیتی ہے اور اُدھر محسن کے احسان کو کبھی نہ بھولنا اور قدرتی جذبات انسانی پر بھی احسانمندی کو غالب رکھنا انسانوں کے واسطے بہت بڑی نصیحت ہے +

جب عزیز مصر کی عورت نے کہا کہ اگر تو میری بات نہ مانے گا تو میں تجھ کو قید خانہ میں بھیجدونگی اور ذلیل کردونگی تو یوسف نے اُس مصیبت اور دقت کو گوارا کر کے کس سچے دل اور خلوص نیت سے کہا کہ اے میرے پروردگار قید خانہ مجھ کو بہت پیارا ہے اُس بات سے جو وہ مجھ سے چاہتی ہے۔ یہ قول حضرت یوسف کا کس قدر دل میں اثر کرنے والا اور عبرت اور نصیحت دینے والا ہے +

باپ سے کم سنی میں مفارقت، بھائیوں کا ظلم۔ اندھے کنوئیں میں ڈالے جانے کی مصیبت بطور غلام کے پکڑے اور بیچے جانے کی ذلت اور پھر عیش و آرام میں آکر قید خانہ میں ڈالے جانے کی ذلت و مصیبت سب کو صبر سے سہنا اور ہر حالت میں خدا کی مرضی پر راضی رہنا کبھی اُس کی شکایت نہ کرنا کیا انسانوں کے لئے عمدہ سے عمدہ نصیحت نہیں ہے +

اُس کے بعد جب یوسف بادشاہت کے درجہ پر پہنچ گئے اور بھائیوں پر بخوبی قابو پایا تو ان کے تمام ظلموں کو جو اُن کے ہاتھ سے سہے تھے اور اُن کی تمام بُرائیوں اور بدسلوکیوں کو یک لخت بھلا دینا اور نہایت اخلاق و محبت سے اُن کے ساتھ پیش آنا اور نہایت مصیبت کے وقت پے در پے اور طرح بطرح سے اُن کے ساتھ سلوک کرنا دنیا میں اُن کی خطاؤں سے درگذر کرنا اور عاقبت میں اُن کے گناہوں کی معافی چاہنا کیا انسانوں کے لئے اپنے اخلاق درست کرنے کے لئے کچھ کم نصیحت ہے +

ماں باپ کی خدمت اور تعظیم و ادب جو عین بادشاہت کے درجہ پر پہنچ کر حضرت یوسف نے ادا کیا ہمارے لئے کیسی عمدہ نصیحت ہے +

مَا كَانَ حَدِيثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَىْءٍ وَّهُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾	اور نہیں تھی بات جھوٹ بنائی ہوئی ولیکن سچا کرنے والی ہے اُس چیز کی جو سامنے ہے اور تفصیل ہے ہر چیز کی اور ہدایت ہے اور رحمت ہے ایمان لانے والی قوم کے لئے ﴿۱۱۱﴾

حضرت یوسف کے بھائیوں نے جو بدسلوکی اپنے بھائی اور اپنے بڈھے باپ کے ساتھ کی اور آخرکار اُس سے نادم اور پشیمان ہوئے کیا ہم لوگوں کے لیے یا اُس کی مانند کاموں سے بچنے کے لئے عمدہ نصیحت نہیں ہے ✦

حضرت یعقوب کو اس واقعہ سے جو رنج پہنچا اور زمانہ دراز تک اُس رنج و مصیبت میں مبتلا رہے مگر ہر حال میں خدا ہی کو یاد رکھا اُسی سے کہا جو کچھ کہا اُسی سے توقع رکھی جو توقع رکھی اور اگر کوئی لفظ زبان سے نکلا تو یہی نکلا کہ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ ۔ تو کیا اُن کی حالت ہم کو خدا کی مرضی پر راضی اور احسان کا شکر ادا کرنے اور اُس کے رحم کے حالت میں متوقع رہنے کے لئے کیسی کچھ نہایت مؤثر نصیحت نہیں ہے ✦

پھر اس چھوٹی سورۃ اور مختصر الفاظ میں ان واقعات کو ایسی عمدگی سے بیان کیا ہے کہ لفظوں پر غور کرنے سے ہر ایک بات کی تفصیل اور جزئیات اور انسانی جذبات کا نقشہ آنکھوں کے سامنے بندھ جاتا ہے اور وہ واقعات دل میں اثر کرتے ہیں اور خدا کے اس فرمانے پر کہ ۔ ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیٔ وھدی رحمۃ لقوم یؤمنون ۔ دل سے ایمان آجاتا ہے ✦

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ
وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ
الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ①
اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ
تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ
الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ②
وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ
فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا وَمِنْ
كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ
اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ③
وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ
جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّ
نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى
بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ
فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّعْقِلُوْنَ ④ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ
قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا
لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑤ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ
وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ
وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ⑥

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان
المر۔ یہ ہیں آیتیں کتاب (یعنی قرآن) کی اور وہ جو
بھیجی گئی ہے تیرے پاس تیرے پروردگار سے ٹھیک
ولیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے ① اللہ وہ ہے جس نے
بلند کیا آسمانوں کو بغیر ایسے ستونوں کے کہ تم اُن کو دیکھو
(فی تفسیر ابن عباس یقال بعمد لا ترونها) پھر قایم ہوا
عرش پر اور حکم کے تابع کیا سورج کو اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے
میعاد معین تک۔ تدبیر کرتا ہے کام کی اور تفصیل کرتا ہے
نشانیوں کی تاکہ تم اپنے پروردگار کے ملنے پر یقین کرو ②
وہ وہی ہے جس نے پھیلایا زمین کو اور پیدا کیا اُس میں پہاڑوں
اور نہروں کو اور ہر قسم کے پھلوں کو۔ پیدا کیا اُس میں جوڑا
جوڑا ڈھانک دیتا ہے رات سے دن کو اس میں بیشک نشانیاں
ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں ③ اور زمین میں
ٹکڑے ایک دوسرے کے پاس پاس ہیں اور انگور کے باغ
اور کھیتی اور کھجور کے درخت میں ایک جڑ سے پھیلے ہوئے
اور الگ الگ اُگے ہوئے سیراب کیے جاتے ہیں ایک ہی پانی سے
اور فضیلت دیتے ہیں ہم اُن میں سے ایک کو دوسرے پر مزے میں
بیشک اس میں ہیں البتہ نشانیاں اُن لوگوں کے لیے
جو سمجھتے ہیں ④ اور اگر تو تعجب کرے (اُن کی باتوں
میں) تو تعجب ہے اُن کا کہنا کہ کیا جب ہم مٹی ہو جاوینگے
تو کیا پھر ہم نئی پیدائش میں ہونگے ⑤ یہی وہ لوگ
ہیں جو منکر ہوئے اپنے پروردگار کے اور یہی لوگ
ہیں کہ طوق ہونگے اُن کی گردنوں میں اور
یہی لوگ ہیں آگ میں پڑنے والے وہ اُسی میں
ہمیشہ رہینگے ⑥

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ
وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ
وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ
عَلٰى ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ
الْعِقَابِ ﴿۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ
هَادٍ ﴿۷﴾ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ
كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ
وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ
بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ
مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ
مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ
بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ
يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ
اَمْرِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ
حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاِذَآ اَرَادَ
اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ
وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ
الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّ
يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ
الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ
وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ
وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾
لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا
يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ

اور جلدی چاہتے ہیں تجھ سے برائی پہلے بھلائی کے اور بیشک
ہو چکی ہیں اُن سے پہلے سزائیں اور بیشک تیرا پروردگار بخشش
والا ہے انسان کے لئے باوجود ان کے ظلم کے، اور بیشک تیرا
پروردگار سخت عذاب دینے والا ہے ﴿۶﴾ اور کہتے ہیں وہ جو
کافر ہوئے کیوں نہیں بھیجی گئی اس پر کوئی نشانی اُس کے پروردگار
سے بات یہ ہے کہ تو ڈرانے والا ہے (یعنی قیامت کے عذاب سے)
اور ہر قوم کے لئے ہدایت کرنے والا ہے ﴿۷﴾ اللہ جانتا ہے
جو کچھ کہ اُٹھاتی ہے (یعنی اپنے رحم میں) ہر ایک عورت اور جو
کچھ کہ گھٹا دیتے ہیں رحم اور جو کچھ کہ بڑھا دیتے ہیں (یعنی مدت
حمل میں) اور ہر ایک چیز اُس کے پاس اندازہ پر ہے ﴿۸﴾
جاننے والا ہے ڈھکی اور کھلی کا بڑا ہے بلند مرتبہ کا ﴿۹﴾
برابر ہے کہ تم میں سے جو کوئی چھپاوے بات کو یا اُس کو پکار کر کہدے
اور جو شخص کہ وہ رات میں چھپنے والا ہے یا دن میں رستہ چلنے
والا ہے ﴿۱۰﴾ پے در پے ہیں اُس کے لئے (یعنی محافظ) اُس
کے آگے اور اُس کے پیچھے اُس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کے
حکم سے۔ بیشک اللہ نہیں بدلتا اُس چیز کو جو ان کے دلوں
میں ہے اور جب ارادہ کرتا ہے اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا پھر
اُس کے لئے کوئی پھیرنے والا نہیں ہے۔ اور کوئی اُن کے لئے
نہیں ہے سوا اُس کے (یعنی خدا کے) حمایت کرنے والا
ہے ﴿۱۱﴾ وہ وہ ہے جو دکھاتا ہے تم کو بجلی ڈرانے کو اور امید
کرنے کو اور اُٹھاتا ہے بھاری بادل ﴿۱۲﴾ اور تسبیح کرتی ہے
گرج ساتھ اُس کی تعریف کے اور فرشتے اُس کے (یعنی خدا کے
ڈر سے) اور بھیجتا ہے بجلی کے شعلے پھر اُن کو پہنچا دیتا ہے
جس کو چاہتا ہے اور وہ جھگڑتے ہیں خدا کی قدرت میں اور وہ
سخت عذاب والا ہے ﴿۱۳﴾ اُسی کے لئے ہے پکارنا سچا اور جو لوگ
پکارتے ہیں اللہ کے سوا کسی کو اُس کے سوا نہیں کچھ بھی مدد جواب نہیں
دیتے مگر ان کی مثال مثل اُس کے ہے کہ پانی کی طرف پھیلانے والا ہے

فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ
اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (١٥) وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا
وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ
وَالْاٰصَالِ (١٦) قُلْ مَنْ رَّبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ
قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ
لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا
ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ
الْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَ
النُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ
اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ
الْقَهَّارُ (١٧) اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ
السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ
عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ
زَبَدٌ مِّثْلُهٗ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ
وَالْبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا
مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا
لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ
لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ
مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ اُولٰٓئِكَ
لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ
وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ
الْمِهَادُ (١٨)

کہ آپہنچے پانی اُس کے منہ میں اور وہ اس میں پہنچنے والا نہیں
اور نہیں ہے پکارنا کافروں کا مگر گمراہی کے (۱۵) اور خدا ہی
کے واسطے سجدہ کرتے ہیں جو ہیں آسمانوں میں اور زمین میں
خوشی سے اور ناخوشی سے اور اُن کی پرچھائیاں صبح کو
اور شام کو (۱۶) کہدے (اے پیغمبر) کون ہے پروردگار آسمانوں
کا اور زمین کا۔ کہدے کہ اللہ۔ کہدے پھر کیا تم پکڑتے ہو اُس کے
سوا حمایتی وہ اختیار نہیں رکھتے خود اپنے لئے نفع کا نہ برائی کا۔
کہدے کیا برابر ہے اندھا اور دیکھنے والا یا کیا برابر ہیں اندھیرے
اور اُجالا۔ کیا اُنھوں نے ٹھیرائے ہیں خدا کے لئے شریک کہ اُنھوں نے
پیدا کیا ہو مانند اُس کے (یعنی خدا کے) پیدا کرنے کے پھر مشتبہ
ہو گئی ہو اُن پر پیدائش۔ کہدے اللہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا
ہے وہی یگانہ زبردست ہے (۱۷) برسایا آسمان سے پانی پھر بہ
نکلیں ندیاں اپنے اندازہ کے موافق پھر اُٹھایا رو نے جھاگ
اُوپر ہی اوپر اور اس چیز میں جس کو ڈالتے ہیں آگ میں گہنا
یا اور اسباب بنانے کے لئے جھاگ (یعنی میل) ہے مثل اُس کی
اسی طرح اللہ بیان کر دیتا ہے حق اور باطل کو۔ سو جو جھاگ
ہے وہ جاتا رہتا ہے سوکھ کر۔ اور جو کہ وہ چیز ہے جو نفع
دیتی ہے آدمیوں کو ٹھیرتی ہے زمین میں اسی طرح بیان
کرتا ہے اللہ مثالوں کو۔ اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے قبول کیا ہے
اپنے پروردگار کو (یعنی اُس کی توحید کو) اچھائی اور جن لوگوں
نے نہیں قبول کیا اُس کو (یعنی توحید کو) اگر ہو ان کے لئے
جو کچھ کہ زمین میں ہے سب کا سب اور اُسی کی مانند اس کے
ساتھ البتہ بدلا دیں ساتھ اُس کے (یعنی ایسا
ہونا غیر ممکن تو بدلا دینا بھی غیر ممکن ہے)
وہی لوگ ہیں کہ اُن کے لئے ہے بُرائی
حساب کی۔ اور اُن کی جگہ جہنم ہے اور بُری جگہ
ہے (۱۸)

أَفَمَن يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن
رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ إِنَّمَا
يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ
يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ
الْمِيثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ
بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ
سُوءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ
وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا
مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَ
يَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ
عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ
يَدْخُلُونَهَا وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَ
أَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ
عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾
سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ
عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ
عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ
مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ
فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ
سُوءُ الدَّارِ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ
وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ
مَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ
إِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ
كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ
مِّن رَّبِّهِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ
مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ
أَنَابَ ﴿٢٧﴾

کیا پھر وہ شخص جو جانتا ہے کہ یہ بھیجا گیا ہے تیری پاس تیرے
پروردگار ہی سچ ہے اُس شخص کی مانند ہے کہ وہ اندھا ہے۔
بات صرف اتنی ہی ہے کہ نصیحت پکڑتے ہیں عقل والے (۱۹)
وہ جو پورا کرتے ہیں اللہ کے عہد کو اور نہیں توڑتے عہد کو (۲۰)
اور وہ جو ملاتے ہیں اُس کو جس کے لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ ملائے
جاویں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور ڈرتے ہیں بُرے
حساب سے (۲۱) اور جن لوگوں نے صبر کیا اپنے پروردگار کی خوشی
(یعنی خاص اُسی کی چاہت سے) اور قائم رکھا نماز کو اور
خرچ کیا اُس میں سے جو ہم نے اُن کو روزی دی ہے چھپا کر یا
ظاہر کر کر اور دور کر دیتے ہیں اچھی بات سے بُری بات کو
وہی لوگ ہیں جن کے لئے ہے پچھلا گھر یعنی اُس کی بھلائیاں (۲۲)
بہشتیں ہیں ہمیشہ رہنے کی اُس میں وہ جاوینگے اور وہ جو اچھے
ہیں اُن کے باپ دادوں اور اُن کی جوروں اور اُن کی اولاد
میں اور فرشتے آوینگے اُن کے پاس ہر دروازے سے (۲۳)
(کہتے ہوئے کہ) سلامتی ہو تم پر اس لئے کہ تم نے صبر کیا اور
یہ اچھا ہی پچھلا گھر (۲۴) اور وہ جو توڑتے ہیں اللہ کا عہد
اُس کے مضبوط کرنے کے بعد اور کاٹتے ہیں اُس کو جس کے لئے
اللہ نے حکم دیا ہے کہ ملایا جاوے اور فساد کرتے ہیں زمین میں وہی
لوگ ہیں کہ اُن کے لئے لعنت ہے اور اُن کے لئے بُرا گھر ہے (۲۵)
اللہ فراخ کرتا ہے روزی کو جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کرتا
ہے۔ اور وہ خوش ہیں دنیا کی زندگی سے اور نہیں ہے دنیا
کی زندگی آخرت (کے مقابلہ میں) مگر بہت تھوڑی
چیز (۲۶) اور کہتے ہیں وہ جو کافر ہوئے کیوں
نہیں بھیجی گئی اُس پر کوئی نشانی اُس کے پروردگار
کے پاس سے کہدے کہ بیشک اللہ گمراہ کرتا ہے
جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی اُس کو
جو رجوع کرتا ہے (۲۷)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ
بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ
وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۸﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ
فِیْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ
لِّتَتْلُوَا عَلَیْهِمُ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ
وَهُمْ یَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ
رَبِّیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ
وَاِلَیْهِ مَتَابِ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا
سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ
الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى
بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا اَفَلَمْ
یَایْـَٔسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ یَشَآءُ
اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِیْعًا ﴿۳۰﴾ وَلَا یَزَالُ
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا
قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ
حَتّٰى یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ
الْمِیْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ
مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا
ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَیْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ
هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ
اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ
اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ
كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ
وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
هَادٍ ﴿۳۳﴾

جو ایمان لائے اور تسلی ہوتی ہے ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے
اور اللہ کی یاد سے تسلی پاتے ہیں دل۔ جو ایمان لائے اور اچھے
کام کئے خوش حالی ہے اُن کے لئے اور اچھی ہی جگہ پھر
جا بیٹھیں گے ﴿۲۸﴾ اسی طرح ہم نے تجھ کو بھیجا ہے ایک گروہ
میں کہ گذر گئی ہیں اس سے پہلے بہت سی گروہیں تاکہ تو ان کو
پڑھ سنا دے جو کچھ وحی بھیجی ہے ہم نے تیرے پاس اور
وہ کفر کرتے ہیں بڑے رحم کرنے والے (یعنی خدا) کے ساتھ
کہہ دے وہی میرا پروردگار ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ اسی
پر میں نے توکل کیا اور اسی کی طرف ہے میرا رجوع ﴿۲۹﴾
اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اس سے پہاڑ اڑائے جاتے
یا اس سے زمین پھاڑی جاتی یا اُس سے مردے بلائے جاتے
(تو بھی وہ ایمان نہ لاتے) بلکہ خدا کے لئے ہے تمام کام سب
سب کیا پھر نہیں جانتے جو ایمان لائے ہیں کہ خدا چاہتا تو ضرور
ہدایت کرتا لوگوں کو سب کو ﴿۳۰﴾ اور ہمیشہ ہوگا ان لوگوں
کو جو کافر ہوئے کہ پہنچے گا اُن کو اس سبب سے جو انہوں نے
کیا ہے کھڑکھڑانے والا عذاب یا آ جاوے گا اُن کے گھروں کے
پاس جب تک کہ آوے وعدہ اللہ کا بیشک اللہ نہیں خلاف
کرتا وعدہ کو ﴿۳۱﴾ اور ہاں بیشک ٹھٹھا کیا گیا ہے رسولوں
سے تجھ سے پہلے پھر ہم نے مہلت دی اُن کو جو کافر ہوئے
پھر ہم نے اُن کو پکڑا پھر کیسا تھا ہمارا عذاب ﴿۳۲﴾ کیا جو
وہ جو کھڑا ہے ہر ایک جان پر (جانتے ہوئے) اس کو جو وہ کماتے
ہیں۔ وہ کرتے ہیں اللہ کے لئے شریک کہہ دے (اے پیغمبر) کہ نام لو
اُن کے (یعنی اسم صفات جیسے ذات کی یکتائی علم خالق وغیرہ)
کیا اس کو بتاتے ہو جس کو وہ نہیں جانتا زمین میں یا ظاہری
باتوں سے ہیں۔ بلکہ بنا سنوار دیا ہے ان لوگوں کے لئے جو کافر ہوئے
اُن کا فریب اور روکے گئے ہیں رستہ سے اور جس کو گمراہ کرے
اللہ پھر نہیں اُس کے لئے راہ بتانے والا ﴿۳۳﴾

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ
لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ
اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ
وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ
اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ۚ تِلْكَ عُقْبَى
الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۚ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ
النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ
الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۚ قُلْ اِنَّمَآ
اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ
بِهٖ ۚ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا
عَرَبِيًّا ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ
بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ
مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ
وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا
مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا
وَّذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ
بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾
يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ
وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا
نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ
نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا
الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي
الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۚ
وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

اُن کے لئے ہے عذاب دُنیا کی زندگی میں اور بیشک عذاب
آخرت کا زیادہ سخت ہے اور کوئی نہیں اُن کے لئے[1] اللہ سے
بچانے والا ﴿۳۴﴾ مثال بہشت کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے
پرہیزگاروں سے (یہ ہے کہ) بہتی ہیں اُس کے نیچے نہریں
اُس کے میوے ہمیشہ ہیں اور اُس کی چھاؤں۔ یہ ہے آخری چیز
اُن کی جو پرہیزگار ہوئے اور آخری چیز اُن کی جو کافر ہیں
آگ ہے ﴿۳۵﴾ اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب خوش
ہوتے ہیں اُس سے جو اُتارا گیا ہے تیرے پاس اور اُن ہی میں
بعضے لوگ ہیں جو انکار کرتے ہیں اُس کتاب کی بعض آیتوں کا
کہدے اے پیغمبر بات صرف اتنی ہے کہ مَیں حکم دیا گیا ہوں کہ
عبادت کروں اللہ کی اور نہ شریک کروں اُس کے ساتھ
اُسی کی طرف بلاتا ہوں اور اُسی کی طرف ہے میرا رجوع ﴿۳۶﴾
اور اسی طرح ہم نے اُتارا ہے ایک حکم عربی زبان کا اور اگر تو
تابعداری کرے اُن کی خواہشوں کی بعد اس کے کہ آگیا ہے
تجھ کو علم تو نہیں ہے تیرے لئے اللہ سے کوئی حمایت
کرنے والا اور نہ بچانے والا ﴿۳۷﴾ اور بیشک ہم نے بھیجے
رسول تجھ سے پہلے اور کردیں ہم نے اُن کے لئے جوروئیں
بچے اور نہیں ہے رسول کے لئے کہ لاوے کوئی نشانی
مگر اللہ کے حکم سے ہر ایک کا وقت لکھا ہوا ہے ﴿۳۸﴾
مٹاتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور قائم رکھتا ہے اور اُسی کے
پاس ہے اصل کتابوں کی ﴿۳۹﴾ اور اگر ہم تجھ کو دکھا دیں
بعضی وہ چیزیں جن کا ہم اُن سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم تجھ کو
موت دیں (یعنی بغیر ان کے دکھائے) تو (ہر حال میں) بات صرف اتنی ہے
کہ تجھ پر تو پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمہ ہے حساب لینا ﴿۴۰﴾ کیا نہیں دیکھتے
کہ ہم گھٹاتے چلے آتے ہیں زمین کو (یعنی اُن کے کفر کو) اُس کے کناروں سے (یعنی
اسلام کے سبب سے اُن قوموں کو جو سلطنت میں رہتی ہیں) اور اللہ حکم کرتا ہے
کوئی نہیں پیچھا کرنے والا اُس کے حکم کا اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ﴿۴۱﴾

[1] اس آیت کی تفسیر سورۂ نحل میں زیر آیت واذا بدلنا آیۃ میں کی گئی ہے (احمد یار محمدی)۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ
جَمِيْعًا يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَسَيَعْلَمُ
الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾
وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ
مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ
بَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

اور بیشک مکر کیا انھوں نے جو ان سے پہلے تھے پھر اللہ
کے پاس ہے مکر سب کا۔ جانتا ہے جو کماتا ہے (بھلائی
یا برائی) ہر ایک شخص اور جلد جان لینگے کافر کہ کس کے
لئے ہے پچھلا گھر ﴿۴۲﴾ اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے
تو نہیں ہے بھیجا ہوا کہدے کہ کافی ہے اللہ گواہ مجھ میں
اور تم میں اور وہ جن کے پاس ہے علم کتاب کا ﴿۴۳﴾

سُوْرَةُ إِبْرَاهِيمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿١﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿٣﴾ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٤﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٥﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿٦﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿٧﴾

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان

الٓر۔ یہ کتاب ہے ہم نے اس کو اتارا ہے تیرے پاس تاکہ تو نکالے لوگوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف اپنے پروردگار کے حکم سے رستہ پر بڑے عزت والے تعریف کئے گئے کے ﴿١﴾ اللہ وہ ہے جس کے لئے ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے زمین میں پس خرابی ہے کافروں کے لئے سخت عذاب سے ﴿٢﴾ جنہوں نے قبول کی ہے دنیا کی زندگی آخرت پر اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور چاہتے ہیں اس میں کجی وہ ہیں پرلے درجہ کی گمراہی میں ﴿٣﴾ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اسی کی قوم کی زبان میں تاکہ ان کو سمجھائے پھر گمراہ کرتا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ بہت بڑی عزت والا حکمت والا ﴿٤﴾ اور ہاں بیشک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ کہ نکال اپنی قوم کو اندھیرے سے روشنی کی طرف اور نصیحت کر خدا کے دنوں سے (یعنی ان دنوں سے جن میں خدا کی رحمت یا خدا کا غضب لوگوں پر نازل ہوا ہے) بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے لئے ﴿٥﴾ اور جب کہ کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے پر۔ جب نجات دی تم کو فرعون کے لوگوں سے جو کہ دیتے تھے تم کو برا عذاب ذبح کر ڈالتے تھے تمہارے بیٹے اور زندہ رکھتے تھے تمہاری عورتیں اور اس میں آزمائش تھی تمہارے پروردگار سے بہت بڑی ﴿٦﴾ اور جب خبردار کر دیا تمہارے پروردگار نے کہ اگر تم شکر کرو گے تو البتہ زیادہ دوں گا تم کو اور اگر تم کفر کرو گے تو بیشک میرا عذاب البتہ سخت ہے ﴿٧﴾

وَقَالَ مُوسَىٰ إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ
فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٨﴾
أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ
نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ﴿٩﴾ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ
لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ
وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا لَفِي
شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿١٠﴾
قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ
لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ
إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ﴿١١﴾ قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ
إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا
عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ
مُبِينٍ ﴿١٢﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ
إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ
يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ
وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ
إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ
عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ
عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿١٤﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا
أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۖ فَأَوْحَىٰ
إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ
الظَّالِمِينَ ﴿١٥﴾

اور کہا موسیٰ نے اگر تم کافر ہو جاؤ، تم اور وہ جو زمین میں ہیں
سب، تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا ﴿٨﴾
کیا نہیں پہنچی تم کو خبر اُن کی جو تم سے پہلے تھے قوم نوح کی اور
عاد کی اور ثمود کی ﴿٩﴾ اور اُن کی جو اُن کے بعد تھے
نہیں جانتا کوئی اُن کو سوا اللہ کے۔ آئے اُن کے پاس
اُن کے رسول دلیلیں لے کر، پھر ڈالے انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے
مُنہوں میں اور کہا بیشک ہم نہیں مانتے اُس کو جس کے ساتھ
تم بھیجے گئے ہو اور بیشک ہم البتہ شک میں ہیں اُس سے
جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو زیادہ شک کرنے والی ﴿١٠﴾
اُن کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے۔ پیدا کرنے والا
آسمانوں اور زمین کا۔ تم کو بلاتا ہے تاکہ بخشے تمہارے لئے
تمہارے گناہ اور مہلت دے تم کو ایک مدتِ معین تک ﴿١١﴾
بولے کہ تم نہیں ہو مگر ایک آدمی ہم سے۔ چاہتے ہو کہ روکو ہم کو
اُس سے کہ جو عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا، پھر لاؤ ہمارے
پاس اس کی کوئی صاف دلیل لاؤ ﴿١٢﴾ اُن کو رسولوں نے
کہا کہ ہم نہیں ہیں مگر آدمی تم جیسے لیکن اللہ عنایت کرتا
ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور ہمارے لئے
نہیں ہے کہ ہم لائیں تمہارے پاس کوئی دلیل (یعنی
معجزہ) ﴿١٣﴾ مگر اللہ کے حکم سے اور اللہ پر چاہئے بھروسا
کریں ایمان والے ﴿١٤﴾ اور کیا ہے ہمارے لئے کہ نہ توکل
کریں اللہ پر اور بیشک اس نے ہم کو بتلائے ہیں ہمارے رستے۔
اور البتہ ہم صبر کریں گے اُس پر جو ایذا دو تم ہم کو اور اللہ پر چاہئے
کہ بھروسا کریں بھروسا کرنے والے ﴿١٥﴾ اور کہا اُنہوں نے جو کافر
ہوئے اپنے رسولوں کو کہ البتہ ہم تم کو نکال دیں گے اپنے ملک
سے یا یہ کہ تم پھر آؤ ہمارے دین میں پھر وحی
بھیجی اللہ نے اُن کے پاس کہ البتہ ہم ہلاک
کریں گے ظالموں کو ﴿١٦﴾

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ
وَعِيدِ ﴿١٧﴾ وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ
عَنِيدٍ ﴿١٨﴾ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى
مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ ﴿١٩﴾ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا
يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ
كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَرَائِهِ
عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿٢٠﴾ مَثَلُ الَّذِينَ
كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ
اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ
لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلٰى شَيْءٍ
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿٢١﴾
أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ
وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿٢٢﴾ وَمَا ذٰلِكَ
عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ ﴿٢٣﴾ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ
جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا
إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ
عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ﴿٢٤﴾
قَالُوا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ
سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا
مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ
لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ
الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ
لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ ﴿٢٦﴾ إِلَّا أَنْ
دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي
وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ

اور البتہ تم کو ہم بسا دینگے ملک میں اُن کے بعد۔ یہ اُس کے لئے ہے
جو ڈرتا ہے میرے سامنے حاضر ہو کر کھڑے ہونے سے اور ڈرتا ہے میرے
عذاب سے ﴿١٧﴾ اور انہوں نے فتح چاہی اور برباد ہو گئے تمام
سرکش عناد کرنیوالے ﴿١٨﴾ اور اسکے بعد جہنم ہے اور پلایا
جاویگا پانی پیپ لہو سا ﴿١٩﴾ گھونٹ گھونٹ اُس کو لیگا اور
نہ ہو سکیگا کہ اُس کو حلق سے اتار سکے اور اُس کے پاس آویگی
موت ہر جگہ سے اور وہ مردہ نہ ہوگا اور اُس کے بعد عذاب
ہے سخت ﴿٢٠﴾ مثال اُن لوگوں کی جو کافر ہوئے اپنے رب سے،
اُن کے اعمال راکھ کی مانند ہیں جس پر شدت سے ہوا چلی
جھکڑ کے دن میں۔ نہ قابو رکھینگے جو کمائے ہوئے میں سے
کسی چیز پر اور یہ ہے دور پرلے درجہ کی گمراہی ﴿٢١﴾
کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ نے پیدا کیا آسمانوں کو اور
زمین کو ٹھیک ٹھیک اگر چاہے اٹھالے تم کو اور لاوے
نئی خلقت ﴿٢٢﴾ اور یہ نہیں ہے اللہ پر کچھ مشکل ﴿٢٣﴾
اور حاضر ہونگے اللہ کے سامنے سب پھر کہینگے ضعیف
لوگ اُن سے جو تکبر کرتے تھے کہ بیشک ہم تمہارے
تابع تھے پھر کیا تم ہم سے ہٹا دینے والے ہو اللہ
کے عذاب سے کچھ بھی ﴿٢٤﴾ کہینگے کہ اگر اللہ ہم کو ہدایت
کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے۔ برابر ہے ہم پر کہ ہم تڑپا کریں
یا ہم صبر کریں نہیں ہے ہمارے لئے کوئی جائے خلاصی کی ﴿٢٥﴾
اور شیطان نے کہا جب فیصل کر دیا گیا کام بیشک اللہ نے
تم کو وعدہ دیا سچا وعدہ اور میں نے تم کو وعدہ دیا پھر میں نے
تم سے وعدہ خلاف کیا اور نہ تھا مجھ کو تم پر کچھ زور ﴿٢٦﴾
مگر یہ کہ میں نے تم کو بلایا (یعنی اپنی تابعداری کرنے کو) پھر تم نے
مجھ کو مان لیا پھر مجھ کو ملامت مت کرو اور ملامت
کرو اپنے آپ کو۔ اور میں نہیں تمہاری فریاد
کو پہنچنے والا

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ
بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ
تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً
كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا
فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ
بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ
مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ
مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ
وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ
بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ
دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا
وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ
اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعُوْا
فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾
قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ
يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ
وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے ۔ بیشک میں نے انکار کیا اس
سے کہ شریک کیا تم نے مجھ کو اس سے پہلے بیشک ظالم اُن کے لئے
ہے عذاب دکھ دینے والا ﴿۲۲﴾ اور داخل ہوئے وہ لوگ
جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے جنت میں بہتی ہیں اُن کے نیچے
نہریں ہمیشہ رہیں گے اُس میں اپنے پروردگار کے حکم سے اُن کی
دعا اُس جگہ آپس میں ملنے میں ہے سلام ﴿۲۳﴾ کیا تو نے
نہیں دیکھا کیونکر بتائی اللہ نے مثال ۔ اچھی بات اچھے
درخت کی مانند ہے اُس کی جڑ مضبوط ہے اور اُس کی
ٹہنیاں آسمان میں ہیں ﴿۲۴﴾ دیتا ہے اپنا میوہ ہر وقت
اپنے پروردگار کے حکم سے ۔ اور بتاتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کو
تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ﴿۲۵﴾ اور مثال بری بات کی بُرے درخت
کی مانند ہے کہ جو اکھڑ گیا ہو زمین کے اوپر سے اور اُس کو کچھ پائداری
نہیں ﴿۲۶﴾ مضبوط رکھتا ہے اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان
لائے مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ۔
اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہتا
ہے ﴿۲۷﴾ کیا تو نے غور نہیں کی اُن لوگوں کی طرف
جنہوں نے بدل دیا ہے اللہ کی نعمت کو کفر سے اور اُتارا
اپنی قوم کو ہلاکی کے گھر میں ﴿۲۸﴾ کہ جہنم ہے پہنچیں گے
وہاں اور بہت بری ہے ٹھہرنے کی جگہ ﴿۲۹﴾ اور
ٹھہرایا اُنہوں نے اللہ کے لئے شریک تاکہ گمراہ کریں
اُس کے رستہ سے پھر فائدہ اُٹھا لو پھر بیشک تمہارا
جانا ہے آگ کی طرف ﴿۳۰﴾ کہہ دے (اے پیغمبر) اُن
لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے
ہیں اُس میں سے جو ہم نے اُن کو روزی دی ہے چھپا کر
اور ظاہر کر کر اس سے پہلے کہ آئے وہ دن کہ نہ اُس میں بیچنا
ہے اور نہ دوستی ﴿۳۱﴾ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں
کو اور زمین کو اور برسایا آسمان سے پانی

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ
وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ
بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ
وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ
وَالنَّهَارَ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۷﴾
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا
الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ
نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۰﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ
اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ
تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ
فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ رَبَّنَا
اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ
غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ
الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ
اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ
لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۴۰﴾
رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ
وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ
مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ
الدُّعَآءِ ﴿۴۱﴾

پھر اُس سے نکالی میووں میں سے تمہارے لئے روزی اور تمہاری مرضی
کے مطابق کیا کشتی کو تاکہ چلے دریا میں اور تمہاری مرضی کے
موافق کیا نہروں کو۔ اور تمہاری مرضی کے موافق کیا
سورج اور چاند کو جو اپنا کام یکساں کرتے رہینگے اور تمہاری
مرضی کے موافق کیا رات کو اور دن کو اور دیا تم کو سب ہر
چیز سے کہ تم نے اُس کو مانگا اور اگر تم گنو اللہ کی نعمتوں کو
نہ سب کو جمع کر سکو گے بیشک انسان البتہ ظالم ہے ناشکر
کرنے والا ﴿۳۷﴾ اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے پروردگار
کردے اس قصبہ (یعنی مکہ) کو امن والا اور بچا رکھ مجھ کو اور میرے
بیٹوں کو اس سے کہ ہم پوجیں بتوں کو ﴿۳۰﴾ اے میرے پروردگار
بیشک اُنہوں نے گمراہ کیا بہتوں کو لوگوں میں سے پھر جس نے میری
پیروی کی تو بیشک وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی
تو پھر تو بخشنے والا ہے مہربان (یعنی اُن کے گناہ کو بخش کر
سیدھے راہ پر لا) ﴿۳۹﴾ اے ہمارے پروردگار بیشک میں نے
بسایا ہے اپنی اولاد میں سے بن کھیتی کے میدان میں تیرے عزت
والے گھر کے پاس اے ہمارے پروردگار اس لئے کہ ادا کرتے
رہیں نماز (معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ کی نماز صرف یاد خدا میں
پھرتے جا کر خدا کا ذکر کرنا تھی جس کو اس زمانہ میں طواف کہتے
ہیں) پھر کر دے لوگوں میں سے چند ایسے کہ جھکیں ان
کی طرف اور روزی دے اُن کو پھلوں سے تاکہ شاید
وہ شکر کریں ﴿۴۰﴾ اے ہمارے پروردگار تو جانتا ہے جو
کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں اور نہیں
چھپی ہوئی ہے اللہ پر کوئی چیز بھی زمین میں کی اور
نہ آسمانوں میں کی۔ تمام شکر ہے اللہ
کے لئے جس نے بخشا مجھ کو بڑھاپے پر
اسمٰعیل کو اور اسحٰق کو بیشک میرا پروردگار
البتہ سُننے والا ہے دعا کا ﴿۴۱﴾

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ
ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ
وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ
الْحِسَابُ (۴۲) وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا
عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ
لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ (۴۳)
مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ
لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ
وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ وَاَنْذِرِ
النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ (۴۴)
فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا
اَخِّرْنَا اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ (۴۵) نُجِبْ
دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَلَمْ
تَكُوْنُوْا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ
مِّنْ زَوَالٍ (۴۶) وَسَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَیَّنَ لَكُمْ
كَیْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ
وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ
مَكْرُهُمْ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ
مِنْهُ الْجِبَالُ (۴۷) فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ
مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ
ذُو انْتِقَامٍ (۴۸) یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ
غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا
لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (۴۹)
وَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ
یَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِیْنَ
فِی الْاَصْفَادِ (۵۰)

اے میرے پروردگار مجھ کو کر ہمیشہ ادا کرنے والا نماز کا اور
میری اولاد میں بھی اے ہمارے پروردگار اور قبول کر میری
دعا اے ہمارے پروردگار بخش دے مجھ کو اور میرے ماں باپ
کو اور مسلمانوں کو جس دن قائم ہو حساب (۴۲) اور ہرگز مت
خیال کر (اے مخاطب) اللہ کو بے خبر اس چیز سے کہ کرتے
ہیں ظالم - بات صرف یہ ہے کہ اُن کو پیچھے رکھتا ہے اُس دن
کے لئے جس میں پتھرا جاوینگی آنکھیں (۴۳) دیکھتے ہوئے
اپنے سروں کو اونچا کئے ہوئے نہ جھپکیگی اُن کی طرف اُن
کی پلک اور اُن کے دل اُڑے جاتے ہیں اور ڈرا لوگوں کو
اُس دن سے کہ آویگا اُن کو عذاب (۴۴) پھر کہینگے وہ
لوگ جو ظالم ہوئے اے پروردگار تاخیر کو رکھ ہم کو تھوڑی
مدت تک (۴۵) ہم قبول کریں تیرے بلانے کو اور ہم پیروی کریں
رسولوں کی (جواب ملیگا) کہ کیا تم قسم نہ کھاتے تھے
اس سے پہلے کہ نہیں تمہارے لئے کچھ زوال (۴۶) اور تم
رہتے تھے اُن لوگوں کے رہنے کی جگہ میں جنہوں نے
ظلم کیا اپنے پر آپ اور ظاہر ہوا تم پر کہ کس طرح کیا ہم نے
اُن کے ساتھ اور بتائیں ہم نے مثالیں - اور بیشک
اُنہوں نے مکر کیا تھا اپنا مکر اور اللہ کے پاس ہے اُن کا
مکر - اور نہ تھا اُن کا مکر کہ ٹل جاوے اُس سے پہاڑ
(یعنی ایسا نہ تھا کہ حق کو باطل کردے) (۴۷) پھر ہرگز
خیال مت کر اللہ کو کہ خلاف کرنے والا ہے اپنے وعدہ
کو اپنے رسولوں کے ساتھ - بیشک اللہ زبردست ہے بدلا
لینے والا (۴۸) اُس دن کہ بدل جاویگی زمین اور طرح
اس زمین سے اور (بدل جاوینگے) آسمان اور حاضر ہونگے
سامنے اللہ واحد قہار کے (۴۹) اور تو دیکھیگا
گنہگاروں کو اُس دن جکڑے ہوئے زنجیروں
میں (۵۰)

سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ
وُجُوهَهُمُ النَّارُ لِيَجْزِيَ اللَّهُ
كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾
هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا
هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

لباس اُن کے قطران کے ڈھانک لیگی اُن کے منہوں کو آگ
تاکہ بدلہ دے اللہ ہر ایک شخص کو جو اُس نے کمایا ہے بیشک
اللہ جلد لینے والا ہے حساب کا ﴿۵۱﴾ یہ پہنچا دینا ہے لوگوں
کو اور تاکہ وہ اُس سے ڈریں اور جان لیں کہ بات صرف یہ ہے
کہ وہی ہے معبود اکیلا اور تاکہ نصیحت پکڑیں عقل والے ﴿۵۲﴾

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ (۱)
رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا
مُسْلِمِيْنَ (۲) ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا
وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (۳)
وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا
كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ (۴) مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ
اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ (۵)
وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ
الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ (۶) لَوْ مَا تَاْتِيْنَا
بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۷)
مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا
اِذًا مُّنْظَرِيْنَ (۸) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا
الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (۹)
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ
الْاَوَّلِيْنَ (۱۰) وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ
اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۱۱) كَذٰلِكَ
نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ (۱۲) لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ (۱۳) وَلَوْ
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ
يَعْرُجُوْنَ (۱۴) لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ
اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ (۱۵)
وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا
لِلنّٰظِرِيْنَ (۱۶)

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان
الر - یہ ہیں آیتیں کتاب کی اور بیان کرنے والے قرآن
کی (۱) کسی نہ کسی وقت چاہینگے وہ جو کافر ہوئے -
اگر ہم مسلمان ہوتے (تو کیا اچھا ہوتا) (۲) چھوڑ اُن کو
کھاویں اور فائدہ اُٹھاویں اور غفلت میں ڈالے اُن کو
دور دراز امید پھر وہ جلد جان لینگے (۳) اور ہم نے ہلاک
نہیں کیا کسی بستی کو مگر اُس کے لئے لکھا ہوا معلوم تھا (۴)
نہیں آگے بڑھ جاتی کوئی گروہ اپنے وقت سے اور نہ پیچھے
رہ جاتی ہے (۵) (کافروں نے) کہا اے وہ شخص جس پر اُتارا
گیا ہے ذکر (یعنی قرآن) - بیشک تو دیوانہ ہے (۶) کیوں
نہیں لاتا ہمارے پاس فرشتے اگر تو سچوں میں سے ہے (۷)
ہم نہیں اُتارتے فرشتے مگر ٹھیک وقت پر اور وہ اُس وقت نہ ہونگے
مہلت دئے گئے (۸) بیشک ہم نے اُتارا ہے ذکر (یعنی قرآن)
کو اور بیشک ہم اُس کے لئے البتہ حفاظت کرنے والے ہیں (۹)
اور البتہ ہم نے بھیجے تھے (پیغمبر) تجھ سے پہلے اگلے فرقوں
میں (۱۰) اور نہیں آیا تھا اُن کے پاس کوئی پیغمبر مگر وہ اُس کے
ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے (۱۱) اسی طرح ہم راہ دیتے ہیں ٹھٹھے کو
گنہگاروں کے دلوں میں (۱۲) وہ اُس پر ایمان نہیں لاتے اور
اسی طرح پر چلا گیا ہے طریقہ پہلوں کا (۱۳) اور اگر ہم اُن پر
کھولدیں ایک دروازہ آسمان سے پھر وہ ہوں کہ اُس میں
چڑھ جاویں (۱۴) البتہ کہینگے کہ اور کچھ نہیں بجز اس کے
کہ ہماری آنکھوں پر ذرا غشی سی ہے بلکہ ہم ایک گروہ
ہیں جادو کئے ہوئے (۱۵) اور بیشک ہم نے پیدا کئے ہیں
آسمان میں برج اُن کو خوشنما کیا ہے دیکھنے والوں کے لئے (۱۶)

(۱۶) فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا . بروج جمع برج کا ہے اور برج اُس کو ... حد ہے برج کے معنی اُس

وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾
اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ
شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا
وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾
وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ
لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ
شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ
اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا
الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

اور ہم نے اُن کو محفوظ رکھا ہے ہر ایک شیطان راندے گئے
سے ﴿۱۷﴾ مگر جس نے چرا لیا سننے کو یعنی کوئی بات معلوم
کرلی، تو پیچھے پڑتا ہے اُس کے شعلہ روشن ﴿۱۸﴾ اور
زمین کو ہم نے پھیلایا اور ہم نے ڈالے اُس میں پہاڑ اور
ہم نے اگائی اُس میں ہر ایک چیز موزوں ﴿۱۹﴾ اور ہم نے
پیدا کی تمہارے لئے اُس میں معیشتیں اور اُن کے لئے کہ تم نہیں ہو
اُس کو روزی دینے والے ﴿۲۰﴾ اور نہیں کوئی چیز مگر ہمارے
پاس اُس کے خزانے ہیں اور ہم اُس کو نہیں اتارتے مگر ایک اندازۂ
معلوم سے ﴿۲۱﴾ اور ہم نے بھیجا ہوا کو حمل کرنے والی
یعنی بادلوں کی پھر ہم نے برسایا آسمان سے مینہ پھر ہم نے
اُسے تم کو پلایا اور تم نہ تھے اُس کو خزانہ میں رکھنے والے ﴿۲۲﴾

کے ہیں جو ظاہر اور اپنے ہم شکل چیزوں سے ممتاز ہو عمارت کا وہ حصہ جو ایک خاص صورت پر بنایا جاتا ہے گو وہ جزو اُس عمارت کا ہوتا ہے مگر عمارت کے اور جزوں سے ممتاز اور نمایاں ہوتا ہے اُس کو بُرج کہتے ہیں +

اہل ہیئت نے جب ستاروں پر غور کی اور اُن کو دیکھا کہ کچھ ستارے ایسی طرح پر متصل واقع ہوئے ہیں کہ باوجودیکہ وہ اَوروں سے بڑے اور اَوروں سے کچھ زیادہ روشن نہیں ہیں مگر ایک خاص طرح پر واقع ہونے سے وہ اور سب سے علیحدہ دکھائی دیتے ہیں اور نمایاں ہیں۔ پھر اُن کے نمایاں ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہوئی کہ اُنھوں نے دیکھا کہ سورج دولابی چال پر چلتا ہوا نہیں معلوم ہوتا بلکہ حمائلی طور پر چلتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور یہ اُس کا چلنا اُنہیں ستاروں کے نیچے نیچے معلوم ہوتا ہے اِس وجہ سے وہ ستارے اور ستاروں سے زیادہ ممتاز و نمایاں ہوگئے +

اس کے بعد اہل ہیئت نے دیکھا کہ اس طرح پر اور ایسے موقع سے جو اوروں سے ممتاز ہوں متعدد مجمعے ستاروں کے واقع ہیں مگر اُن میں بارہ مجمعوں کو اس طرح پر پایا کہ وہ ایسی ترتیب سے واقع ہیں کہ اگر اُن سب پر ایک دائرہ فرض کیا جاوے تو کرہ پر دائرہ عظیمہ ہوگا۔ پھر اُن کو سورج بھی اسی طرح پر چلتا ہوا دکھائی دیا اور اُسی طرح پر سورج کے چلنے سے اختلاف فصول اُن کو متحقق ہوا۔ پس اُنھوں نے اُن ستاروں کے بارہ مجمعوں کی تعداد کے موافق آسمان کے بارہ مساوی حصے فرض کئے اور ہر ایک حصہ اُن ستاروں کے ایک ایک مجمعے کے لئے قرار دیا اور ہر حصہ کا نام بُرج رکھ دیا کیونکہ اپنے ستاروں کے خاص مجمع سے وہ علیحدہ ممتاز و نمایاں تھا +

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾
وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ
وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ
مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ
مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ
مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ
وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ
سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ
اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ
مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور بیشک ہم جلاتے ہیں اور ہم مارڈالتے ہیں اور ہم ہیں وارث ﴿۲۳﴾
اور بیشک البتہ ہم نے جانا ہی تم سے اگلوں کو اور بیشک ہم نے
جانا ہے پچھلوں کو ﴿۲۴﴾ اور بیشک تیرا پروردگار اکٹھا کریگا
اُن کو بیشک حکمت والا جاننے والا ﴿۲۵﴾ اور بیشک ہم نے پیدا کیا
انسان کو کھادرکی مٹی سڑی ہوئی کالی کیچڑ بنی ہوئی سے ﴿۲۶﴾
اور جان ہم نے اُس کو پیدا کیا اُس سے پہلے آگ سی ہولے گرم سے
(یعنی لو کی گرمی سے) ﴿۲۷﴾ اور جب کہا تیرے پروردگار نے
میں پیدا کرنے والا ہوں آدمی کو کھادرکی مٹی سڑی ہوئی کالا
کیچڑ بنی ہوئی سے ﴿۲۸﴾ پھر جب میں اُس کو ٹھیک کروں
اور پھونک دوں اس میں اپنی روح سے تو گر پڑو اُس کے لئے
سجدہ کرتے ہوئے ﴿۲۹﴾ پھر سجدہ کیا فرشتوں نے اُن کے
ہر ایک نے سب نے ﴿۳۰﴾ مگر ابلیس نے ۔ اُس کو نامنظور ہوا کہ وہ
ہو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ﴿۳۱﴾

اس کے بعد اہل ہیئت نے چاہا کہ ہر ایک برج کے جدے جدے نام رکھے جاویں تاکہ اُس نام سے اُس حصّہ اور ستاروں کے مجمع کو بتا سکیں اُنہوں نے خیال کیا کہ اگر ان ستاروں کے مجمع میں سے جو ستارے کناروں پر واقع ہیں اگر اُن کو خطوط سے ملا ہوا فرض کریں تو کیا صورت پیدا ہوتی ہے اس طرح خیال کرنے سے کسی کی صورت انسان کی سی کسی کی کسی جانور کی وغیرہ وغیرہ اس لئے اُنہی ناموں سے اُنہوں نے اُس حصّے کو اور اُس مجمع ستاروں کو موسوم کیا اور اُس کے یہ نام قرار دیئے ۔

حمل ۔ ثور ۔ جوزا ۔ سرطان ۔ اسد ۔ سنبلہ ۔ میزان ۔ عقرب ۔ قوس ۔ جدی ۔ دلو ۔ حوت ۔

غالباً یہ تقسیم اوّلاً مصریوں نے کی ہوگی جن کا آسمان ہمیشہ ابر وغیرہ سے صاف رہتا تھا اور ہمیشہ اُن کو ستاروں کے دیکھنے کا اور اُن کو پہچاننے کا بخوبی موقع ملتا تھا مگر یہ نام اور یہ تقسیم تمام قوموں میں اور بہت قدیم زمانہ کے عرب جاہلیت میں عام ہو گئے تھے اور آسمان کے اُس حصہ کو برج سے اور اُس کے کل حصّوں کو جو تعداد میں بارہ تھے بروج سے نامزد کرتے تھے اُسی کی نسبت خدا نے فرمایا ولقد جعلنا فی السماء بروجا و زینها للناظرین ۔ مفسرین نے بروجا کی تفسیر قصور سے کی ہے بلاشبہ یہ ان کا قصور ہے خدا نے تو اُسی چیز کو بروج کہا ہے جس کو اہل عرب بلکہ تمام قومیں بروج سمجھتی تھیں ۔ اور نہایت نادانی ہے اگر ان بروج کی تفسیر میں سورہ نسا کی یہ آیت پیش کی جاوے

قَالَ يَآاِبْلِيْسُ مَالَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ
السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ
لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ
مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا
فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ
اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ
فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ
فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ
الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ
اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ
وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾

خدا نے کہا اے ابلیس کیا تھا تجھ کو کہ نہ ہوا سجدہ کرنے
والوں کے ساتھ (۳۲) بولا کہ میں نہیں ہوں کہ سجدہ کروں آدمی
کو کہ تو نے اُس کو پیدا کیا ہے کھادر کی مٹی سڑی ہوئی کالی
کیچڑ بنی ہوئی سے (۳۳) خدا نے کہا کہ نکل جا اُن میں سے
پھر بیشک تو راندا گیا ہے (۳۴) اور بیشک تجھ پر پھٹکار ہے
روز قیامت تک (۳۵) ابلیس نے کہا اے میرے پروردگار
مجھ کو مہلت دے اُس دن تک کہ وہ اُٹھائے جاویں (۳۶) خدا
نے کہا بیشک تو مہلت دیئے گئیوں میں سے ہے (۳۷) وقت
معلوم کے دن تک (۳۸) ابلیس نے کہا اے میرے پروردگار
اس سبب سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں (بُرے کاموں کو) بنا
سنوار کر دکھاؤنگا اُن کو زمین (یعنی دنیا) میں اور بیشک
اُن کو بہکاؤنگا سب کو (۳۹) بجز تیرے بندوں کو اُس
میں سے جو مخلص ہیں (۴۰)

کہ ۔ این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ +

(۱۷) (وحفظناها من کل شیطان رجیم) اس آیت کے تو یہی معنی ہیں کہ ہم نے اُس کو یعنی آسمان کو یا اُن کو یعنی برجوں کو محفوظ رکھا شیطان پھٹکارے گئے سے۔ اور سورہ صافات میں انا زینا السماء الدنیا بزینۃ الکواکب وحفظا من کل شیطان مارد ۔ ۳۶ صافات ۔ ۶ و ۷ اسی کی مانند ایک آیت ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ۔ ہم نے خوشنما کیا دنیا کے آسمان کو ستاروں کی خوشنمائی سے اور محفوظ کیا ہر شیطان سرکش سے ۔ شاہ رفیع الدین صاحب نے حفظا کو جو سورہ صافات میں ہے مفعول لہ قرار دیا ہے زینا کا اور اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ ۔ واسطے حفاظت کے ہر شیطان سرکش سے "۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ ستاروں سے آسمان کو محفوظ کیا ہے ۔ یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے اور ابن عباس کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے اُس میں حفظا کی تفسیر کی ہے کہ " حفظت بالنجوم " یعنی میں نے آسمان کی حفاظت کی ستاروں سے ۔ اس تفسیر سے بھی حفظا مفعول لہ پایا جاتا ہے یہ تفسیر بھی صحیح نہیں ہے حفظا کے پہلے واو عاطفہ ہے اور عطف جملہ کا جملہ پر ہے مگر باوجود موجود ہونے واو کے حفظا کو مفعول لہ قرار دینا درحالیکہ اُس کے ماقبل کوئی مفعول لہ جس پر اُس کا عطف ہوسکے نہیں ہے صحیح نہیں ہوسکتا ۔ پس صاف بات یہ ہے کہ یہ جملہ علیحدہ ہے اور بقرینہ علیحدہ ہونے جملہ کے حفظا مفعول ہے فعل محذوف حفظنا کا ۔ پس شاہ ولی اللہ صاحب نے جو فارسی ترجمہ

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿۴۱﴾ إِنَّ
عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ
اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿۴۲﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ
لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ
أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ﴿۴۴﴾
إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۴۵﴾
ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿۴۶﴾ وَ
نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا
عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ
فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا
بِمُخْرَجِينَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي
أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۴۹﴾
وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ
الْأَلِيمُ ﴿۵۰﴾

خدا نے کہا یہ رستہ مجھ پر سیدھا ہے ﴿۴۱﴾ بیشک میرے
بندے نہیں ہے تجھ کو اُن پر غلبہ مگر جس نے تیری پیروی کی
گمراہوں میں سے ﴿۴۲﴾ اور بیشک جہنم اُن کی وعدہ کی گئی
جگہ ہے سب کی ﴿۴۳﴾ اُس کے سات دروازے ہیں اور
ہر ایک دروازے کو اُن میں سے حصہ بانٹا گیا ہے ﴿۴۴﴾
بیشک پرہیزگار بہشتوں اور پانی کے چشموں میں ہونگے ﴿۴۵﴾
(اُن کو کہا جاویگا) کہ جاؤ اُس میں سلامتی سے ﴿۴۶﴾
اور نکال لینگے ہم جو کچھ اُن کے دلوں میں ہو ناخوشی سے
ایک دوسرے کو بطور بھائی کے ہونگے تختوں پر آمنے
سامنے ﴿۴۷﴾ نہ چھوئیگا اُن کو اُس میں کوئی رنج اور نہ
وہ ہونگے اُس میں سے نکلنے والے ﴿۴۸﴾ خبر دے
میرے بندوں کو کہ بیشک میں ہی ہوں بخشنے والا
رحم کرنے والا ﴿۴۹﴾ اور بیشک میرا عذاب وہی عذاب
ہے دکھ دینے والا ﴿۵۰﴾

کیا ہے وہ صحیح ہے کہ "ونگاہ داشتیم از ہر شیطان سرکش" مگر اُنھوں نے اُس کے مفعول کو ظاہر نہیں کیا کہ "کرا نگاہ داشتیم۔ پس اگر اُس کا مفعول بتا دیا جاوے تو مطلب صاف ہو جاتا ہے۔ یعنی ونگاہ داشتیم آسمان را یا کواکب را۔ مگر جب ہم قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت سے کریں تو صاف یہ تفسیر ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے سورہ حجر کی آیت میں صاف فرمایا ہے کہ "وحفظناها" پس سورہ صافات میں جو الفاظ حفظاً آئے ہیں اُن کی تفسیر اُسی کی مطابق یہ ہے کہ وحفظناها حفظًا من كل شيطان مارد۔ یعنی ہم نے آسمان یا ستاروں کو ہر طرح کی حفاظت میں شیطان سرکش سے محفوظ رکھا ہے ÷

سورہ ملک میں جو خدا نے یہ فرمایا ہے کہ "وزينا السماء الدنيا بمصابيح وجعلناها رجوما للشياطين۔ رجوما کے معنی مارنے یا پتھر مارنے کے اور شیاطین سے جن یا اور کوئی وجود غیر مرئی سمجھنا رجماً بالغیب بات کہنی ہے۔ صاف بات یہ ہے کہ شیاطین سے شیاطین الانس مراد ہیں اور رجوما سے اُن شیاطین کا رجماً بالغیب یعنی اُن کی اٹکل پچو باتیں بتانا مراد ہے چنانچہ مفسرین نے بھی کہا ہے کہ شیاطین سے مراد شیاطین الانس ہیں جو کہتے تھے کہ ہم کو آسمانی چیزیں مل جاتی ہیں اور ستاروں کے حساب سے اُن کو سعد و نحس ٹھیرا کر پیشین گوئی کرتے تھے۔ تفسیر کبیر میں بھی اسی کے مطابق ایک

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ ﴿۵۱﴾ إِذْ دَخَلُوا
عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلٰمًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ
وَجِلُونَ ﴿۵۲﴾ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا
نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُ
مُونِي عَلٰى أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ
تُبَشِّرُونَ ﴿۵۴﴾ قَالُوا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ
فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقٰنِطِينَ ﴿۵۵﴾ قَالَ
وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهٖ
إِلَّا الضَّآلُّونَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ
أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿۵۷﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا
إِلٰى قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ﴿۵۸﴾ إِلَّا آلَ لُوطٍ
إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۹﴾ إِلَّا
امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ
الْغٰبِرِينَ ﴿۶۰﴾

اور خبر دے اُن کو ابراہیم کے مہمانوں سے ﴿۵۱﴾ جب کہ وہ
اُسکے پاس آئے پھر اُنہوں نے کہا سلام ابراہیم نے کہا بیشک ہم
تم سے ڈرتے ہیں ﴿۵۲﴾ اُنہوں نے کہا کہ مت ڈر بیشک ہم تجھ کو
خوشخبری دینگے ایک دانا لڑکے کی ﴿۵۳﴾ ابراہیم نے کہا کہ کیا
مجھ کو خوشخبری دو گے اس پر بھی کہ مجھ کو چھو لیا ہے بڑھاپے نے
پھر کس چیز کی خوشخبری تم دو گے ﴿۵۴﴾ اُنہوں نے کہا کہ ہم
تجھ کو خوشخبری دینگے ٹھیک پھر مت ہو نااُمید والوں سے ﴿۵۵﴾
ابراہیم نے کہا اور کون ہے جو نااُمید ہو رحمت اپنے پروردگار
سے بجز گمراہوں کے ﴿۵۶﴾ ابراہیم نے کہا پھر تمہارا بڑا کام
کیا ہے اے بھیجے ہوؤں ﴿۵۷﴾ اُنہوں نے کہا کہ بیشک ہم
بھیجے گئے ہیں ایک قوم گنہگار کی طرف ﴿۵۸﴾ بجز لوط کے
کنبے کے بیشک ہم اُن کو بچا دینگے سب کو ﴿۵۹﴾ مگر اس کی
عورت کو ہم نے مقرر کر دیا ہے کہ بیشک وہ البتہ ہے پیچھے
رہنے والوں میں سے ﴿۶۰﴾

رجوما للشياطين اي انا جعلناها ظنونا ورجوما للغيب لشياطين الانس وهم الاحكاميون من المنجمين۔
تفسیر کبیر متعلق سورۃ الملک صفحہ ۳۳۰ +

قول نقل کیا ہے کہ ہم نے آسمان کے ستاروں کو ایک ظن اور غیب کی اٹکل پچو بات کہنے کو آدمیوں کے شیطانوں کے لئے بنایا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو نجوم سے احکام بتلاتے ہیں +

پس خدا تعالےٰ کے اس کلام۔ وحفظناها من كل شيطان رجيم وحفظا من كل شيطان مارد کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آسمان کے برجوں کو یا آسمان کے ستاروں کو شیاطین الانس سے محفوظ کیا ہے اور اسی لئے وہ اُن سے کوئی سچی یا صحیح پیشین گوئی حاصل نہیں کر سکتے بجز ظن اور رجماً بالغیب کے +

یہ اعتقاد جو کفار عرب کا تھا کہ جن آسمانوں پر جا کر ملاء اعلےٰ کی باتیں سن آتے ہیں اور کاہنوں کو خبر کر دیتے ہیں اُس کی نفی خدا تعالےٰ نے سورۃ صافات میں فرمائی ہے جہاں کہا ہے نہیں سن سکتے ہیں ملاء اعلےٰ کو اور ڈالا جاتا ہے اُن پر شہاب ہر طرف

لا يسمعون الى الملأ الاعلى ويقذفون من كل جانب دحورا ولهم عذاب واصب الا من خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب۔
۳۷ صافات ۸ و ۹ و ۱۰ +

سے مردود ہونے کو مگر جس نے اُچک لیا اُچک لینا اُس کے پیچھے پڑتا ہے شہاب روشن +

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالَ
اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالُوْا
بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ
يَمْتَرُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاَسْرِ
بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ
اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ
اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٥﴾
وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ
هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَجَآءَ اَهْلُ
الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ
ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا
تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ
اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ
لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ
الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾

پھر جب آئے لوط کے کنبے کے پاس بھیجے ہوئے ﴿٦١﴾ لوط
نے کہا بیشک تم یہ لوگ بے جانے پہچانے ہو ﴿٦٢﴾ اُن
لوگوں نے کہا بلکہ ہم آئے ہیں تیرے پاس اُس چیز کے ساتھ
کہ اس میں (تیری قوم والے) شبہ کرتے تھے ﴿٦٣﴾ اور ہم لائے
ہیں تیرے پاس ٹھیک بات اور بیشک ہم البتہ سچے ہیں ﴿٦٤﴾
پھر لے جا اپنے لوگوں کو تھوڑی رات رہے سے اور تو ہی چل
اُن کے پیچھے اور نہ مڑ کر دیکھے اُن میں سے کوئی اور چلے جاؤ
جہاں کہ حکم دئے جاؤ ﴿٦٥﴾ اور ہم نے حکم پہنچا دیا اُن کے
پاس اس بات کا کہ بیشک جڑ اُن لوگوں کی کاٹ دی جاوے گی
صبح ہوتے ہی ﴿٦٦﴾ اور آئے شہر والے خوشیاں کرتے
ہوئے ﴿٦٧﴾ لوط نے کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں پھر
تم میری فضیحت مت کرو ﴿٦٨﴾ اور ڈرو اللہ سے اور مجھ
کو خوار مت کرو ﴿٦٩﴾ ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہم نے تجھ کو
منع نہیں کیا تھا غیر لوگوں سے ﴿٧٠﴾ لوط نے کہا کہ یہ
میری بیٹیاں ہیں اگر ہو تم کرنے والے ﴿٧١﴾ قسم تیری
زندگی کی کہ بیشک وہ البتہ اپنے نشہ میں سرگرداں ہیں ﴿٧٢﴾
پھر پکڑ لیا اُن کو ہولناک آواز نے سورج نکلتے ہی ﴿٧٣﴾

اور اس سورۃ میں فرمایا ہے الا من استرق السمع فاتبعه شهاب مبين یعنی ہم نے محفوظ کیا ہے آسمان کے برجوں کو ہر ایک شیطان رجیم سے مگر جو چرا لیوے سننے کو پھر پیچھے پڑتا ہے اُس کے شہاب روشن۔ اس آیت کے مطلب میں اور سورۂ صافات کی آیت کے مطلب میں کچھ فرق نہیں ہے سورۂ صافات میں آیا ہے خطف الخطفة یعنی اُچک لیا اُچک لینا اور یہ نہیں بتایا کہ کیا اُچکا اس سے سمع کا اُچک لینا تو نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اُس کی نفی کی گئی ہے نہایت شدت سے سمع کا سین اور میم کو تشدید کر کے پس کسی اور امر کا اُچک لینا سوائے سمع کے مراد ہے ٭

مگر سورۂ حجر میں استراق سمع بیان کیا ہے تو ظاہر ہے کہ اُس جگہ لفظ سمع کا کفار کے خیال کی مناسبت سے بولا گیا ہے نہ حقیقی معنوں میں اُس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ مثلاً لوگ کسی کی نسبت کہیں کہ فلاں شخص بادشاہ کے دربار کی باتیں سُن سُن کر لوگوں کو بتا دیا کرتا ہے اُس کے جواب میں کہا جاتے کہ نہیں وہ بادشاہ کے دربار تک کب پہنچ سکتا ہے یوں ہی اِدھر اُدھر سے کوئی بات اُڑا لیتا

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ (۷۴)

پھر کر دیا ہم نے اس شہر کی بلندی کو اُس کی نیچان اور برسائے ہم نے اُن پر پتھر (۷۴)

ہے یا سُن لیتا ہے تو اُس سے ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ شخص درحقیقت دربار کی باتیں سُن لیتا ہے اسی طرح ان دونوں آیتوں میں الفاظ خطف الخطفۃ اور استرق السمع کے واقع ہوئے ہیں جو کسی طرح واقعی سننے پر دلالت نہیں کرتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ سمع سے بتاکید نفی آئی ہے ۔ بات یہ ہے کہ کفار پیشین گوئی کرنے کے دو حیلے کرتے تھے ایک یہ کہ جن ملاء اعلیٰ کی باتوں کو سُن کر اُن کی خبر کر دیتے ہیں دوسرے ستاروں کی حرکت اور ہبوط و عروج اور منازل بروج اور کواکب کے سعد و نحس ہونے سے احکام دیتے تھے وہ سب غلط اور جھوٹ تھے مگر بعض صحیح بھی ہوتے تھے مثلاً کسوف و خسوف کی پیشین گوئی یا کواکب کے اقتران اور ہبوط و عروج کی پیشین گوئی اسی امر کو جو درحقیقت ایک حسابی امر مطابق علم ہیئت کے ہے خدا تعالیٰ نے دو جگہ ایک جگہ بلفظ استرق السمع اور دوسری جگہ بلفظ خطف الخطفۃ سے تعبیر کیا ہے اور اُسی کے ساتھ فاتبعہ شہاب ثاقب سے ۔ اس سے زیادہ کی پیشین گوئی کو معدوم کر دیا ہے ✦

فاتبعہ شہاب مبین ۔ شہاب کے معنی ہیں شعلۂ آتش کے اور اُس انگارے کو جو بھڑکتا ہوا ہو اُس کو خدا نے شہاب مبین سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ سورہ نمل میں بیان ہوا ہے ✦

شہاب یا شہاب ثاقب یا شہاب مبین کا اُس آتشیں شعلہ پر اطلاق ہوتا ہے جو کائنات الجو میں اسباب طبعی سے پیدا ہوتا ہے اور جو کسی جہت میں دور تک چلا جاتا ہے اور جس کو اردو زبان میں تارہ ٹوٹنا بولتے ہیں ✦

فاتبعہ شہاب ثاقب ۔ ۳۷ ۔ صافات ۔ ۱۰ ✦

اذ قال موسیٰ لاھلہ انی آنست نارا سآتیکم منھا بخبر او آتیکم بشھاب قبس لعلکم تصطلون ۔ ۲۷ ۔ نمل ۷ ✦

وانا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الآن یجد لہ شھابا رصدا ۔ ۷۲ ۔ سورہ جن ۹ ✦

وانا لمسنا السماء فوجدناھا ملئت حرسا شدیدا وشھبا ۔ ۷۲ ۔ جن ۸ ✦

اب یہ بات دیکھنی چاہئے کہ عرب جاہلیت میں تاروں کے ٹوٹنے سے یعنی جب کائنات الجو میں کثرت سے شہاب ظاہر ہوتے تھے تو اُن سے کیا فال لیتے تھے یا کس بات کی پیشین گوئی کرتے تھے ۔ کچھ شبہ نہیں کہ وہ اُسے بدفالی اور کسی حادثۂ عظیم کے واقع ہونے کا یقین کرتے تھے جس طرح کہ تطیر سے بدفالی سمجھتے تھے ✦

تفسیر کبیر میں زہری سے روایت لکھی ہے کہ چند آدمی رسول خدا کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک تارہ ٹوٹا آنحضرت نے پوچھا کہ تم زمانہ جاہلیت میں اس میں کیا کہتے تھے انھوں نے کہا کہ ہم کہتے

روی الزھری عن علی بن الحسین عن ابن عباس رضی اللہ عنھما بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس فی نفر من الانصار اذ رمی بنجم فاستنار فقال

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ (۷۵)	بیشک ہیں اس میں نشانیاں پہچاننے والوں کو (۷۵)

ماکنتم تقولون فی مثل هذا فی الجاهلیة فقالوا
کنا نقول یموت عظیم او یولد عظیم الحدیث
الی اٰخرہ ۔
تفسیر کبیر صفحہ ۲۶۲ سورہ جن آیت ۹

ہیں کہ کوئی بڑا شخص مر جاویگا یا حادثہ عظیم پیدا ہوگا۔
غرضکہ اُس کو زمانہ جاہلیت میں نحس و بدیا شگون بد
سمجھتے تھے۔ اس زمانے کے لوگ بھی کثرت سے تاروں
کے ٹوٹنے کو شگون بد سمجھتے ہیں۔ پس شیاطین الانس کے اعتقاد کی ناکامی کو اُن کے کسی شگون بد
سے تعبیر کرنے کے لئے خدا نے فرمایا کہ فاتبعہ شہاب ثاقب جو نہایت ہی فصیح استعارہ منجمین کے
وبال کے بیان کرنے کو اور جس کا مقصود یہ ہے کہ فاتبعھم الشوم والخسران وخسرمات
فیما عملوا ۔

سورہ جن میں انالمسنا السماء کا لفظ ہے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ مس سے استعارہ طلب

اللمس المس فاستعیر للطلب لان الماس
طالب متعرف یقال لمسه والتمسه تطلبه

کیا جاتا ہے اور یہ قول منجمین کا ہے پس معنی یہ ہوئے کہ ہم نے
ڈھونڈھا آسمان کو اُس کو پایا بھرا ہوا حفاظ یعنی موانع شدید
اور شہب یعنی وبال سے جن کے سبب ہم اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم
ملاء اعلےٰ کی باتوں کے سننے یعنی دریافت کرنے کو بیٹھتے تھے مگر اب قرآن سننے کے بعد اُس کے
لئے جو کوئی سننے یعنی دریافت کرنا چاہے ہم اس کے لئے شہاب یعنی وبال معین پاتے ہیں۔ پس
ان تمام امور کو اجنہ مظنونہ اور موہومہ سے منسوب کرنا جن کا وجود بھی قرآن مجید سے ثابت نہیں ہے
کس قدر ربے اٹکل اور رجما بالغیب بات ہے فتدبر ۔

(۲۷) والجان خلقناه من قبل من نار السموم ۔ ہم سورہ انعام میں لفظ جن و جان اور ابلیس
پر بحث کر چکے ہیں اور بیان کیا ہے کہ جان اور جن سے ایک ہی چیز مراد ہے اور ابلیس یعنی شیطان
مغوی للانسان کو بھی جن کہا ہے پس ان تینوں لفظوں کا مفہوم واحد ہے ۔

یہ بھی ہم نے تسلیم کیا ہے کہ مظنونات عرب سے یہ بات تھی کہ عرب جنوں کی ایک خلقت
ہوائی کالبدی غیر مرئی مقابل انسان کے سمجھتے تھے اور اُس مخلوق موہوم کو صاحب قدرت متعدد اور
قادر بہ تشکل باشکال مختلفہ اور انسان کو نقصان اور نفع پہنچانے والا سمجھتے تھے اور اس موہوم مخلوق
کی عبادت کرتے تھے ۔

یہ بھی بیان کیا ہے کہ قرآن مجید سے ایسی کسی مخلوق غیر مرئی کا پیدا ہونا جیسا کہ عرب جاہلیت
کا اعتقاد تھا یا جیسا کہ اس زمانہ میں بھی مسلمانوں کا خیال ہے ثابت نہیں ہے ۔

یہ بھی بیان کیا ہے کہ قرآن مجید میں ابلیس اور اُسی معنی میں شیطان کا لفظ آیا ہے اور
جہاں لفظ جن یا لفظ جان جیسا کہ اس سورہ میں بمعنی ابلیس یا شیطان کے آیا ہے اُس سے اور

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾	اور بیشک وہ نشانیاں ہیں ہمیشہ آمد و رفت قایم رکھنے والے راستہ میں ﴿٧٦﴾ بیشک اس میں نشانی ہے ایمان والوں کے لئے ﴿٧٧﴾

اُن لفظوں سے کوئی وجود خارج از انسان مراد نہیں ہے بلکہ بلحاظ انسان کے قواے بہیمیۂ انسانیہ پر اُن کا اطلاق ہوا ہے اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حکماء وفزیالجسٹ نے خلق مخلوقات کی اصل تین چیزیں قرار دی ہیں۔ مادہ۔ حرارت۔ وحرکت۔ مادہ کی ماہیت وہ نہیں بیان کر سکتے مگر جہاں اُس کا وجود تسلیم کرتے ہیں اس میں حرارت کا پیدا ہونا مانتے ہیں اور اس کے سبب اجزاے مادہ کی حرکت تسلیم کرتے ہیں۔ بہرحال خدا تعالےٰ نے خلق مخلوقات کے لئے قبل اس کے کہ وہ کسی شکل میں متشکل ہو حرارت کو جس پر نار سموم کا اطلاق ہو سکتا ہے پیدا کیا اور وہی شے انسان میں بھی پائی جاتی ہے جو منشاء قواے بہیمیہ ہے اُسی قوت کو کبھی شیطان سے اور کبھی جان سے تعبیر کیا ہے اور اُس کے وجود کو قبل تشکل انسان بتایا ہے جیسا کہ اس سورت میں فرمایا ہے والجان خلقناہ من قبل من نار السموم +

یہ بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ جہاں لفظ جن یا جان کا جب کسی پر اطلاق ہوا ہے اُس کا دو طرح پر اطلاق کیا گیا ہے۔ ایک مظنونات عرب جاہلیت کے مطابق اور اُن کو معبود یا ذی قدرت ہونے کی بطال کی غرض سے پس اس طرح کے اطلاق سے واقعی اُن کا مخلوق مستقل ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اُس مظنونات عرب جاہلیت کا اظہار مقصود ہوتا ہے نہ واقعی مخلوق مستقل کا ہونا +

دوسرے یہ کہ جہاں جن کے لفظ کا فی الواقع ایک مخلوق مستقل پر اطلاق ہوا ہے اُس سے جنگلی اور وحشی انسان مراد ہیں جو پوری پوری تمدنی حالت میں نہیں ہیں اگلے زمانہ میں بہت سی قومیں ایسی ہی حالت میں تھیں جو بدوین کہلاتی تھیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ وحشی اور غیر تمدنی حالت میں جیسے کہ اس زمانہ میں امریکہ کے اسٹریلیا کے اصلی باشندوں کی حالت ہے +

اور اَور ملکوں میں بھی اب تک اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں اور چونکہ یہ لوگ ہمیشہ پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپے رہتے تھے اس لئے اُن پر جن کا اطلاق ہوا جس کا اطلاق ہر پوشیدہ اور مخفی چیز پر ہوتا ہے +

اس کا ثبوت خود قرآن مجید کے اُس بیان سے جو سورۂ جن میں ہوا ہے ایسی صاف طرح پر ہوتا ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا ہم اُس کو بالتفصیل اُسی مقام پر بیان کرینگے ان لغو اور بیہودگی کے طور پر بلا دلیل بلکہ بلا سمجھ عقل کوئی یہ کہدے کہ وہ سب حال جنوں ہی کا ہے مگر ایسی بیوقوفی کے کلام سے کوئی حقیقت باطل نہیں ہو جاتی +

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾	اور بیشک تھے ایکہ کے لوگ (یعنی قوم شعیب) البتہ ظالم ﴿۷۸﴾ پھر ہم نے بدلا لیا اُن سے اور وہ دونوں (یعنی قوم لوط اور شعیب کی بستیاں) کھلے ہوئے رستہ کے سامنے ہیں ﴿۷۹﴾

عرب جاہلیت کا کلام اس قدر قلیل دستیاب ہوتا ہے کہ وہ تمام محاورات اور استعارات اور کنایات و اشارات کے جو عرب جاہلیت میں تھے دریافت یا استنباط کرنے کو کافی نہیں ہے ۔ اہل لغت جنہوں نے لغت عرب کی تدوین کی ایک زمانہ کثیر کے بعد پیدا ہوئے ۔ نہایت مشکل ہے اس بات پر یقین کرنا کہ اس وقت تک اہل عرب کے اصلی محاورات اور استعارات اور کنایات اور اشارات میں کچھ تبدیلی نہیں ہوئی تھی ۔ اور اس سبب سے لغت کی کتابوں میں بہت سے معنی اور اصطلاحیں وغیرہ ایسی داخل ہیں جو اُس زمانہ میں مروج و مستعمل نہ تھیں ۔ اور نیز اس پر بھی یقین نہیں ہو سکتا کہ موجودہ لغت کی کتابوں میں عرب جاہلیت کا کوئی بھی محاورہ اور کنایہ چھوٹا نہیں ہے ۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اگر قرآن مجید سے بطور قطعی کسی لفظ کے معنی یا مراد یا اُس کا استعمال کسی طرح پر ثابت ہو تو قرآن ہی اُس کے ثبوت کے لئے کافی ہے اور قرآن کسی لغت یا کسی دوسری سند کا محتاج نہیں ۔ مگر علمائے امت نے ایسا نہیں کیا بلکہ حقیقت الامر معانی القرآن کے برخلاف اُس زمانہ کے مزعومات پر اُس کو محمول کیا ہے +

اس کی مثال سورہ جن کے بیانات سے بخوبی ثابت ہوتی ہے کیونکہ کوئی ذی عقل یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ جو بیان مذاہب و عقاید اُن لوگوں کے جنہوں نے چھپ کر قرآن سنا تھا اُس میں مذکور ہیں وہ سوائے انسانوں کے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اور مختلف ادیان رکھتے تھے اور کسی کے ہو سکتے ہیں مگر چونکہ اُس سورۃ میں لفظ جن کا آیا ہے بسبب اُن کے مخفی ہونے کے اس لئے اُن سب کو جن سمجھ لیا اور وہ جن جو مزعومات اور مظنونات باطلہ عرب جاہلیت کے تھے +

زیادہ تر لطف کی بات یہ ہے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے چھپ کر رسول خدا کو قرآن پڑھتے سنا تھا وہ زوبعۃ کی قوم کے لوگ تھے ۔ مگر چونکہ سورہ جن میں لفظ جن کا تھا اہل لغت نے زوبعۃ کو بھی جن مظنونہ و مزعومہ کا نام ٹھیرا دیا ہے +

روی عاصم عن زر قال قدم رھط زوبعۃ و اصحابہ مکۃ علی النبی صلعم فسمعوا قراءۃ النبی علیہ السلام ثم انصرفوا فذلک قولہ و اذ صرفنا الیک نفرا من الجن ۔
تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۰۰ +

اسی طرح جب حضرت سلیمان کے قصہ کا جو توریت اور قرآن مجید میں ہے مقابلہ کیا جاوے

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾	اور بیشک جھٹلایا حجر کے لوگوں نے (یعنی قوم ثمود نے جن میں صالح پیغمبر ہوئے تھے) رسولوں کو ﴿۸۰﴾ پھر دی ہم نے اُن کو اپنی نشانیاں پھر وہ ہوئے اُن سے مُنہ پھیرنے والے ﴿۸۱﴾

تو معلوم ہوگا کہ اُن وحشی اور جنگلی اور پہاڑی آدمیوں پر جو حضرت سلیمان کی سرکار میں عمارت کے لئے پہاڑ سے پتھر توڑتے اور جنگلوں سے لکڑی کاٹنے کا کام کرتے تھے قرآن مجید میں جن کا اطلاق ہوا ہے مگر ہمارے علما اور اہل لغت اُس کے معنی بھی وہی جن مظنونہ و مزعومہ کے سوا نہ لینگے لیکن میرے نزدیک قرآن مجید سے جو ثابت ہوا ہے اُس کو تسلیم کرنا ضرور ہے نہ اُن مظنونات اور مزعومات کو جن کی پیروی علما نے یا اہل لغت نے کی ہے۔ لغت خود ذی تغیر ظنی چیز ہے جیسا کہ قاضی ابن رشد نے بیان کیا ہے اور جس کا ذکر ہم اپنی تفسیر میں کرچکے ہیں +

ہمارے ایک اور دوست نے ان دنوں میں ہمارے پاس جذع بن سنان الغسانی کے جو قدیم زمانہ جاہلیت کا شاعر ہے چند شعر کتاب خزانۃ الادب سے جو شیخ عبدالقادر بن عمر بغدادی کی تصنیف ہے اور جس کے مصنف کے پاس اس شاعر کا دیوان موجود تھا۔ نقل کرکے بھیجے ہیں جن سے صاف پایا جاتا ہے بنص قاطع کے طور پر کہ اُن اشعار میں پہاڑی آدمیوں پر لفظ جن کا اطلاق کیا ہے مگر اس جہالت کا کیا علاج ہو سکتا ہے اگر کوئی کہے کہ وہ سب جن ہی تھے اور قاشر جو اس کا نام ہے وہ جن ہی کا نام ہے اور بنوا بیہ سے اُس جن ہی کے بھائی بھتیجوں کی اولاد مراد ہے ایسا کلام بجز اس کے کہ اُس کے قایل کو مجنون کہا جاوے اور کسی وقعت کے قابل نہیں ہے غرضکہ مجھ کو ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ عرب جاہلیت جس طرح کہ جن کا اطلاق اپنے مظنونات اور مزعومات مخلوق موہوم پر کرتے تھے اسی طرح وحشی اور جنگلی آدمیوں پر بھی کرتے تھے اور کلام مجید میں اُس کا اطلاق بمعنی حقیقی صرف وحشی و جنگلی آدمیوں پر ہوا ہے +

اشعار جذع بن سنان کے یہ ہیں :-

اتوا ناری فقلت منون انتم	فقالوا الجن قلت عموا صباحا
نزلت بشعب وادی الجن لما	رایت اللیل قد نشر الجناحا
اتیتهم غریبا مستضیفا	راوا قتلی اذا فعلوا جناحا
اتونی سافرین فقلت اهلاً	رایت وجوههم وسما صباحا
نحرت لهم وقلت الا هلموا	کلوا مما طهیت لکم سماحا
اتانی قاشر و بنوا بیه	وقد جن الدجی واللیل لاحا

وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ (٨٢)
فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ (٨٣)
فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٨٤)
وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ
فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ (٨٥) إِنَّ
رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ (٨٦)
وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي
وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ (٨٧) لَا تَمُدَّنَّ
عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا
مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ
جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (٨٨) وَ
قُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ (٨٩)
كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ (٩٠)
الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ
عِضِينَ (٩١) فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (٩٢)
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (٩٣) فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ
وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ (٩٤)

اور وہ کھود کر بناتے تھے پہاڑوں سے گھر امن میں بیٹھتے
کو (٨٢) پھر پکڑ لیا اُن کو ہولناک آواز نے صبح ہوتے (٨٣)
پھر نہ کام آیا اُن کے جو کچھ کہ اُنہوں نے کمایا تھا (٨٤)
اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ کہ
اُن دونوں میں ہے مگر ٹھیک ٹھیک اور بیشک قیامت کی
گھڑی آنے والی ہے پھر درگذر کر درگذر کرنا اچھا (٨٥)
بیشک تیرا پروردگار وہی ہے پیدا کرنے والا جاننے
والا (٨٦) اور بیشک ہم نے تجھ کو دی ہیں سات دُہرائی
جانے والی اور قرآن بزرگ (٨٧) اور نہ ٹکٹکی باندھ تو
اپنی آنکھوں کی اُس چیز کی طرف کہ ہم نے فائدہ دیا ہے
اُس سے ایک گروہ کو اُن میں سے (کافروں میں سے)
اور نہ رنج کر اُن پر اور جُھکا دے اپنے بازو مسلمانوں کے
لئے (٨٨) اور کہدے کہ بیشک میں صرف میں ڈرانیوالا
ہوں کھلم کھلا (٨٩) جس طرح کہ ہم نے ڈالا ایک عذاب
ٹکڑے بانٹنے والوں پر (٩٠) جنہوں نے کیا قرآن کو
ٹکڑے ٹکڑے (٩٠) پھر قسم تیرے پروردگار کی البتہ ہم اُن سب پوچھینگے
سب (٩٠) اُس سے کہ جو وہ کرتے تھے (٩٣) پھر کھول کر بتا دے
اُس چیز کو جس کا تو حکم دیا جاتا ہے اور منہ پھیر مشرکوں سے (٩٤)

فنازعنی الزجاجة بعد وهن   مزجت لهم بها عسلا وراجا

ان اشعار کے معنی یہ ہیں ۔ میرے الاؤ کے پاس وہ آئے تو میں نے کہا کہ تم کون ہو تو اُنہوں نے کہا کہ جن (یعنی بیماری) میں نے کہا کہ تمہاری صبح اچھی ہو ۔ یہ عرب کے محاورہ میں جملہ دعا اور سلام کے طور پر بولا جاتا تھا +

میں وادی الجن کی گھاٹی میں اترا تھا جب کہ رات نے اپنے پر پھیلا دئے تھے یعنی رات کا اندھیرا چھا گیا تھا اور اس لئے وہیں اُتر پڑا تھا +

میں اُن کے پاس گیا بطور ایک مسافر کے مہمان کے اور اُنہوں نے میرا مار ڈالنا اگر وہ ایسا کرتے ایک گناہ خیال کیا +

پھر وہ میرے پاس جبکہ آئے تو میں نے کہا مبارکباد مجھ کو اُن کے چہرے شباہت میں صبح کے

ترجمہ	آیات
بیشک ہم حامی ہیں تیرے ٹھٹھا کرنے والوں سے (۹۵) جنہوں نے بنایا ہے اللہ کے ساتھ ایک دوسرا معبود پھر جلد جان لینگے (۹۶) اور البتہ ہم خوب جانتے ہیں کہ بیشک تیرا دل تنگ ہوتا ہے اس سے جو وہ کہتے ہیں (۹۷) پس تسبیح کر ساتھ اپنے پروردگار کی تعریف کے اور ہو سجدہ کرنے والوں میں سے اور عبادت کر اپنے پروردگار کی یہانتک کہ آوے تجھ کو یقینی امر (یعنی موت) (۹۸)	إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (۹۵) الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (۹۶) وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ (۹۷) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (۹۸)

روشن معلوم ہوئے +

میں نے اُن کے لئے اونٹ ذبح کیا اور کہا کہ ہاں آؤ اور جو کچھ میں نے تمہارے لئے فراخ حوصلگی سے پکایا ہے اُس کو کھاؤ +

میرے پاس قاشر اور اُس کے باپ کی اولاد آئی اور تاریکی چھا گئی تھی اور رات ظاہر ہو گئی تھی +

اُس نے ذرا ٹھیر کر شراب کے پیالے میں چھینا چھانی کی ۔ اور میں نے اُن کے لئے شراب میں شہد ملا دیا تھا +

اب یہ کہدینا کہ وہ سب جن ہی تھے اور جنوں ہی نے باتیں کی تھیں اور اونٹ کا گوشت کھایا تھا اور شراب پی تھی کسی ذی عقل کا تو کام نہیں ہے +

سُوْرَةُ النَّحْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ١ يُنَزِّلُ
الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى
مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا
اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ٢
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ
تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٣
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ
فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ٤ وَالْاَنْعَامَ
خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا
تَاْكُلُوْنَ ٥ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ
تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ٦
وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا
بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ
لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٧ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ
وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٨ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ
السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ
لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ٩ هُوَ الَّذِيْۤ
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ
شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ١٠
يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ
وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ١١

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا بڑا مہربان
آگیا اللہ کا حکم۔ پھر اس کو جلدی مت چاہو۔ وہ پاک ہے
اور برتر ہے اس سے جس کو اس کا شریک ٹھیراتے ہیں ١
اتارتا ہے فرشتوں کو روح کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر
چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے کہ ڈراؤ اس بات سے کہ خدا
کہتا ہے، بیشک میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر مجھ
سے ڈرو ٢ پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بالکل
ٹھیک برتر ہے اس سے جس کو اس کا شریک ٹھیراتے ہیں ٣
پیدا کیا انسان کو نطفے سے پھر اب وہ جھگڑالو ہے حجتیں
کرنے والا ٤ اور مویشی - پیدا کیا ان کو تمہارے لئے
ان میں ہے پوشاک اور منفعتیں ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے
ہو ٥ اور تمہارے لئے ان میں خوشنمائی ہے جب کہ تم
شام کو جنگل سے لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو ٦
اور اٹھا لیجاتے ہیں تمہارے بوجھ کسی شہر کو کہ تم جان پر
مشقت اٹھائے بغیر وہاں نہ پہنچ سکتے۔ بیشک تمہارا پروردگار
البتہ مہربان ہے رحم والا ٧ اور (پیدا کیا) گھوڑوں کو
اور خچروں کو اور گدھوں کو تاکہ تم ان پر سوار ہو اور خوشنمائی
کے لئے اور پیدا کرتا ہے وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے ٨
اور اللہ تک ہے (رستوں میں سے) سیدھا رستہ اور ان میں کوئی
ٹیڑھا اور اگر خدا چاہتا تو ہدایت کرتا تم سب کو ٩
وہ وہی ہے جس نے برسایا آسمان سے پانی تمہارے لئے اس میں سے پینا
ہے اور اس سے اگتے ہیں ایک قسم کے درخت جن میں تم چراتے ہو ١٠
اگاتا ہے تمہارے لئے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور
اور ہر طرح کے پھل بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں
کے لئے جو فکر کرتے ہیں ١١

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (١٢) وَ
مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّذَّكَّرُوْنَ (١٣) وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ
الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا
وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا
وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا
مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (١٤)
وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ
وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ (١٥) وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ
هُمْ يَهْتَدُوْنَ (١٦) اَفَمَنْ يَّخْلُقُ
كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (١٧)
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا
اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (١٨)
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ (١٩)
وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ (٢٠)
اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (٢١)
اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (٢٢) اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (٢٣)
لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ
وَمَا يُعْلِنُوْنَ (٢٤) اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (٢٥)

اور تمہارے لئے[1] کارآمد کیا رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند
کو اور ستارے کارآمد کئے گئے ہیں اُس کے حکم سے ۔ بیشک اِس
میں البتہ نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں (١٢)
اور وہ جو چیز کہ پھیلا دی ہے تمہارے لئے زمین میں طرح طرح
کے ہیں اُس کے رنگ بیشک اِس میں البتہ نشانی ہے اُن لوگوں
کے لئے جو نصیحت پکڑتے ہیں (١٣) اور وہ وہ ہے جس نے
کارآمد کیا سمندر کو تاکہ کھاؤ اُس میں سے تازہ گوشت اور
نکالو اُس میں سے پہناوا جو تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیاں
کو اُس میں آتی جاتی اور تاکہ تم تلاش کرو (اپنی روزی)
اُس کے فضل سے اور تاکہ تم شکر کرو (١٤) اور ڈالا ہم نے
زمین میں بوجھوں کو کہ تم سمیت جھک نہ جائے (یعنی تاکہ
کشش کرات کی اعتدال پر رہے اور کسی طرف جھکنے نہ پائے)
اور نہریں اور راہیں تاکہ تم ہدایت پاؤ (١٥) اور اور نشانیاں
اور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں (١٦) کیا جو پیدا کرتا ہے
اُس کی برابر ہے جو پیدا نہیں کرتا ۔ کیا پھر تم نصیحت نہیں
پکڑتے (١٧) اور اگر تم گنو اللہ کی نعمتوں کو تو تم اُن کو گنتی
میں نہ لاسکوگے ۔ بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان (١٨) اور
اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو (١٩)
اور وہ جن کو اللہ کے سوا وہ پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا
نہیں کرتے اور خود پیدا کئے جاتے ہیں (٢٠) مردے ہیں ۔
زندہ نہیں ۔ اور نہیں جانتے (٢١) کہ کب اُٹھائے
جائینگے (٢٢) تمہارا خدا خدائے واحد ہے ۔ پھر جو
لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر اُن کے دل انکار کرنے
والے ہیں اور وہ تکبر کرنے والے (٢٣) کچھ شک نہیں کہ اللہ
جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں (٢٤)
وہ ہرگز دوست نہیں رکھتا تکبر کرنے والوں
کو (٢٥)

[1] اس آیت کی تفسیر تہذیب الاخلاق کے مضمون الارض لیست بساکنۃ میں کی گئی ہے (احمدیا) ◆

وَإِذَا قِيلَ لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ
قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۴﴾
لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ
عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ﴿۲۵﴾
قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى
اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ
عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ
الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۶﴾
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ
أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تُشَاقُّونَ
فِيهِمْ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ
وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۲۷﴾ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ
الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا
نَعْمَلُ مِن سُوءٍ بَلَىٰ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنتُمْ
تَعْمَلُونَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ
خَالِدِينَ فِيهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۲۹﴾
وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ
قَالُوا خَيْرًا لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ
الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ
وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۰﴾ جَنَّاتُ
عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ كَذَٰلِكَ
يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۱﴾ الَّذِينَ
تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ
سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ
تَعْمَلُونَ ﴿۳۲﴾

اور جب اُن کو کہا جاتا ہے کہ کیا ہے وہ جو تمہارے پروردگار
نے اُتارا ہے تو کہتے ہیں کہ اگلوں کے قصے ہیں (۲۴)
تاکہ وہ اُٹھا دیں بوجھ اپنے گناہوں کے پورے طور پر قیامت
کے دن اور اُن لوگوں کے گناہوں سے بھی جن کو وہ گمراہ کرتے
ہیں بغیر علم کے ہاں بُرا ہے جو وہ اُٹھاتے ہیں (۲۵)
بیشک مکر کیا تھا اُن لوگوں نے بھی جو اُن سے پہلے تھے
پھر آیا عذاب اللہ کا اُکھاڑ دیا اُن کے محلوں کو بنیادوں
سے پھر گر پڑی اُن پر چھت اُن کے اوپر سے اور آیا اُن کو
عذاب ایسی طرح سے کہ وہ نہ سمجھتے تھے (۲۶) پھر قیامت کے
دن اُن کو ذلیل کریگا اور کہیگا کہاں ہیں میرے وہ شریک
جن میں تم جھگڑتے تھے۔ کہینگے وہ جن کو علم دیا گیا تھا
کہ ذلت اور خرابی ہے آج کے دن کافروں پر (۲۷) جن
کی جان نکالتے تھے فرشتے ایسی حالت میں کہ وہ اپنے آپ پر
ظلم کرنے والے تھے پھر انہوں نے سلامتی رہنے کی راہ ڈالی
کہ ہم کچھ برائی نہیں کرتے تھے۔ کیوں نہیں اللہ جانتا ہے
جو کچھ کہ تم کرتے تھے (۲۸) پھر داخل ہو جہنم کے دروازوں میں
ہمیشہ اُس میں رہنے والے۔ پھر بُری ہے جگہ تکبر کرنے والوں کی (۲۹)
اور کہا گیا اُن لوگوں کو جو پرہیزگاری کرتے ہیں کہ کیا اُتارا
ہے تمہارے پروردگار نے انہوں نے کہا بھلائی جن لوگوں نے
نیکی کی اُن کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے اور بیشک آخرت کا
گھر اچھا ہے۔ اور بیشک اچھا ہے گھر پرہیزگاروں کا (۳۰)
بہشت جو ہمیشہ رہنے کیلئے ہے اس میں داخل ہونگے۔ بہتی
ہیں اُس کے نیچے نہریں۔ اُس میں اُن کیلئے جو کچھ وہ
چاہینگے۔ اسی طرح بدلا دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو (۳۱)
جن کی جان نکالتے تھے فرشتے ایسی حالت میں کہ وہ پاک
عقیدے والے تھے کہینگے فرشتے کہ تم پر سلامتی ہو داخل ہو
بہشت میں بسبب اُس کے جو تم کرتے تھے (۳۲)

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَٰٓئِكَةُ
أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن
كَانُوٓا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٥﴾ فَأَصَابَهُمْ
سَيِّـَٔاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا
بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ
أَشْرَكُوا لَوْ شَآءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن
دُونِهِۦ مِن شَىْءٍ نَّحْنُ وَلَآ ءَابَآؤُنَا
وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِۦ مِن شَىْءٍ كَذَٰلِكَ
فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ
إِلَّا الْبَلَٰغُ الْمُبِينُ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ
بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا
اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّٰغُوتَ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى
اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَٰلَةُ فَسِيرُوا
فِى الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ
الْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٨﴾ إِن تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَىٰهُمْ
فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِى مَن يُضِلُّ وَمَا لَهُم
مِّن نَّٰصِرِينَ ﴿٣٩﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ
أَيْمَٰنِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ بَلَىٰ
وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٠﴾
لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ
الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَنَّهُمْ كَانُوا كَٰذِبِينَ ﴿٤١﴾ إِنَّمَا
قَوْلُنَا لِشَىْءٍ إِذَآ أَرَدْنَٰهُ أَن نَّقُولَ لَهُۥ
كُن فَيَكُونُ ﴿٤٢﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا
فِى اللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْءَاخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا
يَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾

وہ کسی چیز کے منتظر نہیں ہیں بجز اس کے کہ آدیں اُن کے
پاس فرشتے یا آوے حکم تیرے پروردگار کا۔ اسی طرح اُن لوگوں
نے کیا تھا جو اُن سے پہلے تھے۔ اور اُن پر اللہ نے ظلم نہیں
کیا لیکن وہ اپنے آپ پر آپ ظلم کرتے تھے ﴿٣٥﴾ پھر پہنچیں
اُن کو برائیاں اُس کی جو وہ کرتے تھے۔ اور گھیر لیا اُن کو
اُس نے جس پر وہ ٹھٹھا کرتے تھے ﴿٣٦﴾ اور کہا اُن لوگوں
نے جو خدا کا شریک ٹھیراتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اُس کے
سوائے کسی چیز کی عبادت نہ کرتے۔ نہ ہم اور نہ ہمارے
باپ۔ اور نہ حرام ٹھیراتے بغیر اُس کے (حکم کے) کوئی شے
اسی طرح اُن لوگوں نے کیا جو اُن سے پہلے تھے۔ پھر رسولوں
پر کچھ ذمہ نہیں بجز صاف صاف (حکم) پہنچا دینے کے ﴿٣٧﴾
اور بیشک ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے الگ رہو
پھر اُن میں سے بعضے وہ ہیں جنکو خدا نے ہدایت دی اور اُن میں سے بعضے وہ ہیں جن پر
گمراہی مقرر ہوئی۔ پھر پھرو زمین میں۔ پھر دیکھو کہ جھٹلانے
والوں کا انجام کیونکر ہوا ﴿٣٨﴾ اگر تو حرص کرے اُن کی
ہدایت کی پھر اللہ نہیں ہدایت کرتا اُس کو جس کو وہ گمراہ
کرتا ہے اور اُن کے لئے کوئی مددگار نہیں ہے ﴿٣٩﴾ اور
اُنہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنی سخت قسم کہ جو مرجاتا ہے
اللہ اُس کو نہیں اُٹھاتا کیوں نہیں وعدہ ہوچکا ہے اُس پر
ٹھیک و لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿٤٠﴾ تاکہ اُن پر کھولدے
اُس چیز کو جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اور تاکہ جان لیں
جو لوگ کافر ہوئے کہ وہ جھوٹے تھے ﴿٤١﴾ بات یہی کہ ہمارا
کہنا کسی چیز کو جب ہم اُس کا ارادہ کرتے ہیں اس سے زیادہ کچھ
نہیں ہے کہ ہم اُس کو کہتے ہیں کہ ہو۔ پھر وہ ہوجاتی ہے ﴿٤٢﴾
اور جن لوگوں نے گھر چھوڑا اللہ کے لئے بعد اس کے کہ
اُن پر ظلم کیا گیا بیشک ہم اُن کو اچھی جگہ دینگے دنیا میں اور
بیشک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے۔ اگر وہ جانتے ہوں ﴿٤٣﴾

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (۴۴)
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ
اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ (۴۵) بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَ
اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (۴۶) اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ
مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ
اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (۴۷)
اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ (۴۸) اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى
تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۴۹)
اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ
يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاۗىِٕلِ سُجَّدًا
لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ (۵۰) وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَاۗبَّةٍ
وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (۵۱)
يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ
مَا يُؤْمَرُوْنَ (۵۲) وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا
اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ
فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ (۵۳) وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ
اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ (۵۴) وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ
فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ
فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ (۵۵) ثُمَّ
اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ
اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ
يُشْرِكُوْنَ (۵۶)

جن لوگوں نے صبر کیا اور وہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں (۴۴)
اور ہم نے نہیں بھیجے تجھ سے پہلے مگر آدمی کہ وحی بھیجتے تھے
ہم اُن پر پوچھ لو اہل کتاب سے اگر تم نہیں جانتے (۴۵) ساتھ
دلیلوں اور کتابوں کے۔ اور ہم نے تجھ پر کتاب اُتاری تاکہ
تو بیان کر دے لوگوں کو جو اُن پر اُتارا گیا ہے اور تاکہ وہ
سوچیں (۴۶) پھر کیا بے خوف ہو گئے ہیں وہ لوگ جو مکر
کرتے ہیں بُرائیوں کا کہ دھنسا دیوے اللہ اُن سمیت زمین کو
یا اُن پر عذاب لے آئے ایسی جگہ سے کہ وہ نہ جانتے ہوں (۴۷)
یا اُن کو پکڑ لے اُن کے چلنے پھرنے میں۔ پھر وہ نہیں ہیں
عاجز کرنے والے (۴۸) یا اُن کو پکڑ لے ڈرا کر۔ پھر بیشک
تمہارا پروردگار بخشنے والا ہے۔ مہربان (۴۹) کیا اُنہوں
نے نہیں دیکھا اُس کو جس کو پیدا کیا اللہ نے ہر ایک چیز سے
پھرتے ہیں اُن کا سایہ دائیں کو اور بائیں کو سجدہ کرنے کو اللہ کے
لئے۔ اور وہ ہیں فرمانبردار (۵۰) اور اللہ کے لئے سجدہ
کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں چلنے والوں
میں سے اور فرشتے اور وہ نہیں تکبر کرتے (۵۱) ڈرتے ہیں
اپنے پروردگار سے جو اُن کے اُوپر ہے اور کرتے ہیں وہ
جس کا اُن کو حکم دیا جاتا ہے (۵۲) اور کہا اللہ نے کہ مت
پکڑو دو معبود۔ اس کے سوا کوئی بات نہیں کہ وہ معبود ایک
ہے۔ پھر مجھی سے ڈرو (۵۳) اور اُسی کے لئے ہے جو کچھ
آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔ اور اُسی کے لئے ہے بندگی
لازم۔ پھر کیا اللہ کے سوا تم ڈرتے ہو (۵۴) اور جو کچھ
تمہارے پاس ہے نعمت سو اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر جب تم کو
چھوتی ہے بُرائی پھر اُس کی طرف فریاد کرتے ہو (۵۵) پھر
جب وہ دُور کر دیتا ہے بُرائی کو تم سے
یکایک ایک گروہ تم میں سے اپنے پروردگار کے
ساتھ شریک کرتا ہے (۵۶)

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ
تَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ
نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ
عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿٥٨﴾ وَيَجْعَلُونَ
لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ
وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُونَ ﴿٥٩﴾ وَإِذَا
بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثٰى
ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ
كَظِيمٌ ﴿٦٠﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ
مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ أَيُمْسِكُهٗ عَلٰى
هُوْنٍ أَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ أَلَا سَآءَ
مَا يَحْكُمُونَ ﴿٦١﴾ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِالْأٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ
الْأَعْلٰى وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٢﴾
وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ
مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ
يُّؤَخِّرُهُمْ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ
لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٦٣﴾
وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ
الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ
النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ﴿٦٤﴾ تَاللّٰهِ
لَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلٰٓى أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ
الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٥﴾
وَمَآ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ
لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ﴿٦٦﴾

تاکہ ناشکری کریں اُس چیز کی جو ہم نے دی ہے اُن کو سو
فائدہ اُٹھا لو سو بہت جلد تم جان لو گے ﴿٥٧﴾ اور ٹھیراتے
ہیں اُن کے لئے جن کو نہیں جانتے ایک حصہ اُس میں سے کہ روزی
دی ہے ہم نے اُن کو قسم ہے اللہ کی کہ تم سے پوچھا جاویگا
اُس سے کہ جو بہتان باندھتے تھے ﴿٥٨﴾ اور ٹھیراتے ہیں
اللہ کے لئے بیٹیاں پاک ہے وہ اور اُن کے لئے ہے جو
کچھ وہ چاہیں ﴿٥٩﴾ اور جب خوشخبری دی جاتی ہے اُن
میں کسی کو بیٹی ہونے کی ہو جاتا ہے اُس کا منہ کالا اور وہ
غم سے بھرا ہوتا ہے ﴿٦٠﴾ چھپا پھرتا ہے قوم سے اُس کی
برائی سے جس کی اُس کو خوشخبری دی گئی ہے کیا اُس کو
رکھے رہنے ذلت پر یا اس کو گاڑ دے مٹی میں جان لو کہ برا
ہے جو کچھ وہ فیصلہ کرتے ہیں ﴿٦١﴾ اُن لوگوں کے لئے
جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے بری مثل ہے اور اللہ کے لئے
بہت اعلیٰ مثل ہے اور وہ ہے سب سے غالب حکمت والا ﴿٦٢﴾
اور اگر پکڑے اللہ سبب اُن کے ظلم کے تو نہ چھوڑے زمین پر
کوئی چلنے والا لیکن ڈھیل دیتا ہے اُن کو ایک وقت
معین تک پھر جب آ جاتا ہے اُن کا وقت تو نہ دیر کرینگے
ایک ساعت اور نہ آگے بڑھینگے ﴿٦٣﴾ اور ٹھیراتے ہیں اللہ
کے لئے جو پسند نہیں کرتے اور بیان کرتی ہیں اُن کی زبانیں
جھوٹ کہ اُن کے لئے ہے اچھائی اس میں کچھ شبہ نہیں
کہ اُن کے لئے ہے آگ اور بیشک وہ پہلے بھیجے ہوؤں میں ہیں ﴿٦٤﴾
خدا کی قسم بالتحقیق ہم نے بھیجا لوگوں کی پاس جو تجھ سے پہلے
تھے پھر بنا دکھائے اُن کے لئے شیطان نے اُن کے عملوں کو پھر وہ
اُن کا دوست ہے آج تک اور اُن کے لئے ہے عذاب دکھ دینے
والا ﴿٦٥﴾ اور ہم نے نہیں بھیجی تجھ پر کتاب مگر اس لئے کہ تو بتلا دے اُن کو
وہ چیز کہ وہ اختلاف کرتے ہیں جس میں اور ہدایت اور رحمت اُن
لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں ﴿٦٦﴾

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ
لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ
فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا
لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ
وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا
حَسَنًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾
وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ
الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا
يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ
فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ
بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ
شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ
لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ
فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ
رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ
فِيْهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ
يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ
مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ
بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ
اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ
يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا
مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾

اور اللہ نے برسایا آسمان سے پانی پھر زندہ کیا اُس سے زمین کو
اُس کے مرجانے کے بعد بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اُس
قوم کے لئے جو سُنتی ہیں ﴿۶۵﴾ اور بیشک تمہارے لئے مویشی
میں البتہ ایک نصیحت ہے ہم تم کو پلاتے ہیں اُس چیز سے جو اُنکے
پیٹ میں ہے گوبر اور لہو میں دودھ خالص خوشگوار پینے
والوں کو ﴿۶۶﴾ اور کھجور کے پھلوں اور انگوروں سے بنا لیتے ہو
تم اُس سے نشہ کرنے والی چیزیں اور اچھی روزی - بیشک اس میں
ہیں البتہ نشانیاں اُس قوم کے لئے جو سمجھتی ہیں ﴿۶۷﴾ اور
وحی بھیجی تیرے پروردگار نے شہد کی مکھی پاس کہ بنا لے
پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور اُس میں جو بلند بناتے
ہیں ﴿۶۸﴾ پھر کھا ہر ایک پھل سے پھر چل اپنے پروردگار کی
راہوں میں فرمانبردار ہو کر نکلتی ہے اُن کے پیٹوں میں سے
وہ جو پی جاتی ہے مختلف ہیں اُس کے رنگ اُس میں شفا ہے
لوگوں کے لئے بیشک اس میں ہیں نشانیاں اُس قوم کے لئے
جو سوچتی ہیں ﴿۶۹﴾ اور اللہ نے پیدا کیا تم کو پھر مار ڈالیگا
تم کو تم میں سے وہ ہے جو دھکیلا جاتا ہے ذلیل ترین عمر تک
تا کہ وہ نہ جانے بعد جاننے کے کسی چیز کو بیشک اللہ جاننے والا ہے
قدرت والا ﴿۷۰﴾ اور اللہ نے بزرگی دی ہے تم میں سے بعض
کو بعض پر روزی میں - پھر نہیں ہیں وہ جن کو بزرگی دیگئی
ہے لوٹا دینے والے اپنے رزق کے اُن پر جن پر اُن کے ہاتھ
ملک ہوئے - پھر وہ اُس میں برابر ہیں - کیا پھر وہ اللہ کی نعمت
کا انکار کرتے ہیں ﴿۷۱﴾ اور اللہ نے پیدا کیا تمہارے لئے تمہاری
قسم سے جوڑے اور پیدا کیا تمہارے لئے تمہاری جوروں میں سے
بیٹے اور پوتے اور تم کو رزق دیا پاکیزہ چیزوں سے - کیا پھر جھوٹے
(معبودوں) پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی وہ ناشکری کرتے
ہیں ﴿۷۲﴾ اور عبادت کرتے ہیں اللہ کو سوا اُسکی جو نہیں اختیار رکھتے اُن کے لئے
رزق دینے کا آسمانوں اور زمین میں سے کچھ بھی - اور نہ وہ طاقت
رکھتے ہیں ﴿۷۳﴾

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ (٧٦) ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا
مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ
مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا
وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (٧٧)
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا
اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ
عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ
بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (٧٨)
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا اَمْرُ
السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (٧٩) وَاللّٰهُ
اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (٨٠) اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ
فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (٨١)
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا
وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا
تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ
وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا
وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ (٨٢) وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا
خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّ
جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ
كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ (٨٣)

پھر مت بناؤ اللہ کے لئے مثلیں - بیشک اللہ جانتا ہے -
اور تم نہیں جانتے (٧٦) اللہ نے مثال بیان کی ایک غلام کی
کہ پرایا ہو پرائے ہاتھ میں طاقت نہیں رکھتا کسی چیز پر - اور وہ
شخص جس کو ہم نے اپنے پاس سے اچھا رزق دیا ہے - پھر وہ اس
میں سے خرچ کرتا ہے چھپا کر اور ظاہر کر کر کیا وہ برابر ہیں -
سب تعریف اللہ کے لئے ہے - لیکن ان میں سے اکثر نہیں
جانتے (٧٧) اور اللہ نے ایک مثال بیان کی - دو شخصوں
کی کہ ایک ان میں سے گونگا ہے قدرت نہیں رکھتا کسی بات
پر اور وہ بوجھ ہے اپنے دوستوں پر - جدھر وہ اس کو متوجہ
کریں وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا - کیا برابر ہے وہ اور وہ شخص جو
انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے (٧٨) اور اللہ
کے لئے ہے علم غیب آسمانوں اور زمین کا - اور نہیں قائم ہونا
قیامت کا مگر پلک جھپکنے کی مانند یا اس سے بھی زیادہ قریب - بیشک
اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے (٧٩) اور اللہ نے تم کو
پیدا کیا تمہاری ماؤں کے پیٹ سے - تم کچھ نہیں جانتے تھے اور
بنائے تمہارے لئے کان - اور آنکھیں - اور دل - تاکہ تم
شکر کرو (٨٠) کیا وہ نہیں دیکھتے پرندوں کی طرف کہ فرمانبردار
کئے گئے ہیں آسمان (اور زمین) کے بیچ میں - کوئی نہیں
تھامے رکھتا ان کو بجز اللہ کے - بیشک اس میں البتہ نشانیاں
ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں (٨١) اور اللہ
نے بنایا تمہارے لئے تمہارے گھروں کو آرام کی جگہ - اور بنایا
تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں سے گھر کو - ہلکا پاتے ہو تم ان کو
اپنے سفر کے دن اور اپنے ٹھہرنے کے دن - اور ان کی اون اور ان کے
بالوں اور ان کی پشم سے گھر کا اسباب اور فائدہ اٹھانے کی چیز ایک مدت
تک (٨٢) اور اللہ نے پیدا کیا تمہارے لئے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں سے سایہ
چھاؤں کو اور بنایا تمہارے لئے پہاڑوں میں سے گھروں کو اور بنائے تمہارے
لئے پوشاک کہ تم کو گرمی سے بچاتی ہے اور پوشاک جو تم کو بچاتی ہے تمہاری
لڑائی میں - اسی طرح پوری کرتا ہے اپنی نعمت تم پر تاکہ تم تابعدار ہو (٨٣)

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
الْمُبِينُ ﴿۸۴﴾ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ
يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُونَ ﴿۸۵﴾
وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا
ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ
يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۸۶﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ
ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَ
لَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۸۷﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ
أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا
هٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا
مِنْ دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ
إِنَّكُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿۸۸﴾ وَأَلْقَوْا
إِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ وَضَلَّ
عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۸۹﴾
الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ
اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ
بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿۹۰﴾ وَيَوْمَ
نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ
مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا
عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا
لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۹۱﴾
إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ
ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ
يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۹۲﴾ وَأَوْفُوا
بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عٰهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا
الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ
عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۹۳﴾

پھر اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ تجھ پر پہنچا دینا
(حکم کا) صاف صاف ﴿۸۴﴾ پہچانتے ہیں اللہ کی نعمت کو
پھر اُس کا انکار کرتے ہیں اور بہت سے اُن میں سے ناشکر گزار
ہیں ﴿۸۵﴾ اور جس دن ہم اٹھاوینگے ہر امت سے ایک گواہ۔
پھر اجازت نہ دیجائیگی اُن لوگوں کو جو کفر میں پڑے اور نہ
اُن کا عذر قبول کئے جاوینگے ﴿۸۶﴾ اور جب دیکھینگے وہ لوگ
جو ظلم کرتے تھے عذاب کو۔ پھر نہ اُن پر ہلکا کیا جائیگا اور نہ
اُن کو مہلت دیجائیگی ﴿۸۷﴾ اور جب دیکھینگے وہ لوگ جو
شریک ٹھیراتے تھے اپنے شریکوں کو تو کہینگے اے ہمارے پروردگار
یہ ہیں ہمارے (مقرر کئے ہوئے) شریک یعنی معبود جن کو ہم پکارتے
تھے تیرے سوا۔ پھر وہ (معبود) اُن کی بات میں بات ڈالینگے
(یعنی اُن کی بات کاٹ کر کہینگے) کہ تم بیشک جھوٹے ہو ﴿۸۸﴾
اور وہ (یعنی معبود مقرر کرنیوالے اور اُن کے معبود) ڈالینگے
اللہ کی طرف اُس دن سلامت رہنے کی اور کھوئی جائیگی اُن سے
وہ جو افترا پردازی کرتے تھے ﴿۸۹﴾ جو لوگ کافر ہوئے اور
اَوروں کو اللہ کی راہ سے روکا ہم زیادہ کرینگے اُن کو عذاب
پر عذاب اس بات پر کہ وہ فساد کرتے تھے ﴿۹۰﴾ اور اس دن
ہم اٹھاوینگے ہر امت میں ایک گواہ اُن پر انہی میں سے۔ اور
لاوینگے تجھ کو گواہ اُن پر اور اُتاری ہے ہم نے تجھ پر کتاب
بیان کرنیوالی ہر چیز کی اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری
مسلمانوں کیلئے ﴿۹۱﴾ بیشک اللہ حکم کرتا ہے ساتھ عدل اور نیکی
کے اور قرابت مندوں کے ساتھ سلوک کا اور منع کرتا ہے بے حیائی
اور بُرائی اور سرکشی سے۔ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تم نصیحت
پکڑو ﴿۹۲﴾ اور پورا کرو اللہ کا عہد جب تم نے عہد کیا
اور مت توڑو قسموں کو اُن کو پکا کرنے کے بعد اور
بیشک تم نے کیا ہے اللہ کو اپنے پر ضامن۔ بیشک اللہ
جانتا ہے جو تم کرتے ہو ﴿۹۳﴾

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ
بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ
أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ
أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ
اللَّهُ بِهِ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (٩٤)
وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً
وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي
مَنْ يَشَاءُ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ
تَعْمَلُونَ (٩٥) وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ
دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا
وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ
سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (٩٦)
وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا إِنَّمَا
عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُونَ (٩٧) مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ
وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ
صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ (٩٨) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ
ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ
حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ
بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (٩٩)
فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (١٠٠)
إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُونَ (١٠١)

اور مت ہو تم ایسی عورت کی مانند جس نے توڑ ڈالا اپنا کاتا
مضبوطی کرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے۔ مت ہو تم کہ
بنالیتے ہو تم اپنی قسموں کو ایک دھوکا درمیان اپنے کہ ہو جائے
ایک گروہ وہی بڑھی ہوئی دوسرے گروہ سے۔ اس کے سوا کچھ
نہیں کہ مصیبت میں ڈالیگا تم کو خدا اس کے سبب اور ضرور
بتا دیگا تم کو قیامت کے دن وہ جس میں تم تھے اختلاف
کرتے (٩٤) اور اگر چاہتا اللہ تو ضرور تم کو کر دیتا ایک گروہ
لیکن گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے
جس کو چاہتا ہے اور ضرور پوچھے جاؤ گے اس سے جو تم کرتے
تھے (٩٥) اور مت بناؤ اپنی قسموں کو دھوکا درمیان اپنے
پھر ڈگمگا جاویگا قدم بعد اس کے قائم رہنے کے اور چکھو گے برائی
کو بسبب اس کے کہ روکتے تم اللہ کے رستے سے اور
تمہارے لئے عذاب ہے بہت بڑا (٩٦) اور مت لو اللہ
کے عہد کے بدلے مول تھوڑا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ
جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہت اچھا ہے تمہارے لئے
اگر تم جانتے ہو (٩٧) جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ چکیگا
اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے
اور ہم بدلا دینگے اُن کو جنہوں نے صبر کیا اُن کا بدلا
اُس سے اچھا جو وہ کرتے تھے (٩٨) جس نے اچھے کام کئے
مردوں میں سے یا عورتوں میں سے اور وہ ایمان والا ہو
پھر البتہ ہم اُس کو زندگی دینگے زندگی پاکیزہ اور البتہ
ہم اُن کو بدلا دینگے اُن کا بدلا اُس سے اچھا جو وہ کرتے
تھے (٩٩) پھر جب تو قرآن پڑھے تو پناہ مانگ اللہ
کی شیطان پھٹکارے ہوئے سے (١٠٠) بیشک
اُس کو نہیں ہے حکومت اُن پر جو ایمان لائے
ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے
ہیں (١٠١)

إِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ
مُشْرِكُوْنَ (۱۰۲) وَإِذَا بَدَّلْنَا
اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ وَّاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ
قَالُوْٓا إِنَّمَآ أَنْتَ مُفْتَرٍ
بَلْ أَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۰۳)
قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ
رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى
لِلْمُسْلِمِيْنَ (۱۰۴) وَلَقَدْ نَعْلَمُ
أَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ إِنَّمَا
يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِيْ
يُلْحِدُوْنَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ
وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ
مُّبِيْنٌ (۱۰۵) إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَ
لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ (۱۰۶)

اِس کے سوا کچھ نہیں کہ اُس کی حکومت اُن لوگوں پر ہے
جو اُس سے یارانہ کرتے ہیں اور وہ وہی ہیں جو اُس کے
یعنی خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں (۱۰۲) اور جب ہم بدل
ڈالتے ہیں کوئی آیت (یعنی کوئی حکم اگلے نبیوں کا) بجائے
کسی آیت (یعنی کسی حکم کے) اور اللہ جانتا ہے جس کو
جو اُتارتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تو
بہتان باندھنے والا ہے بلکہ اُن میں کے بہت سے
نہیں جانتے (۱۰۳) کہہ دے اے پیغمبر کہ اُتارا ہے اُس کو
روح القدس نے تیرے پروردگار کی طرف سے بالکل
ٹھیک تاکہ ثابت قدم رکھے اُن کو جو ایمان لائے ہیں
اور ہدایت اور خوشخبری مسلمانوں کے لئے (۱۰۴) اور البتہ
بیشک ہم جانتے ہیں کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے سوا
کچھ نہیں کہ سکھاتا ہے اُس کو (یعنی آنحضرتؐ کو) کوئی
شخص۔ زبان اُس کی جس کی طرف غلط نسبت کرتے
ہیں گونگی ہے یعنی غیر فصیح ہے اور یہ تو عربی زبان ہے
نہایت واضح یعنی فصیح (۱۰۵) بیشک جو لوگ ایمان نہیں
لاتے اللہ کی نشانیوں یعنی احکام پر ہدایت نہیں کرنے
کا اُن کو اللہ اور اُن کے لئے ہے عذاب دکھ دینے والا (۱۰۶)

(۱۰۳) ہم نے اپنی تفسیر کی پہلی جلد میں جہاں ناسخ و منسوخ کی بحث ہے امام فخرالدین رازی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا سے قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اور دو آیتیں ہیں اُن سے ثابت ہوتا ہے پہلی آیت تو "یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت عندہ ام الکتاب" ہے۔ دوسری آیت "اذا بدلنا اٰیۃ مکان اٰیۃ" ہے۔ اور ہم نے لکھا تھا۔ کہ ان دونوں آیتوں سے بھی قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور وعدہ کیا تھا کہ ہم ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں بیان کرینگے۔ اور اس لئے اب اُن پر بحث کرتے ہیں +

پہلی آیت سورہ رعد کی ہے اس میں خدا فرماتا ہے۔ کہ بیشک ہم نے تجھ سے پہلے رسول
ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم بھیجے ہیں اور اُن کو بیبیاں اور اولاد دی ہے

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْكَاذِبُونَ (١٠٧) مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ
مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ
مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ
بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (١٠٨) ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ
اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ
وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (١٠٩)
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ
وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْغَافِلُونَ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ
هُمُ الْخَاسِرُونَ (١١٠) ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ
لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ
جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا
لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (١١١)

اس کے سوا کچھ نہیں کہ جھوٹ بہتان باندھتے ہیں لوگ
جو ایمان نہیں لاتے اللہ کی آیتوں یعنی حکموں پر اور
وہی لوگ ہیں جھوٹے (١٠٧) جس نے کفر کیا اللہ کے
ساتھ اپنے ایمان لانے کے بعد بجز اس شخص کے جس کو
جبر کیا گیا اور اس کے دل کو ایمان سے تسلی ہے ولیکن
جس کا دل کھل گیا ہے کفر کرنے پر تو ان پر ہے غضب اللہ
کا اور ان کے لئے ہے عذاب بہت بڑا (١٠٨) یہ اس لئے
کہ انہوں نے پیار سمجھا دنیا کی زندگی کو آخرت پر اور
بیشک اللہ نہیں ہدایت کرتا کافر لوگوں کو (١٠٩) یہ لوگ
وہ ہیں کہ مہر کردی ہے اللہ نے ان کے دلوں پر اور
ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر اور یہ لوگ وہی
ہیں بیخبر لاچار وہ ہیں آخرت میں وہی نقصان اٹھانے
والے (١١٠) پھر بیشک تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے
جنہوں نے وطن چھوڑا بعد اس کے کہ ایذا دئے گئے۔ پھر جہاد
کیا اور صبر کیا۔ بیشک تیرا پروردگار بعد اس کے البتہ
بخشنے والا ہے مہربان (١١١)

ازواجا وذریة وما کان لرسول ان یاتی بآیة الا باذن
الله لکل اجل کتاب یمحوا الله ما یشاء ویثبت وعنده
ام الکتاب +

اور کوئی رسول نہیں کرسکتا کہ بغیر حکم خدا کوئی حکم
لے آئے اور ہر ایک چیز کا وقت لکھا ہوا یعنی
مقرر ہے۔ خدا جو چاہے مٹا دے اور جو چاہے قایم رکھے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے +

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو کچھ اس آیت میں بیان ہوا ہے وہ انبیائے سابق
کی شریعت سے متعلق ہے نہ قرآن مجید کی آیتوں سے۔ نتیجہ اس تمام آیت کا یہ ہے کہ انبیائے سابق
کی شریعت میں سے جن احکام کو خدا چاہتا ہے۔ قایم رکھتا ہے اور جن احکام کو چاہتا ہے اٹھا
دیتا ہے۔ اور اس آیت سے کسی طرح سے یہ بات نہیں نکلتی کہ قرآن مجید کی ایک آیت دوسری
آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے۔ پس یہ آیت قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ ہونے پر کسی طرح دلالت
نہیں کرتی۔ مگر یہ بحث باقی رہتی ہے کہ ام الکتاب کیا چیز ہے۔ اور اگر ام الکتاب سے
لوح محفوظ مراد لی جائے تو لوح محفوظ کیا چیز ہے۔ یہ ایک بہت بڑی بحث ہے جس کو ہم اپنی
تصنیفات میں متعدد جگہ لکھ چکے ہیں۔ مگر اس مقام میں اس کی بحث سے کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ صرف

يَوْمَ تَأْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا
وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ (۱۱۲) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً
كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا
مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا
اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا
يَصْنَعُوْنَ (۱۱۳) وَلَقَدْ جَآءَهُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَ
هُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (۱۱۴)
فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا
طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۱۱۵) اِنَّمَا حَرَّمَ
عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ
الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ
بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ (۱۱۶)

اُس دن آدیگا ہر کوئی جھگڑتا ہوا اپنے لئے اور بدلا دیا جاویگا
ہر شخص کو اُس چیز کا جو اُس نے کیا تھا اور اُن پر ظلم نہ کیا
جاویگا (۱۱۲) اور بیان کی اللہ نے مثال ایک گانوں کی کہ
تھا امن چین سے۔ آتا تھا وہاں اُس کا رزق با فراغت
ہر جگہ سے۔ پھر اُس نے ناشکری کی اللہ کی نعمتوں کی۔ پھر
اللہ نے مزا چکھایا اُس کو بھوک کا اور خوف کا اوڑھنا
بچھونا کر دینے کا بسبب اُس کے جو وہ کرتے تھے (۱۱۳)
اور البتہ آیا اُن پاس ایک رسول اُن میں کا۔ پھر اُنہوں نے
اُس کو جھٹلایا۔ پھر اُن کو پکڑا عذاب نے ایسے حال میں کہ
وہ ظلم کرنے والے تھے (۱۱۴) پھر کھاؤ اس میں سے جو رزق دیا
تم کو اللہ نے حلال پاکیزہ اور شکر کرو اللہ کی نعمت کا
اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو (۱۱۵) اس کے سوا کچھ
نہیں کہ حرام کیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور
وہ جس پر پکارا جاوے اللہ کے سوا اور کسی کا نام اُس کے
ذبح کرنے کے وقت پھر جو کوئی تڑپتا ہو مارے بھوک کے۔
نہ نافرمانی کرنے والا اور نہ حد سے گذرنے والا (اور
بقدر سد رمق کھالے) تو اللہ بخشنے والا ہی مہربان (۱۱۶)

یہ بات ثابت کرنی تھی کہ "یمحو اللہ ما یشاء و یثبت" سے مقصود محو ہونا یا ثابت رہنا احکام شریعت انبیاء سابق کا ہے۔ نہ محو ہونا یا ثابت رہنا قرآن مجید کی آیتوں کا۔ اس لئے ہم اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں ٭

دوسری آیت سورہ نحل کی ہے جس میں خدا فرماتا ہے۔ کہ جب ہم ایک حکم کی جگہ دوسرا

واذا بدلنا اٰیۃ مکان اٰیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لا یعلمون ٭

حکم بدلتے ہیں اور خدا جو حکم نازل کرتا ہے اُس کو خوب جانتا ہے تو کہتے ہیں کہ تو تو افترا ہی کرنے والا ہے۔ حالانکہ اُن میں کے بہت سے نہیں جانتے۔ اس آیت کی نسبت سوال یہ ہے کہ قالوا سے کون لوگ مراد ہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ قالوا کی ضمیر سے کفار مکہ مراد ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ کفار مکہ نہ اُس پہلی آیت کو جو بدلی گئی منزل من اللہ جانتے تھے اور نہ دوسری آیت کو جس نے پہلی آیت کو بدلا منزل من اللہ سمجھتے تھے ٭

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ
هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى
اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (۱۱۷) مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۱۸) وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا
حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا
ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ (۱۱۹) ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ
عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ
بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۲۰) اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ
كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا
وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۲۱)
شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۱۲۲) وَاٰتَيْنٰهُ
فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ
لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۱۲۳) ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ
حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ (۱۲۴)

اور مت کہو اس چیز کو جس کو کہتی ہیں تمہاری زبانیں جھوٹ
کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام تا کہ بہتان باندھو اللہ پر جھوٹ۔
بیشک جو لوگ بہتان باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ مراد کو
نہیں پہنچنے کے (۱۱۷) فائدہ ہے تھوڑا سا اور ان کیلئے
عذاب ہے دکھ دینے والا (۱۱۸) اور ان لوگوں پر جو
یہودی ہوئے ہم نے حرام کیا ان چیزوں کو جن کا ذکر کیا
تجھ پر اس سے پہلے۔ اور نہیں ظلم کیا ہم نے ان پر ولیکن وہ
اپنا اوپر آپ ظلم کرتے تھے (۱۱۹) پھر بیشک تیرا پروردگار
ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کی برائی بے جانے پھر توبہ کی
اس کے بعد اور نیکی کی بیشک تیرا پروردگار اس کے بعد البتہ
بخشنے والا ہے مہربان (۱۲۰) بیشک ابراہیم پیشوا تھا
اللہ کی فرمانبرداری کرنے والا حنیف مذہب کا (یعنی بعض
خدا کی عبادت کرنے والا) اور وہ نہ تھا شرک کرنیوالوں
میں سے (۱۲۱) شکر کرنے والا اس کی نعمتوں کا اس کو
برگزیدہ کیا اور اس کو ہدایت کی سیدھی راہ کی طرف (۱۲۲)
اور دی ہم نے اس کو دنیا میں نیکی اور بیشک وہ آخرت میں
البتہ نیکوکاروں میں ہے (۱۲۳) پھر ہم نے وحی بھیجی تجھ پر
کہ پیروی کر ابراہیم کے دین کی جس کا دین حنیف ہے (یعنی جس
میں خالص خدائے احد کی عبادت ہے) اور وہ یعنی ابراہیم
مشرکوں میں سے نہ تھا (۱۲۴)

بلکہ صرف یہود و نصاریٰ جو ان احکام قرآن مجید کو جو برخلاف احکام سابق توریت و انجیل کے تھے
پیغمبر کا افترا سمجھتے تھے۔ پس قالوا کی ضمیر انہیں یہود و نصاریٰ کی طرف پھرتی ہے نہ عام کفار کی طرف
جو عموماً بت پرست تھے اور وہ نہ احکام سابق کو مانتے تھے نہ احکام لاحق کو۔ پس صاف ظاہر ہے کہ بدلنا
آیۃ مکان آیۃ سے تبدیل شرائع انبیاے سابق مراد ہے نہ تبدیل آیۃ قرآنی کی دوسری آیت سے +
تفسیر کبیر میں بھی ابو مسلم اصفہانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں شرائع سابق انبیا کا تبدیل ہونا
مراد ہے۔ نہ قرآن مجید کے احکام میں ایک سے دوسرے کا منسوخ ہونا۔ اور امام رازی صاحب نے لکھا ہے کہ ابو مسلم اصفہانی
برخلاف دیگر مفسرین کے مذہب اسلام میں ناسخ و منسوخ کا بالکل قائل نہیں ہے +

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا
فِيهِ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۲۵﴾ اُدْعُ
إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ
بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ
بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۱۲۶﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ
فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ
وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿۱۲۷﴾
وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا
تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ
مِمَّا يَمْكُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ
اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ
مُحْسِنُونَ ﴿۱۲۸﴾

اس کے سوا کچھ نہیں مقرر کیا گیا تھا سبت کا دن اُن لوگوں کے
لئے جنہوں نے اختلاف کیا اُس میں (یعنی شریعت ابراہیم
میں) اور بیشک تیرا پروردگار البتہ فیصلہ کریگا اُن میں قیامت
کے دن اُس میں جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے (۱۲۵) بلا
اپنے پروردگار کی راہ کی طرف حکمت اور نیک نصیحت کے ساتھ
اور بحث کر اُن سے اُس بات سے کہ وہی سب سے اچھی ہے بیشک
تیرا پروردگار وہ خوب جاننے والا ہے اُس کو جو گمراہ ہوا اُس
کی راہ سے اور وہ خوب جاننے والا ہے راہ پانیوالوں کو (۱۲۶)
اور اگر تم بدلا لو تو بدلا لو برابر اُسکے جو تم کو ایذا دی گئی ہو اور
البتہ اگر صبر کیا تم نے تو بیشک وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں
کے لئے (۱۲۷) اور صبر کر اور نہیں تیرا صبر مگر اللہ کی مدد سے
اور مت غم کھا اُن پر اور مت ہو تنگدل اُس سے جو وہ
مکر کرتے ہیں۔ بیشک اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو
پرہیزگار رہیں اور اُن لوگوں کے ساتھ جو نیکی کرنے والے
ہیں (۱۲۸)

اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اگر اُن تمام آیتوں کو جن سے مفسرین اور فقہا نے قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ ہونے کا دعوے پیش کیا ہے مجموعی طور پر سامنے رکھ لیا جاوے اور اُن پر غور و تعمق کی نظر ڈالی جاوے اور اُن کے سیاق و سباق کو مد نظر رکھا جاوے تو اُن سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ آیتیں شرائع سابقہ انبیا کے بعض احکام کے تبدیل ہونے سے تعلق رکھتی ہیں۔ نہ قرآن مجید کی آیتوں کے باہم ناسخ و منسوخ ہونے سے +